باب ۱۳

ابو جہل بن ہشام کا

کفر و اسلام کی دونوں صفوں کے ٹکرانے کے وقت فتح کی دعا کرنا اور ابو جہل کا یہ (دعائیہ) قول یا اس کا جس کافر نے بھی ان میں سے کیا تھا مکے میں

اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ئْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۔ (سورۃ الانفال: آیت ۳۲)

اے اللہ! اگر یہ قرآن اور یہ دین محمد سچ ہے تیری طرف سے تو پھر ہمارے اُوپر پتھروں کی بارش برسا کر ہمیں ہلاک کر دے یا ہمارے اُوپر کوئی دردناک عذاب بھیج دے .... (لہٰذا اللہ نے بدر والے دن عذاب دیا تھا ان کو تلوار کے ذریعے)

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، اور ابو سعید بن ابو عمرو نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبد الجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے زہری نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ثعلبہ بن صغیر عذری نے کہ بے شک فتح مانگنے والا بدر کے دن ابو جہل بن ہشام تھا۔ ابن ثعلبہ کہتے ہیں کہ جب دونوں جماعتیں باہم ٹکرائیں تو ابو جہل نے کہا تھا، اے اللہ! ہمارے رشتوں کو کاٹ دے اور ہمارے اُوپر ان لوگوں کو مسلط کر کے لے آ جن کو ہم نہیں جانتے اور مجھے صبح تک ہلاک کر دے۔

فرمایا کہ اسی کے نتیجے میں وہ قتل ہو گیا، اسی کے بارے میں اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی :

اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَ كُمُ الْفَتْحُ ۔ الخ (سورۃ الانفال : آیت ۱۹)

صالح بن کیسان نے زہری سے اس کی متابع حدیث بیان کی ہے۔ آیت کا مفہوم اس طرح ہے کہ "اگر تم فتح و نصرت مانگتے ہو تو تمہارے پاس فتح آ چکی ہے۔ الخ

اس مفہوم آیت کے بارے میں تین اقوال ہیں :

(۱) یہ کہ یہ خطاب ہے کفار کے لئے، کیونکہ انہوں نے فتح و نصرت مانگی تھی مسلمانوں کے خلاف۔

(۲) یہ کہ یہ خطاب ہے اہل ایمان کے لئے یعنی اگر تم نصرت اور مدد مانگتے ہو تو تمہارے پاس نصرت و مدد آ چکی ہے۔ الخ

(۳) یہ کہ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَ كُمُ الْفَتْحُ ۔ الخ یہ اہل ایمان کو خطاب ہو اور باقی ماندہ خطاب کفار کے لئے ہے۔

تفصیل میں طوالت ہے اصل کتاب کے حاشیہ پر ملاحظہ فرمائیں۔ (از مترجم)

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبداللہ حافظ نے کئی بار، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عبداللہ محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن نضر نے، ان کو عبیداللہ بن معاذ نے بن معاذ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی، ہمارے والد نے، ان کو حدیث بیان کی شعبہ نے عبدالحمید صاحب زیادہ سے، وہ کہتے ہیں حضرت انس سے یہ حدیث سُنی گئی تھی، وہ کہتے ہیں کہ ابو جہل نے کہا تھا :

اللهم ان كان هذا هو الحق من عندك فامطر علينا حجارة من السمآء اوائتنا بعذاب اليم ۔
(سورۃ انفال : آیت ۳۲)

اے اللہ! اگر یہ قرآن یہ دین محمدی حق سچ ہے تیری طرف سے تو ہمارے اُوپر پتھروں کی بارش برسا کر ہلاک کر دے یا ہمارے پاس کوئی دردناک عذاب بھیج دے۔

لہٰذا جواب میں یہ آیت نازل ہوئی :

وما كان الله ليعذبهم وانت فيهم وما كان الله معذبهم وهم يستغفرون ۔
(سورہ انفال : آیت ۳۳)

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اس حالت میں عذاب نہیں دیتے کہ آپ بھی ان کے اندر موجود ہوں، اور اس طرح بھی اللہ ان کو عذاب نہیں دیتے کہ جب وہ توبہ استغفار کر رہے ہوں۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن نضر سے۔ (البخاری فی تفسیر سورۃ الانفال۔ باب وما کان اللہ للیعذبہم۔ فتح الباری ۸/۳۰۹)

(۳) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالحسن احمد بن عبدوس طرائفی نے، ان کو عثمان بن سعید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن صالح نے معاویہ بن صالح سے، اس نے علی بن ابوطلحہ سے، اس نے ابن عباس سے اللہ کے اس قول کے بارے میں :

وما كان الله ليعذبهم وانت فيهم وما كان الله معذ بهم وهم يستغفرون ۔
(سورہ انفال : آیت ۳۳)

ابن عباس فرماتے ہیں اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو اس حالت میں عذاب نہیں دیتا یا ان پر عذاب نہیں بھیجتا جبکہ ان کے نبی ان کے بیچ موجود ہوں بلکہ پہلے وہاں سے نکال لیتا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

وما كان الله معذبهم وهم يستغفرون ۔

اس فقرے میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جس کے مقدر میں اللہ کی طرف سے ایمان میں داخل ہونا پہلے ہو چکا ہے بس وہی استغفار ہے (استغفار یعنی ایمان کے ساتھ بھی اللہ عذاب نہیں دیتا کسی کو)۔

اس کے بعد اللہ نے کفار کے بارے میں ارشاد فرمایا :

وما كان الله ليذر المؤمنين على ما انتم عليه حتىٰ يميز الخبيث من الطيب ۔

کہ اللہ تعالیٰ خبیث کے فرق کے بغیر اور تمیز کے بغیر بھی نہیں چھوڑے گا۔ بلکہ اس نے اہل سعادت کو اہل شقاوت سے نمایاں اور ممتاز کر دیا ہے۔

پھر فرمایا :

وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰه ۔ (سورہ آل عمران : آیت ۱۷۹)

کہ ایسا بھی ہو سکتا کہ اللہ ان کو بالکل بھی عذاب نہیں دے گا۔ حالانکہ وہ مسجد الحرام سے رکاوٹ بن رہے ہوں۔

لہٰذا اللہ نے ان کو بدر میں تلوار کے ساتھ عذاب دیا تھا۔

(۴) ہمیں خبر دی حاکم ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوالنضر محمد بن محمد یوسف نے آخرین میں، انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن معیب نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے حاکم ابوعبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوحامد بن محمد نے اور

ابوبکر احمد بن محمد اسماعیلی فقیہ طابران میں، ابوعبدالرحمٰن احمد بن محمد بن محمود ہزار نے شہر نساء میں، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عمر بن عبدالرحمٰن بن عمر بحرائی نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے حاکم ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے ابوالحسین حجاجی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے احمد بن عمیر نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن سعید جوہری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابواسامہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے برید بن عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبردہ نے ابوموسیٰ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے۔ آپ نے فرمایا کہ بےشک اللہ تعالیٰ جب کسی اُمت کے ساتھ رحمت وشفقت والا معاملہ کرنا چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے تو اللہ اُمت کے لئے ان کے آگے اس کو فرط اور سلف، آگے گیا ہوا اور پیش رو بنا دیتا ہے (یعنی اس کو پہلے سے ان کے لئے سفارش بنا دیتا ہے)۔

اور اللہ تعالیٰ جب کسی اُمت کی ہلاکت وتباہی کا ارادہ کرتا ہے تو ان کو عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے، حالانکہ ان کا نبی موجود ہوتا ہے زندہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اس نبی کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا ہے ان کو ہلاک کر کے۔ کیونکہ انہوں نے اس نبی کی تکذیب کی ہوتی ہے اور اس کے حکم کی نافرمانی کہ ہوتی ہے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ (کتاب الفضائل۔ باب اذا اراداللہ تعالیٰ رحمۃ امۃ)

اور کہا ہے کہ مجھے حدیث بیان کی گئی ہے ابواسامہ سے اور اس نے جس نے اس کو روایت کیا ہے ابراہیم بن سعید جوہری سے، اس نے اس کے متن میں یہ اضافہ کیا ہے فَاَهْلَكَهَا وَهُوَ يَنْظُرُ اللہ اس اُمت کو پھر اس طرح ہلاک کرتا ہے کہ ان کا نبی خود اپنی آنکھوں سے اس تباہی کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔

باب ۱۴

ا۔ (کفر واسلام کی) دونوں جماعتوں کا باہم ٹکرانا اور اس موقع پر فرشتوں کا نازل ہونا۔

۲۔ اور نبی کریم ﷺ کا مٹی کی مٹھی بھر کر پھینکنے سے برکات کا ظہور ہونا۔

۳۔ اور اللہ تعالیٰ کا مشرکین وکفار کے دلوں میں رعب ڈالنا۔

یہ سب امور آثارت نبوت ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوزکریا یحییٰ بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ فرکی نے، ان کو احمد بن محمد بن عبدوس طرائفی نے، ان کو حدیث بیان کی عثمان بن سعید درامی نے، ان کو عبداللہ بن صالح نے، ان کو حدیث بیان کی ہے معاویہ بن صالح نے علی بن ابی طلحہ سے، اس نے ابن عباس سے اللہ کے اس قول کے بارے میں :

وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ ۔ (سورۂ انفال : آیت ۷)

فرمایا کہ اہلِ مکہ کا قافلہ آیا تھا شام کے ملک جا رہا تھا اہلِ مدینہ کو اس بات کی خبر پہنچی وہ لوگ بھی نکلے ان میں رسول اللہ ﷺ بھی تھے وہ قافلے کا ارادہ رکھتے تھے۔ اس بات کی خبر اہلِ مکہ کو بھی پہنچ گئی لہٰذا وہ لوگ جلدی جلدی چل کر قافلے کی حفاظت کے لئے پہنچے تا کہ نبی کریم ﷺ اور ان کے اصحاب اس قافلے پر قبضہ نہ کرلیں۔ چنانچہ قافلہ متعین مقام سے رسول اللہ ﷺ سے سبقت کر گیا اور پہلے گذر گیا۔ اور اللہ نے مسلمانوں کو دو میں سے ایک گروہ یا جماعت کا وعدہ دیا تھا (یعنی یا تو قافلہ اور اس کا سامان ہاتھ لگے گا یا قریش کا گروہ ہاتھ لگے گا جو قدیم دشمن تھے)۔ حضور ﷺ اور اصحاب پسند یہ کرتے تھے کہ وہ قافلے سے ملیں اس میں تکلیف کم برداشت کرنا پڑے گی اور غنیمت بھی وافر حاصل ہوگی۔ مگر جب قافلہ پہلے نکل گیا اور آپ اس سے رہ گئے تو رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کو ساتھ لے کر نکلے۔ آپ کا ارادہ قوم قریش سے ملنا تھا مگر قریش نے مسلمانوں کی روانگی کو ناپسند کیا کیونکہ قریش کو اپنے غلبے اور کثرت کا زعم اور گھمنڈ تھا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ اور مسلمان جس مقام پر اُترے ان کے درمیان پانی اور پانی کے درمیان ریت خالص تھی۔

مسلمانوں کو شدید کمزوری پہنچ چکی تھی اور شیطان نے ان کے دلوں میں مایوسی بھی ڈال دی تھی وہ ان کو وسوسے دلا رہا تھا کہ تم یہ گمان کرو کہ تم اللہ کے دوست ہو اور تمہارے اندر اللہ کا رسول ہے۔ تمہارے اوپر مشرک غالب آئے گئے حالانکہ تم ایسے ایسے ہو۔ لہٰذا اللہ نے شدید بارش برسائی مسلمانوں نے پانی پیا اور طہارت کی۔ اللہ نے ان سے شیطانی نجاست دور کردی اور وہ ریت جم کر پکی جگہ بن گئی۔

راوی نے ایک کلمہ اور ذکر کیا ہے مسلمانوں کو بارش پہنچی اور اس پر لوگ چلے، جانور بھی چلے۔ اور مسلمانوں نے قوم قریش کے پڑاؤ کی طرف پیش قدمی کی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی اور مؤمنوں کی مدد فرمائی ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام پانچ سو فرشتوں کے ساتھ تھے جو علیحدہ تھے اور حضرت میکائیل علیہ السلام پانچ سو فرشتوں کے ساتھ تھے جو کہ علیحدہ تھے (الدر المنثور) اور ابلیس اپنے لشکر سمیت آیا شیاطین کا لشکر لے کر۔ ان کے پاس ایک جھنڈا تھا بنو مدلج کے کچھ مردوں کی شکل وصورت میں اور شیطان سراقہ بن مالک جعشم کی شکل میں تھا۔

چنانچہ شیطان نے مشرکوں سے کہا کہ آج لوگوں میں سے کوئی بھی تم سے غالب نہیں ہے اور میں تمہارے ساتھ ہوں۔ جب قوم نے صف باندھی تو ابوجہل نے کہا اے اللہ! ہم حق کے لئے سب سے بہتر ہیں اور لائق ہیں لہٰذا حق کی مدد فرما۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ اُٹھائے اور دعا کی اے میرے رب اگر تو نے اس مٹھی بھر جماعت کو ہلاک کر دیا تو کبھی بھی تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔

لہٰذا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے کہا آپ مٹی کی ایک مٹھی بھر لیجئے۔ آپ ﷺ نے مٹی کی ایک مٹھی لی اور وہ مٹی ان کفار ومشرکین کے مونہوں پر چلے گئے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام ابلیس کی طرف متوجہ ہوئے۔ جبرئیل علیہ السلام نے دیکھا تو ابلیس کے ہاتھ میں ایک مشرک آدمی کا ہاتھ تھا جلدی سے ابلیس نے اپنا ہاتھ اس سے کھینچ لیا اور ابلیس بھی اور اس کی جماعت بھی واپس پیٹھ پھیر کر مڑ گئے۔ اس آدمی نے کہا سراقہ کیا تم نے یہ نہیں کہا تھا کہ تم ہمارے ساتھ رہو گے تو اس نے جواب دیتے ہوئے کہا :

انی اری ما لا ترون انی اخاف اللّٰہ و اللّٰہ شدید العقاب ۔ (سورۂ انفال : آیت ۴۸)

بے شک میں وہ کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے ہو۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ اللہ سخت پکڑ کرنے والا ہے

یہ اُس وقت کہا جب اس نے ملائکہ کو دیکھا۔ (الدر المنثور ۳/۱۶۹)

کفار کا ایک مٹھی مٹی سے شکست کھانا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی محمد بن احمد اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو واقدی نے، ان کو موسیٰ بن یعقوب نے، زمعی نے اپنے چچا سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابوبکر بن سلیمان بن ابوشمہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا مروان بن حکم سے۔ وہ سوال کر رہے تھے حکیم بن حزام سے یومِ بدر کے

بارے میں مگر ناپسند کررہے تھے اس کو۔ یہاں تک کہ انہوں نے اس پر اصرار کیا لہٰذا حکیم نے کہا ہم لوگ باہم ٹکرا گئے تھے اور ہم نے خوب قتال کیا۔ میں نے ایک آواز سنی تھی جو آسمان سے زمین پر پڑی تھی جیسے کنکریاں تھالی میں گرتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے مٹھی بھری تھی اور وہ ماری تھی لہٰذا ہم لوگ شکست کھا گئے تھے۔ (مغازی الواقدی ۱/۹۵)

واقدی کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی تھی ابواسحق بن محمد نے ، اس نے عبدالرحمٰن بن محمد بن عبید نے عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر سے، اس نے کہا کہ میں نے سنا نوفل بن معاویہ دیلی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم بدر والے دن شکست کھا گئے تھے اور ہم سن رہے تھے جیسے تھالی میں کنکریاں گرتی ہیں۔ جو گری تھیں ہمارے آگے اور پیچھے اور اس بات سے ہم لوگوں پر شدید رعب اور خوف طاری ہو گیا تھا۔
(الواقدی ۱/۹۵)

(۳) ہمیں خبر دی احمد بن عبدان نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن جبیر نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زیاد بن خلیل تشری نے ، ان کو ابراہیم بن منذر نے ، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عباس یعنی ابن ابوسلمہ نے موسیٰ بن یعقوب سے ، اس نے یزید بن عبداللہ سے ، اس نے ابوبکر بن سلیمان بن ابوخثمعہ سے ، اس نے حکم بن حزام سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے آسمان سے آواز سنی تھی جیسے کوئی چیز نیچے گری ہو گویا وہ آواز ہے کنکریوں کی تھالی میں گرنے کی۔ رسول اللہ ﷺ نے بدر والے دن وہ کنکریاں ماری تھیں۔ ہم لوگوں میں سے کوئی ایک باقی نہیں بچا تھا (سب کی آنکھوں میں وہ پہنچ گئی تھیں)۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، ان کو احمد بن عبدالجبار نے ، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے ، اس نے یزید بن رومان سے ، اس نے عروہ بن زبیر سے ، اس نے زہری سے اور محمد بن یحییٰ بن حیان سے اور عاصم بن عمر بن قتادہ سے اور عبداللہ بن ابوبکر سے اور ان کے علاوہ دیگر ہمارے علماء سے۔

اس نے حدیث ذکر کی یوم بدر کے بارے میں۔ یہاں تک اس نے کہا ہے کہ وہاں پر رسول اللہ ﷺ ایک عرش (چھپر) تلے موجود تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ تھے ان دونوں کے علاوہ ان کے ساتھ کوئی نہیں تھا۔ چنانچہ (مسلم اور مشرک) دونوں جماعتوں کے لوگ ایک دوسرے سے قریب ہونا شروع ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کو قسم دینا شروع کی اس کی جو رب نے ان سے وعدہ فرمایا تھا نصرت کا وعدہ۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ اِنْ تُھْلِكْ ھٰذا الْعصابَتَهُ اَلْیَوْم لَا تُعْبَدُ

اے اللہ بے شک آپ اگر اس تھوڑی سی جماعت کو ہلاک کر دیں گے پھر آپ کی عبادت نہیں کی جائے گی۔

اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرمارہے تھے آپ اپنے رب کو قسم دینا کم کر دیں یا رسول اللہ ﷺ۔ بے شک اللہ پورا کرنے والا ہے اس کو جو اس نے آپ کی نصرت کا وعدہ کیا تھا۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ پر ہلکی سی نیند طاری ہو گئی تھی اس کے بعد آپ بیدار ہو گئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خوش ہو جائیے ابوبکر تیرے پاس اللہ کی نصرت آ گئی۔ یہ رہے جبرئیل علیہ السلام جو اپنے گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے ہیں اس کو چلا کر لا رہے ہیں۔ اس کے سامنے کے راستوں پر غبار ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نکلے۔ آپ نے اپنے اصحاب کو پانی پلایا اور ان کو تیار کیا اور فرمایا کہ کوئی آدمی قتال کرنے میں جلد بازی سے کام نہ لے یہاں تک کہ ہم اس کو اجازت دیں گے۔ جب وہ تمہیں چھپا لیں یعنی تمہارے قریب آ جائیں تو ان کو تیر مارو بھالے کے ساتھ۔ اس کے بعد لوگ ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہونے کے لئے ایک دوسرے سے قریب تر ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ عرش سے باہر آئے۔ آپ ﷺ نے کنکریوں کی ایک مٹھی اٹھائی پھر اس کے ساتھ قریش کی طرف منہ کیا اور اس کو ان کے مونہوں پر پھونک ماردی اور فرمایا: شَاھتِ الوُجُوْهُ ،

رسوا ہو جائیں یہ چہرے۔ مراد یہ ہے قبیح ہو جائیں۔اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا حملہ کر دواے مسلمانو۔ چنانچہ مسلمانوں نے حملہ کر دیا اور اللہ نے قریش کو شکست دی اور مارے گئے۔ جو لوگ مارے گئے ان کے شرفامیں سے قیدی ہو گئے ان میں سے جو قیدی ہوئے۔
(سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۲۶۷-۲۶۸)

ملائکہ کا مدد کے لئے گھاٹی سے باہر آنا .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن عمر بن احمد بن شوذب واسطی نے واسط میں، وہ کہتے ہیں کہ احمد بن سنان حاضر ہوئے میرے والد اور میرے داداد کے ساتھ مجلس میں۔ وہ حدیث بیان کر رہے تھے اور میں سن رہا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی تھی یزید بن ہارون نے، وہ کہتے ہیں کہ محمد بن اسحٰق نے کہا کہ عبداللہ بن ابوبکر نے کہا مجھے حدیث بیان کی بعض نے بنوساعدہ میں سے، اس نے ابواسید مالک بن ربیعہ سے۔ اور وہ بدر والے دن حاضر ہوئے تھے یہ بات کہہ رہے تھے جب ان کی بینائی جا چکی تھی۔ کہا کہ اگر آج میں تمہارے ساتھ بدر میں ہوتا اور میری نظر موجود ہوتی تو میں تمہیں وہ گھاٹی دکھا دیتا جس سے فرشتے باہر نکلے تھے (یعنی اہلِ بدر مسلمانوں کی نصرت کرنے کے لئے)۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۲۷۴)

باب ۱۵

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی دعاء قبول فرمائی ہر اس شخص کے خلاف

جو مکے میں رسول اللہ ﷺ کو ایذاء پہنچاتے تھے کفار و قریش میں سے، یہاں تک کہ وہ سارے اپنے بھائی بندوں سمیت بدر میں قتل کر دیئے گئے

(۱) ہمیں خبر دی ابومحمد جناح بن نذیر بن جناح قاضی نے کوفے میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوجعفر محمد بن علی بن رحیم شیبانی نے، ان کو احمد بن حازم بن ابی غزرہ نے، ان کو خبر دی عبیداللہ بن موسیٰ نے، ان کو خبر دی اسرائیل نے ابواسحٰق سے، اس نے عمرو بن میمون سے، اس نے عبداللہ بن مسعود سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کعبے کے پاس اور قریش کی جماعت اپنی اپنی مجالس میں بیٹھے دیکھ رہے تھے۔ اچانک کسی کہنے والے نے ان میں سے کہا کیا تم لوگ دیکھتے نہیں اس ریا دکھاوے باز کو۔ کون اُٹھتا ہے ال بنوفلاں کے ذبح ہونے والے اُونٹوں کی غلاظت لا کر اس کے اوپر ڈال دے جب یہ سجدے میں جائیں۔ چنانچہ ان میں سب سے بڑا شقی اور ایذا بجت اُٹھا اس نے یہ گستاخی کر ڈالی۔

حضور ﷺ اس کے باوجود سجدے میں پڑے رہے۔ یہ شیطان کھل کھلا کر ایک دوسرے پر گر رہے تھے اور خوب زور زور سے ہنس رہے تھے۔ کوئی گیا اس نے جا کر آپ ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا وہ اس وقت لڑکی تھیں وہ دوڑی دوڑی آئیں اور آ کر اپنے والد کے کندھے سے وہ گندگی ہٹائی۔ پھر ان کی طرف متوجہ ہو کر ان کو گالیاں دینے لگیں۔ حضور ﷺ جب نماز پوری کر چکے تو کہا : اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ، تین بار کہا، اے اللہ! قریش کو اپنی پکڑ میں لے لے۔ اے اللہ عمرو بن ہشام کو یعنی ابوجہل کو اور عتبہ بن ربیعہ کو، شیبہ بن ربیعہ کو، ولید بن عتبہ کو، امیہ بن خلف کو، عقبہ بن ابومعیط کو، عمارہ بن ولید کو (ہلاک کر دے)۔ عبداللہ نے کہا اللہ کی قسم میں نے ان سب لوگوں کا حشر

بدر والے دن دیکھا کہ میدان میں پچھاڑے پڑے تھے اور وہ قلیب بدر کی طرف گھسیٹ کر ڈال دیئے گئے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ قلیب بدر میں ڈالے جانے والوں پر لعنت فرما۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے احمد بن اسحٰق سے اس نے عبداللہ سے۔ اور بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے کئی دیگر وجوہ سے ابواسحٰق سے۔

(البخاری۔ کتاب الوضو۔ باب اذا القی علی ظہر المصلی قدر۔ فتح الباری ۱/ ۳۴۹۔ مسلم۔ کتاب المغازی۔ باب ما لقی النبی ﷺ من اذا المشرکین والمنافقین)

ابوجہل کا دو انصاری لڑکوں کے ہاتھوں قتل ہونا

(۲)　ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی سقا نے، اور ابوالحسن علی بن محمد بن مقریٔ اسفرائینوں نے۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی الحسن بن محمد بن اسحٰق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو محمد بن ابوبکر، وہ کہتے ہیں کہ ان کو محمد بن ماحشوں نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنے والد ابراہیم سے، اس نے عبدالرحمٰن بن عوف سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں بدر والے دن صف میں کھڑا ہوا تھا میں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا تو دونوں طرف دو انصاری لڑکے کھڑے ہوئے تھے، نوعمر تھے۔ میں نے سوچا کہ کاش کہ میرے دائیں بائیں ان سے کوئی بھاری بھر کم جوان ہوتا۔ اتنے میں ایک نے مجھے گھونسہ مارا اور مجھ سے پوچھا اے چچا کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں، آپ کو اس سے کیا کام ہے؟ کہا کہ میں نے سنا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میں نے اس کو دیکھ لیا تو میرا سایہ اس کے سائے سے جدا نہیں ہوگا یہاں تک کہ وہ مرجائے گا۔ مجھے حیرانی ہوئی یہ سن کر۔

اتنے میں دوسرے نے مجھے گھونسہ مارا اور پوچھنے لگا اے چچا کیا آپ ابوجہل کو جانتے ہیں؟ اس نے بھی پہلے لڑکے والی بات پوچھی۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ میں نے ابوجہل کو دیکھا وہ لوگوں کی صفوں میں گھوم رہا تھا۔ میں نے بتایا کہ کیا دونوں اس شخص کو دیکھ نہیں رہے یہی تو تمہارا مطلوب ہے جس کے بارے میں تم دونوں نے پوچھا تھا۔ بس اتنا کہنا تھا کہ وہ دونوں ایک دوسرے سے مسابقت کرتے ہوئے دوڑے۔ دونوں اس کو اپنی تلوار ماری اور اس کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد بھاگ کر نبی کریم ﷺ کے پاس آگئے اور حضور ﷺ کو اس کی خبر دی۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ تم دونوں میں سے کس نے اس کو قتل کیا ہے؟ ہر ایک نے کہا کہ اس نے اس کو مارا ہے۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم دونوں نے اپنی تلوار کو صاف کر لیا ہے؟ دونوں نے کہا کہ نہیں کیا۔ لہٰذا حضور ﷺ نے دونوں کی تلوار دیکھی اور آپ نے تصدیق کر دی کہ واقعی تم دونوں نے اس کو قتل کیا ہے۔ آپ ﷺ نے ابوجہل کے چھینے ہوئے سامان کا فیصلہ دونوں کے لئے کر دیا تھا۔ ایک معاذ بن عمرو تھے دوسرے معاذ بن عفراء تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں مسدود سے۔ (البخاری۔ کتاب الخمس۔ باب من لم یخمس الاسلاب)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے یحییٰ بن یحییٰ سے۔ (کتاب الجہاد والسیر۔ باب استحاق القاتل سلب القتیل الحدیث ص ۴۲)

ان دونوں نے یوسف بن یعقوب سے۔ بن ماحشوں سے۔

معاذ بن عمرو کا زخمی ہاتھ سے قتال کرنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابواحمد حسین بن علی درامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن محمد بن حسین نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی عمرو بن زرارہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی زیاد بن عبداللہ نے محمد بن اسحٰق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ثور بن یزدی نے عکرمہ مولیٰ ابن عباس سے، اس نے ابن عباس سے اور عبداللہ بن ابوبکر سے، وہ کہتے ہیں کہ کہا تھا معاذ بن عمرو بن جموع نے جو بھائی تھے بنوسلمہ کے کہ میں نے سنا تھا

قوم سے، حالانکہ ابوجہل ایک بڑے درخت کی مثل ہے اور وہ لوگ اس کو کہتے تھے ابوالحکم کی طرف کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ میں نے جب، یہ بات سنی تو میں نے یہ دل میں رکھ لی۔ لہٰذا میں اس کی طرف متوجہ ہوگیا جیسے مجھے موقع ملا میں نے اس پر حملہ کر دیا اور میں نے تلوار کا ایک ہی وار ایسا کیا کہ اس کا ایک پیر کاٹ دیا پنڈلی سے۔

اللہ کی قسم میں اس کے سوا اس کو تشبیہ نہیں دے سکتا کہ وہ جب گرا اور ہلاک ہوگیا مگر جیسے اس پتھر سے کچل کر گرتی ہے جس پتھر کے ساتھ اس کو مارتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ابوجہل کا بیٹے عکرمہ نے مجھے مارا تھا میرے کندھے پر جس سے میرا ہاتھ کٹ کر چمڑے کے ساتھ لٹک گیا تھا میرے پہلو سے اور مجھے قتال نے اس کی طرف توجہ کرنے سے مصروف کیئے رکھا۔ میں دن بھر لڑتا رہا اور میں نے اس کو اپنے پیچھے ڈال دیا تھا جب اس سے مجھے شدید تکلیف ہوگئی تھی۔ اذیت ہونے لگی تو میں نے اپنا قدم اس کے اوپر رکھا پھر اس کو توڑ کر پھینک دیا۔ کہتے ہیں کہ پھر معاذ اس کے بعد بھی زندہ رہے حتی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ آ گیا۔

کہتے ہیں کہ پھر وہ ابوجہل کے پاس سے گذرے بدر میں اور وہ معاذ بن عفراء کے ہاتھوں مقتول ہو چکا تھا۔ اس نے اسے ضرب ماری تھی حتی کہ میں اس کے مقتل پر پہنچا اس کی زندگی کے آخری سانس تھے اور معوذ نے آ کر اس کو قتل کر دیا۔ اتنے میں عبداللہ بن مسعود ادھر سے گذرے ابوجہل کے پاس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس کو مقتولین میں تلاش کیا جائے۔ کہتے ہیں کہ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا تھا جہاں تک مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم لوگ دیکھو اگر وہ مخفی رہے تم سے مقتولین میں تو تم ان کے گھٹنے پر زخم کا نشان دیکھنا۔ فرمایا کہ عبداللہ بن جدعان کے ہاں کھانے کی دعوت تھی ہم لوگ لڑ رہے تھے ہم لوگوں نے بھیڑ بھاڑ اور دھکم پیل کی۔ میں ابوجہل کے قریب تھا میں نے اس کو دھکا دیا تھا جس سے وہ گھٹنے کے بل گر گیا تھا اور اس کے گھٹنے پر چوٹ یا خراش لگ گئی تھی اور وہ نشان بعد میں ہمیشہ باقی رہا تھا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میدانِ بدر میں میں نے ابوجہل کو پالیا تھا اس آخری سانس تھے۔ میں نے اسے پہچان لیا تھا اور میں نے اپنا پیر اس کی گردن پر رکھ لیا تھا کیوں کہ اس نے مجھے ایک مرتبہ مکے میں پکڑ لیا تھا۔ میں نے اس سے کہا اللہ کے دشمن کیا اللہ نے تجھے رسوا کر دیا ہے؟ اس نے کہا کس چیز سے رسوا کر دیا ہے۔ ایک آدمی نے زیادتی کی ہے جس کو تم لوگوں نے قتل کر دیا ہے۔ اچھا مجھے یہ بتاؤ کہ فتح کس کی ہوئی ہے۔ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ بنومخزوم کے کچھ لوگوں نے دعوی کیا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اس نے کہا تھا اے بکریوں کے چرواہے میں بہت مشکل جگہ پر چڑھا ہوں۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوجہل کا سر تن سے جدا کیا اور میں اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا میں نے کہا یہ اللہ کے دشمن ابوجہل کا سر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا واقعی؟ اللہ وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم ہوتی تھی جب آپ حلف اٹھاتے تھے۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا جی ہاں واقعی یہ اللہ کے دشمن کا سر ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کے بعد میں نے وہ سر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے پھینک دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد کی۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۷۵۔ تاریخ ابن کثیر ۲/۲۸۷)

ابوجہل کا مرتے وقت بھی تکبر کرنا .... (۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو سماک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حنبل بن اسحٰق نے، ان کو احمد بن یونس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زہیر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سلیمان تیمی نے یہ کہ ان کو انس رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون دیکھ کر آتا ہے کہ ابوجہل کس حال میں ہے۔ لہٰذا ابن مسعود رضی اللہ عنہ چلے گئے۔ انہوں نے اس کو اس حال میں پایا کہ ابن عفراء نے اسے تلوار ماری تھی

یہاں تک کہ اس کو اس نے ٹھنڈا کر دیا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جا کر کہا کیا تو ابوجہل ہے؟ انہوں نے جا کر اس کی داڑھی سے پکڑ کر کہا تھا۔ ابوجہل جو کہ مرنے کے قریب تھا، اس نے کہا بتا کیا مجھ سے بڑا کوئی جوان ہے جس کو تم لوگوں نے مارا ہے یا جس کو اس کی قوم نے مارا ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن خالد سے اور احمد بن یونس سے، اس نے زہیر سے۔
(کتاب المغازی۔ باب قتل الجاہل۔ فتح الباری ۷/۲۹۳۔ مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر ۳/۱۴۲۵)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعمر وادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابن خزیمہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوموسیٰ نے، ان کو معاذ نے اور ابن ابوعدی نے۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلیمان نے، ان کو حدیث بیان کی ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا تھا کون معلوم کر کے آتا ہے کہ ابوجہل نے کیا کیا ہے؟ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں جاتا ہوں۔ وہ گئے انہوں نے دیکھا کہ ابوجہل کو عفراء کے دو بیٹوں نے قتل کر دیا تھا یہاں تک وہ ٹھنڈا ہو گیا تھا۔ کہتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی داڑھی سے پکڑ کر کہا تھا کیا تو ابوجہل ہے؟ اس نے کہا (جو کہ مرنے کے قریب تھا) بھلا مجھ سے بڑھ کر کوئی آدمی قتل کیا ہے تم لوگوں نے؟ یا اس کو اس کی قوم نے قتل کیا ہو۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں۔ اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دو طریقوں سے سلیمان سے۔ (فتح الباری ۷/۲۹۳)

(۶) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعمر و بسطانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوبکر اسماعیلی نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے الہیثم بن خلف دوری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن سعید جوہری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابواسامہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل نے قیس سے، اس نے عبداللہ سے کہ وہ ابوجہل کے پاس آئے تھے اور انہوں نے کہا تھا تحقیق اللہ نے اس کو رسوا کیا ہے۔ اس نے کہا کیا تم لوگوں نے مجھ سے بڑا کوئی جوان مارا ہے؟ (یعنی بڑا آدمی میں ہوں جس کو تم نے مارا ہے)۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابن نمیر سے، اس نے ابواسامہ سے۔ (فتح الباری ۷/۲۹۳)

اور ابوجہل کے یہ الفاظ تھے هَلْ اَعْمد یعنی هَلْ زَادَ۔ مراد یہ ہے کہ میرے لئے مرجانا کوئی عار نہیں ہے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی اسفرائینی نے، وہاں پر ان کو حدیث بیان کی حسن بن محمد بن اسحٰق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو محمد بن ابوبکر نے، ان کو عثام بن علی نے ان کو اعمش نے ابواسحٰق سے، اس نے ابوعبیدہ سے، اس نے عبداللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابوجہل کے پاس پہنچا وہ زمین پر پڑا ہوا تھا۔ اس کا خود اس کے اوپر رکھا تھا اور اس کی بہترین تلوار اس کے پاس پڑی تھی۔ اور میرے پاس ایک پرانی تلوار تھی اس سے اس کے سر پر کچو کے مارے اور میں نے یاد دلائے جیسے وہ مکے میں میرے سر پر مارتا تھا۔ یہاں تک کہ میرے ہاتھ تھک گئے۔ پھر میں نے اس کی تلوار لے لی۔ اس نے سر اُوپر اُٹھایا اور کہنے لگا کہ کس کی فتح ہوئی ہے ہمارے یا ہمارے خلاف؟ کیا تو ہماری بکریوں کا چرواہا نہیں تھا۔

کہتے ہیں کہ اس نے اس کو پوری طرح قتل کر دیا۔ پھر میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، میں نے کہا کہ میں نے ابوجہل کو قتل کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے مگر وہی ہے۔ حضور نے تین بار مجھے قسم دی۔ اس کے بعد آپ میرے ساتھ آئے ان کے پاس اور ان پر بددعا فرمائی۔ (تاریخ ابن کثیر ۳/۲۸۸۔۲۸۹)

ابوجہل اس اُمت کا فرعون تھا .... (۸) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن اسحاق قزاری نے خیانی سے، اس نے ابواسحاق سے، اس نے ابوعبیدہ سے، اس نے ابن مسعود سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا بدر والے دن۔ میں نے کہا کہ میں نے ابوجہل کو قتل کر دیا ہے، آپ نے فرمایا، واقعی تجھے قسم ہے اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ میں نے کہا قسم ہے

اسی ذات کی جس کے بغیر کوئی اللہ نہیں ہے۔ دو یا تین مرتبہ فرمایا پھر آپ نے فرمایا، اللہ اکبر اللہ کا شکر ہے جس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور جس نے اپنے بندے کی مدد فرمائی اور جس نے تمام گروہوں کو اکیلے شکست دی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ چلئے مجھے دکھائیے، میں گیا اور جا کر دکھایا۔ آپ نے فرمایا یہ اس اُمت کا فرعون تھا۔ (ابوداؤد۔ کتاب الجہاد۔ تاریخ ابن کثیر ۳/۲۸۹)

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسین بن جہیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن فرج بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے کہ رسول اللہ ﷺ عفراء کے دونوں بیٹوں کے گرنے کی جگہ پر آ کر کھڑے ہوئے اور دعا کی، اللہ تعالیٰ عفراء کے دونوں بیٹوں پر رحم فرما، وہ دونوں اس اُمت کے فرعون (یعنی ابوجہل) کے قتل میں دونوں شریک تھے (وہ اس اُمت کا فرعون اور کافر کے سرغنوں کا سرغنہ تھا) کہا گیا یا رسول اللہ اور کس نے قتل کیا تھا ان کے ساتھ اس کو؟ فرمایا کہ فرشتوں نے اور ابن مسعود نے وہ بھی اس کے قتل میں شریک تھا۔ (مغازی الواقدی ۱/۹۱۔ تاریخ ابن کثیر: ۳/۲۸۹)

ابوجہل کے قتل کی تصدیق ہو جانے پر حضور ﷺ کا سجدے میں گر جانا

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو عنبریں بن ازہر نے ابواسحاق سے، وہ کہتے ہیں جب رسول اللہ کے پاس بدر والے دن ابوجہل کے قتل کی خوشخبری دینے والا آیا تو آپ نے تین بار اس سے اللہ کی قسم لی تھی، تم کو اللہ کی قسم ہے جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ کیا واقعی آپ نے اس کو مقتول پڑا ہوا دیکھا ہے۔ اس بشارت دینے والے نے قسم کھا کر بتایا تو حضور اللہ کے حضور سجدے میں گر گئے۔ (تاریخ ابن کثیر ۳/۲۸۹)

فتح بدر کی بشارت پانے پر حضور کا دو رکعت صلوٰۃ الضحیٰ پڑھنا

(۱۱) ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ابوعلی حامد بن محمد بن عبداللہ ھروی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن عبدالعزیز نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابونعیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلمہ بن رجاء نے، شعثاء سے، وہ بنو رسد کی ایک عورت تھی۔ انہوں نے کہا عبداللہ بن روفی میرے پاس آئے میں نے انہیں دیکھا کہ انہوں نے دو رکعت نماز صلوٰۃ الضحیٰ پڑھی تو اس کی عورت نے اس سے کہا آپ نے دو رکعتیں پڑھی ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ حضور نے بھی صلوٰۃ دو رکعت پڑھی تھیں جب آپ کو بدر میں فتح کی خوشخبری سُنائی گئی تھی اور جس وقت آپ کے پاس ابوجہل کا سر لایا گیا تھا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۸۹)

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ صفار نے، ان کو ابوبکر بن ابوالدنیا نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہشیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی مجالد نے شعبی سے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے کہا تھا کہ میں مقام بدر سے گزرا، میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ زمین سے باہر آنا چاہتا ہے لہٰذا دوسرا آدمی اس کو لوہے کے ہتھوڑے کے ساتھ اُوپر سے مارتا ہے جو اس کے پاس ہے، یہاں تک کہ وہ زمین میں چھپ جاتا ہے، پھر وہ نکلنے کی کوشش کرتا ہے پھر اس کے ساتھ یہی سلوک کیا جاتا ہے۔ اور بار بار اس کے ساتھ یہی سلوک ہو رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ابوجہل بن ہشام ہے اس کو قیامت کے دن تک اسی طرح عذاب دیا جاتا رہے گا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۹۰)

اُمیہ بن خلف کا قتل ہونا .... (۱۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے، ان کو حدیث بیان کی ان کے دادا نے، ان کو حدیث بیان کی ابراہیم بن حمزہ نے، ان کو یوسف بن ماجشون نے، ان کو صالح بن ابراہیم نے یعنی ابن عبدالرحمن بن عوف نے اپنے والد سے، اس نے ان کے دادا سے، وہ کہتے ہیں کہ میرے اور اُمیہ بن خلف کے مابین ایک تحریری معاہدہ تھا وہ یہ کہ میں جب مکے میں آؤں گا تو وہ میری حفاظت کریں گے اور وہ جب مدینے میں آئیں گے تو میں ان کی حفاظت کروں گا۔ میں نے

جب الرحمٰن ذکر کیا تو اس نے کہا کہ میں رحمٰن کو نہیں جانتا۔ میرے ساتھ تحریر لکھیں اپنے اُسی نام کے ساتھ جو جاہلیت میں تھا۔ میں نے اس کو لکھ کر دیا عَبْدَ عَمْرٍو ۔ جب یوم بدر کا موقع آیا تو میں اس کو گھاٹی کی طرف لے گیا تاکہ میں اس کی حفاظت کروں یہاں تک کہ لوگ امن میں ہو جائیں۔ مگر اس کو بلال بن رباح نے دیکھ لیا وہ نکلا یہاں تک کہ انصار کی ایک مجلس میں آ کر کھڑا ہوا۔ لہٰذا امیہ بن خلف نے کہا کہ آج اگر اُمیہ بچ گیا تو آپ نہیں بچو گے لہٰذا بلال بن رباح کے ساتھ انصار کی ایک جماعت روانہ ہوئی ہم لوگوں کی تلاش میں۔

جب مجھے ڈر لگنے لگا کہ وہ لوگ ہمارے پاس پہنچ جائیں گے اس جگہ پر، میں نے اس کے بیٹے کو چھوڑ دیا تاکہ میں ان کو اس کے ساتھ مصروف کر سکوں۔ مگر انہوں نے اس کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد وہ ہمارے پیچھے پیچھے آئے۔ اُمیہ بھاری آدمی تھا میں نے اس سے کہا کہ تم دوزانوں ہو کر نیچے گر جاؤ، وہ ایسے ہو گیا۔ میں نے اپنے آپ کو اس کے اُوپر گرا دیا تاکہ اس کو ان سے بچا سکوں مگر انہوں نے اس کو میرے نیچے سے ہی اپنی تلواروں کے ساتھ ڈھانپ لیا حتیٰ کہ اس کو قتل کر دیا اور ایک نے میرے پیر کو بھی زخمی کر دیا اور عبدالرحمٰن اس کا نشان اپنے پیر کے اُوپر دکھایا کرتے تھے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا صحیح میں عبدالعزیز بن عبداللہ سے، اس نے یوسف سے، وہ کہتے ہیں :

صاغيتي و ما غيتة بريد با الصاعية ۔ الحاشية والا تباع و من يصفى اليه منهم اسماعيل ۔
(فتح الباری ۴/۴۸۰)

(۱۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو اسحاق نے، ان کو یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ کہا ابن اسحاق نے مجھے حدیث بیان کی ہے صالح بن ابراہیم نے بن عبدالرحمٰن بن عوف نے، دونوں نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن عوف کہا کرتے تھے کہ اُمیہ بن خلف مکہ میں میرا دوست تھا اور اس وقت میرا نام عبدعمرو تھا جب میں مسلمان ہو گیا تو میں نے اپنا نام بدل کر عبدالرحمٰن رکھ لیا۔

ایک مرتبہ وہ مجھے ملا تو کہنے لگا اے ابوعبدعمرو کیا آپ نے اس نام سے اعراض کر لیا جو نام تمہارے والد نے رکھا تھا۔ میں نے بتایا کہ جی ہاں، اللہ نے مجھے اسلام کی طرف ہدایت دے دی ہے۔ لہٰذا میں نے عبدالرحمٰن نام رکھ لیا ہے۔ اس نے کہا کہ میں رحمٰن کو نہیں پہچانتا۔ اب اگر میں آپ کو پہلے والے نام سے پکاروں تو تم جواب نہیں دو گے اور دوسرے نام کے ساتھ آپ کو نہیں پکاروں گا۔ لہٰذا میرے اور اپنے درمیان کوئی ایسی چیز طے کر لو کہ میں جب اس کے ساتھ پکاروں تو آپ مجھے جواب دیں۔ میں نے کہا اے ابوعلی آپ جو چاہیں مجھے پکاریں۔ اس نے کہا تم عبدالا الــہ ہو؟ میں نے کہا کہ جی ہاں میں واقعی عبد الا الــہ ہوں۔ لہٰذا اس کے بعد وہ جب بھی مجھے ملتا تو یوں کہتا اے عبدالالٰہ۔

چنانچہ جب یوم البدر آیا اور لوگ شکست کھا گئے تو میں نے کئی زرہ چھین لیں میں انہیں اُٹھا کر لے جا رہا تھا کہ مجھے اُمیہ نے دیکھ لیا وہ اپنے بیٹے کے ساتھ کھڑا تھا میرے انتظار میں بیٹے کو ہاتھ تھامے ہوئے۔ اس نے کہا اے عبدعمرو، میں نے اس کو کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے پھر پکارا یا عبد الا اللہ میں نے کہا جی ہاں۔ اس نے کہا کہ کیا میرے بارے میں اور میرے بیٹے کے بارے میں کوئی دلچسپی ہے؟ ہم لوگ تیرے لئے بہتر ثابت ہوں گے ان زرہوں سے جنہیں اب اُٹھا کر کے جا رہے ہو۔ میں نے کہا کہ جی ہاں کیوں نہیں، اللہ کی قسم ضرور۔ چنانچہ میں نے وہ وہ زرہیں پھینک دیں اور اُسے ہاتھ سے پکڑ لیا اور اُس کے بیٹے کو ہاتھ سے پکڑ لیا۔ اس نے کہا کہ میں نے آج کے دن جیسا کوئی دن نہیں دیکھا۔ کیا تم لوگوں کو دودھ کی ضرورت ہے؟ مراد ان کی یہ تھی کہ بطور فدیہ کے (یعنی جو ہمیں قید کرے گا میں اس کو کثیر البن اُونٹنیاں بطور فدیہ دے دوں گا)۔

عبدالرحمٰن بن عوف کہتے ہیں کہ میں ان دونوں کے ساتھ ابھی چل ہی رہا تھا کہ اچانک ان کو میرے ساتھ بلال بن رباح نے دیکھ لیا۔ اس نے کہا کہ کفر کا سردار اُمیہ بن خلف ہے (یعنی یہ تا حال زندہ کیسے بچ گیا ہے)۔ یہ زندہ رہا تو میں نہیں رہوں گا۔ میں نے اس سے کہا اے بلال یہ دونوں میرے قیدی ہیں کیا آپ نہیں مانیں گے؟ اس نے پھر کہا کہ اگر یہ بچ گئے تو میں نہیں بچوں گا۔ میں نے کہا، کیا آپ سُنیں گے اے کالی ماں کے بیٹے؟ مگر اس نے کہا میں نہیں رہوں گا اگر یہ زندہ رہا۔

اس کے بعد اس نے چیخ کر کہا بلند آواز کے ساتھ۔ اے انصار کی جماعت کفر کا سرغنہ اُمیہ بن خلف یہ رہا۔ میں نہیں رہوں گا اگر یہ بچ نکلا۔ چنانچہ ان لوگوں نے ہمیں اپنے گھیرے میں لے لیا کنگن کی طرح۔ میں ان دونوں کا دفاع کرتا رہا اور میں کہہ رہا تھا کہ یہ دونوں میرے قیدی ہیں۔

اچانک ایک آدمی نے پیچھے سے حملہ کر کے اس کے پیروں پر تلوار ماری، دونوں کو مارا جس سے ان کو اس نے گرا دیا۔ اتنے میں اُمیہ نے چیخ ماری اس قدر زور سے کہ میں نے اتنی زور کی چیخ کبھی نہیں سُنی۔ میں نے اُمیہ سے کہا کہ آپ اپنے آپ کو بچا لیجئے اللہ کی قسم میں تجھے اس وقت کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ مگر اس کو کوئی چیز بچانے والی نہ تھی۔ بس انہوں نے آپ کو تلواروں کے ساتھ اس پر ٹوٹ پڑے حتیٰ اس سے فارغ ہو گئے اور عبدالرحمٰن کہا کرتے تھے اللہ تعالیٰ بلال پر رحم کرے میری زرہیں بھی گئیں اور اس نے مجھے میرے قیدیوں کی مانند دکھ دیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۷۱-۲۷۳)

رسول اللہ کا کفار مقتولین بدر کا خطاب کرنا .... (۱۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی احمد بن جعفر قطیعی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن احمد بن حنال نے، ان کو حدیث بیان کی ان کے والد نے، ان کو حدیث بیان کی روح نے، وہ کہتے ہیں کہ کہ ہمیں حدیث بیان کی سعید نے قتادہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے ذکر کیا تھا انس بن مالک نے ابوطلحہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ بدر والے دن صنادید کف میں سے چوبیس آدمیوں کے بارے میں حکم دیا تھا وہ پھینکے گئے تھے بدر کے کنویں میں اس طرح کہ وہ مردار تھے اور مردار کر دیئے گئے تھے۔ حضور کا طریقہ یہ تھا کہ جب آپ کسی قوم پر فتح پا لیتے تھے تو تین دن وہاں رہتے تھے اسی میدان کے اندر حسب عادت۔

جب بدر میں بھی تیسرا دن شروع ہو گیا تو آپ نے حکم دیا آپ کی اُونٹنی پر سنج کسے گئے۔ اس کے بعد آپ پیدل چلتے گئے آپ کے صحابہ پیچھے پیچھے تھے۔ ان لوگوں نے کہا کہ شاید آپ کام کے لئے پیدل چلے جا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ آپ کنویں کی منڈیر پر جا کر کھڑے ہوئے اور آپ نے مارے جانے والے کفار ومشرکین کے نام لے کر اور ان کے باپ کے نام لے کر پکارنا شروع کیا، اے فلاں بن فلاں اور اے فلاں بن فلاں کیا یہ بات آسان نہ تھی تمہارے لئے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کر لیتے، بے شک ہم نے سچا پا لیا ہے اس وعدے کو جس کا وعدہ ہمارے ربّ نے ہمیں دیا تھا۔ کیا تم نے بھی اپنے ربّ کا وعدہ سچا پایا ہے؟

حضرت عمر نے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ ایسے جسموں سے نہیں بات کر رہے جن کے اندر روح نہیں ہے؟ حضور نے فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے آپ میری بات کو جو میں کہہ رہا ہوں ان سے زیادہ نہیں سُن رہے ہیں۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ اللہ نے ان کو زندہ کر دیا تھا اور ان کو حضور کا قول سُنا دیا تھا ڈانٹ سُنوانے کے لئے اور ان کی ذلت وتحقیر کے لئے اور ناراضگی اور افسوس وندامت کے لئے۔ (البخاری کتاب المغازی الحدیث ص ۳۹۷۶- فتح الباری ۷/۳۰۰-۳۰۱- مسلم ۴/۲۲۰۴)

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن محمد سے اور مسلم نے روایت کیا ہے محمد بن حاتم سے ان دونوں نے روح بن عبادہ سے۔ اور حضرت قتادہ کے قول میں اُس حدیث کا جواب ہے جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان کا انکار مروی ہے۔ مُردوں کو سُنوانے کے بارے میں۔

اس میں جوہمیں خبر دی ہے محمد عبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ بن فضل نے ، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبد الجبار عطاردی نے ، انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے ، ان کو ہشام نے اپنے والد سے ، اس نے ابن عمر سے ، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بدر کی کھائی پر کھڑے ہوئے اور آپ نے فرمایا کہ بے شک وہ البتہ سن رہے ہیں میں جو کچھ کہہ رہا ہوں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہانہیں بات یوں نہیں ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا تھا سوائے اس کے میں (بلکہ) یوں فرمایا تھا بے شک وہ جانتے ہیں کہ میں جو کچھ ان سے کہتا تھا وہ حق ہے بے شک انہوں نے خود جگہ بنائی ہے جسم میں اپنے ٹھکانوں کی ۔ بے شک اللہ عزوجل فرماتے ہیں :

انك لا تسمع الموتیٰ بے شک اے پیغمبر آپ نہیں سُنوا سکتے مُردوں کو وما انت بمسمع من فی القبور ان انت الا نذیر ۔ اور آپ نہیں سُنوا سکتے ان کو جو قبروں میں پڑے ہیں آپ تو بس ڈرانے والے ہیں ۔(سورہ النمل : آیت ۸۰)

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے حدیث ابواسامہ وغیرہ سے ۔ (بخاری کتاب المغازی ۔ فتح الباری ۷/۳۰۱)

اس نے ہشام بن عروہ سے ۔ اور جو روایت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ روایت کا جواب نہیں بن سکتی جس کو ابن عمر نے روایت کیا ہے کیونکہ علم سماع سے نہیں روکتا۔ تحقیق ابن عمر نے اس کی موافقت کی ہے اپنی روایت میں اس کی جو حاضر تھا۔ واقعہ میں ابوطلحہ انصاری اور دونوں نے استدلال کیا ہے اللہ کے اس قول کے ساتھ انک لاتسمع الموتی ۔ اس میں نظر ہے ۔ کیونکہ اس نے ان کو اس حالت میں نہیں سُنوایا تھا کہ وہ مردہ تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کر دیا تھا اس وقت ان کو سُنایا تھا جیسے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ سنوانا ان کو زجر و توبیخ کے لئے تھا اور ان کی تصغیر وحقارت کے لئے تھا ان کی حسرت وندامت کے لئے تھا۔

(۱۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، ان کو خبر دی عبداللہ بن بطہ نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن جھم نے ، ان کو حسین بن فرج نے ، وہ کہتے ہیں کہ ان کو واقدی نے ، وہ کہتے ہیں کہ عقبہ بن ابومعیط مکے میں تھا اور نبی کریم مدینہ کی طرف ہجرت کر چکے تھے وہ مکے میں ان کے بارے میں دوشعر کہتا تھا۔ جب نبی کریم ﷺ کو اس کا قول پہنچا تو انہوں نے فرمایا ، اے اللہ ! اس کو اوندھا ڈال ، اس کی ناک کے بل اور اس کو پچھاڑ دے ۔ لہٰذا بدر والے دن آپ نے اپنے گھڑ سوار جمع کئے ، اسے عبداللہ بن سلمہ عجلانی نے پکڑا حضور نے اس کے بارے میں عاصم بن ثابت ابوالاقلح کو اس کے بارے میں حکم دیا اس نے اسے باندھ کر قتل کر دیا ۔ (مغازی الواقدی ۱/۸۲)

واقدی نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے ابن راشد نے زہری سے ، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا تھا یوم بدر میں ، اے اللہ ! میری طرف سے تو کافی ہے ہو جا نوفل بن خویلد کو ۔ اس کے بعد حدیث ذکر کی اس کے قتل کے بارے میں کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کو علم ہو نوفل بن خویلد کا ، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ، میں نے اس کو قتل کر دیا ہے ۔ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اللہ اکبر کہا اور کہا :

الحمد للّٰه الذی اجاب دعوتی فیه ۔

اللہ کا شکر ہے جس نے اس کے بارے میں میری دعا قبول کی ہے ۔ (مغازی الواقدی ۱/۹۱-۹۲)

(۱۷) ہمیں خبر دی ابوعمرو ادیب نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیل نے ، ان کو خبر دی ہارون بن یوسف نے ، ان کو ابن ابوعمر نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے عمر سے ، اس نے عطاء سے ، اس نے ابن عباس سے اللہ کے اس قول کے بارے میں :

بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا ۔ جنہوں نے اللہ کی نعمت کو بدلا تھا کفر سے ۔

وَاَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۔ اور انہوں نے اپنی قوم کو ہلاک کی دار میں اُتارا ۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے حمیدی سے ، اس نے سفیان سے ، اس نے یہ اضافہ کیا اک میں اُتارا بدر کے دن ۔ (فتح الباری ۸/۳۷۸)

(۱۸) ہمیں خبر دی ابوالحسن علوی نے، ان کوخبر دی محمد بن ممدویہ بن سہل غازی نے، ان کوعبداللہ بن حماد املی نے، ان کوسعید بن ابومریم نے، پھر ہمیں خبر دی بکر بن مضر نے، ان کو حدیث بیان کی جعفر بن ربیعہ نے، ان کو یحییٰ بن عبداللہ بن ادرع نے ابوالطفیل سے کہ اس نے سُنا علی بن ابوطالب سے وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے اس قول کے بارے میں :

الذین بدلوا نعمة اللّٰه کفرا ۔ (سورہ ابراہیم ص ۲۸) وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی نعمت کو کفر سے بدلا۔

کہا کہ اس سے مراد کفار قریش ہیں جو بدر والے دن ذبح کر دیئے گئے تھے۔

(۱۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ زبیر نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ فرماتی ہیں کہ آیت یاایھا المزمل کے نزول کے بارے مابین اور اس قول باری کے ذرنی والمکذبین اولی النعمة ومھلھم قلیلا کے مابین کوئی بڑی مدت نہیں تھی مگر تھوڑا سا وقت تھا۔ یہاں تک کہ اللہ نے قریش کو یوم بدر کے واقعہ سے عذاب پہنچایا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۳۱۷)

(۲۰) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو خبر دی ابوالحسن سراج نے، ان کو مطین نے، ان کو احمد بن یحییٰ احوال نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوعبیدہ بن معلا نے اعمش سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ ان لوگوں کو یوم بدر میں ہوا نے عقیم (بانجھ) نے پکڑ لیا تھا۔

(۲۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر احمد بن سلیمان فقیہ نے بغداد میں، ان کو جعفر بن محمد بن شاکر نے، ان کو ابونعیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسرائیل نے، سماک سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ فارغ ہوئے مقتولین سے تو ان سے عرض کی گئی، آپ قافلے کا تعاقب کریں کیونکہ اب اس کے آگے کوئی شئ نہیں ہوگی۔ تو عباس نے حضور کو پکار کر کہا حالانکہ عباس اس وقت ہتھکڑیوں میں تھے۔ یہ بات آپ کے لئے درست نہیں ہے۔ پوچھا گیا کیوں تو انہوں نے کہا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے دو گروہوں میں سے ایک کا وعدہ دیا تھا (یعنی قافلے کا گروہ یا قریش کی جماعت)۔ تو اللہ نے تیرے لئے اس کو پورا کر دیا ہے جو تجھے وعدہ دیا تھا۔ (الترمذی۔ الحدیث ص ۳۰۸۰، ۵: ۲۶۹)

باب ۱۶

مغازی میں جو کچھ مذکور ہے :

۱۔ حضور ﷺ کا یوم بدر میں خبیب کے لئے دعا کرنا۔

۲۔ جس جس کو آپ نے لاٹھی دی اس کا تلوار بن جانا۔

۳۔ قتادہ نعمان کی آنکھ کو اپنی جگہ درست کر دینا۔ باوجود یکہ آنکھ کی پتلی اس کے چہرے پر بہہ گئی تھی اور اپنی اصلی حالت پر آ گئی تھی۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی خبیب نے بن عبدالرحمٰن نے، وہ کہتے ہیں کہ خبیب نے مارا تھا یعنی ابن

عدی کو بدر والے دن، جس سے اس کا پہلو پھر گیا یا اس کی آنکھ نکل گئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا لعاب دہن لگایا اور اپنی جگہ پر ٹکایا واپس اپنی جگہ پر بس وہ جم گئی۔

لاٹھی کا تلوار بننا.......... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی احمد نے، ان کو خبر دی یونس نے ابن اسحاق نے ان کے نام ذکر کرنے کے بارے میں جو بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ کہتے ہیں کہ عکاشہ بن محصن وہ تھے جنہوں نے بدر کے دن اپنی تلوار سے قتال کیا تھا یہاں تک کہ وہ اس کے ہاتھ میں ٹوٹ گئی تھی۔ حضور ﷺ آئے اور آپ نے اس کو لکڑی کا ٹوٹہ دیا اور فرمایا کہ اس کے ساتھ قتال کرائے عکاشہ۔ اس نے جب اس لکڑی کو رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ سے لیا اور اس کو حرکت دی تو وہ تلوار بن گئی تھی اس کے ہاتھ میں جو طویل القامت تھی سخت اور مضبوط پٹھ والی تھی، سفید لوہے والی تھی۔ اس نے اس سے قتال کی حتیٰ کہ اللہ نے اس کو فتح عطا فرمائی پھر وہ ہمیشہ اسی کے پاس رہی۔ وہ ان کے ساتھ رسول اللہ کے ساتھ جنگوں میں شریک ہوتا تھا حتیٰ کہ قتل ہو گیا یعنی مرتدوں کے قتل کرتے ہوئے، اس وقت بھی وہ اسی کے پاس تھی۔ اس تلوار کا نام القوی رکھا گیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۲۷۸۔ ۲۷۹)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن احمد اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسن بن فرج نے، ان کو خبر دی عمرو بن عثمان نے جحشی نے اپنے والد سے، اس نے عتمہ سے، وہ کہتے ہیں کہ عکاشہ بن محصن نے کہا تھا کہ بدر والے دن میری تلوار ٹوٹ گئی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک لکڑی عنایت کی تھی اچانک میں نے دیکھا تو وہ سفید الیمنی تلوار ہو چکی تھی اور میں نے قتال کیا حتیٰ کہ اللہ نے مشرکین کو شکست دی اور وہ تلوار ہمیشہ ان کے پاس رہی حتیٰ کہ وہ فوت ہو گیا۔ (مغازی الواقدی ۱/۹۳)

واقد نے کہا ہے کہ مجھے حدیث بیان کی اسامہ بن زید لیثی نے داؤد بن حصین سے، اس نے بنی عبداللہ اسماعیل کے متعدد جوانوں سے، انہوں نے کہا کہ مسلم بن اسلم کی تلوار ٹوٹ گئی تھی بدر والے دن۔ پس باقی رہا خالی ہاتھ تو اس کے پاس کوئی ہتھیار نہیں تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو ایک ڈنڈی دے دی جو حضور کے ہاتھ میں تھی کھجور کے خوشے کی جو ٹیڑھا ہو جاتا تھا، تا حال تازہ تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اسی کے ساتھ مارو۔ اچانک وہ خالص تلوار بن گئی اور وہ ہمیشہ اسی کے پاس رہی، حتیٰ کہ وہ یوم جسر ابوعبیدہ میں قتل ہوئے تھے۔

(مغازی الواقدی ۱/۹۳۔۹۴)

(۴) ہمیں خبر دی ابوسعید احمد بن محمد مالینی نے، ان کو خبر دی ابواحمد عبداللہ بن عدی حافظ نے، ان کو خبر دی ابویعلیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یحییٰ جمانی نے، ان کو خبر دی عبدالرحمٰن بن سلیمان بن غسیل نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے قتادہ بن نعمان سے کہ بدر والے دن اس کی ایک آنکھ کو صدمہ پہنچا تھا جس سے ان کی پتلی لٹک کر اس کے رخسار پر آگئی تھی۔ لوگوں نے چاہا تھا اس کو کاٹ ڈالیں مگر انہوں نے پہلے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا۔ آپ نے منع فرمایا کاٹنے سے۔ آپ نے اسے بلوایا آپ نے اس کی آنکھ کے ڈھیلے کو اپنی جگہ رکھ کر ہتھیلی سے زور دے دیا۔ لہٰذا وہ یہ بھول گئے تھے کہ کونسی آنکھ کو صدمہ پہنچا تھا۔ (تاریخ ابن کثیر ۳/۲۹۱)

(۵) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی محمد بن صالح نے، ان کو فضل بن محمد شعرانی نے ان کو خبر دی ابراہیم بن منذر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالعزیز بن عمران نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی رفاعہ بن رافع بن مالک نے، وہ کہتے ہیں جب بدر کا دن تھا تو لوگ اُمیہ بن خلف کے خلاف جمع ہو گئے تھے۔ میں اس کی طرف آیا میں نے اس کی زرہ کے ایک حصے کی طرف دیکھا جو اس کی بغل کے نیچے سے کٹ چکی تھی۔ کہتے ہیں کہ میں نے اسی جگہ سے تلوار گھسیڑ دی اس کو۔ لہٰذا میں نے اس کو کاٹ دیا اور مجھے یوم بدر میں ایک تیر ایسا آن لگا تھا جس سے میری آنکھ نکل گئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر لعاب دہن لگایا تھا اور میرے لئے دعا بھی فرمائی تھی۔ لہٰذا مجھے اس میں سے کسی چیز نے ایذا نہیں پہنچائی تھی۔ (مجمع الزوائد ۶/۸۲)

☆☆☆

باب ۱۷

مغازی موسیٰ بن عقبہ سے قصہ بدر کی تفصیل

جس کو اہل علم نے اصح المغازی قرار دیا ہے

قصہ مذکور میں سے جو کچھ باقی رہ گیا ہے اس میں سے جو ہم نے متفرق احادیث میں ذکر چکے ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد بن حسین قطان نے بغداد، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابراہیم بن منذر نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے مطرب نے اور معن نے اور محمد بن ضحاک نے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت مالک سے جب مغازی کے بارے میں پوچھا جاتا تھا تو وہ کہتے تھے آپ اجل صالح موسیٰ بن عتبہ کی مغازی کو لازم پکڑلیں۔ رحم اللہ کیونکہ وہ اصح المغازی ہے۔

عاتکہ بنت عبدالمطلب کا خواب اور ابوجہل کا بنو ہاشم کو سلام کرنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطانی نے بغداد میں، اس نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے ابوبکر محمد بن عبداللہ بن عتاب عبدی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابومحمد القاسم بن عبداللہ بن مغیرہ جوہری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن ابواویس نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عتبہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد شعرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے دادا نے، ان کو خبر دی ابراہیم بن منذر نے الحزامی سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی محمد فلیح نے موسیٰ بن عتبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ کہا ابن شہاب نے اور یہ لفظ حدیث اسماعیل کے ہیں موسیٰ بن عتبہ سے۔

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ابن الحضرمی کے قتل کے بعد دو ماہ ٹھہرے رہے تھے۔ اس کے بعد ابوسفیان بن حرب شام کے ملک سے ایک قافلے کے ساتھ آئے تھے۔ اس کے ساتھ ستر سوار تھے قریش کے تمام قبائل میں سے، ان میں مخزمہ بن نوفل تھے اور عمرو بن العاص تھے۔ وہ لوگ شام میں تاجر تھے اور ان کے ساتھ اہل مکہ کے خزانے تھے اور کہا جاتا ہے کہ ان کا قافلہ ایک ہزار اُونٹوں پر مشتمل تھا اور قریش میں سے جس کسی کے پاس بھی ایک اوقیہ تھا یا اس سے اُوپر انہوں نے اسے ابوسفیان کے پاس بھیج دیا تھا۔ مگر حویطیب بن عبدالعزیٰ اسی وجہ سے وہ بدر میں آنے سے بھی پیچھے رہ گیا تھا بدر میں پہنچنے سے۔ لہٰذا وہاں نہیں پہنچے تھے۔ لوگوں نے اس بات کو رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا اور آپ کے اصحاب سے۔ تحقیق اس سے قبل ان کے درمیان حرب واقع ہو چکی تھی اور ابن الحضرمی کا قتل بھی اور دو آدمیوں کا اسیر ہونا بھی یعنی عثمان اور حکم کا۔

جب حضور ﷺ کے سامنے ابوسفیان کے قافلے کا ذکر کیا گیا، عدی بن ابوالزعباء انصاری کو جو کہ بنو غنم میں سے تھے ان کو بھیجا۔ اصل میں وہ جہینہ میں سے تھے اور لبسبس کو یعنی ابن عمرو کو قافلے کی طرف اس کی نگرانی اور جاسوسی کرنے کے لئے ۔ وہ دونوں چل کر جھینہ کے ایک قبیلے تک آئے جو ساحل سمندر کے قریب تھا۔ ان لوگوں نے اس قبیلے والوں سے پوچھا قافلے کے بارے میں اور قریش کی تجارت کے بارے میں۔ انہوں نے ان کو قافلے والوں کی خبر بتائی ۔ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس لوٹ آئے اور ان کو خبر دی اور دونوں نے مسلمانوں کے قافلے کو لوٹنے کے لئے نکلنے کے لئے کہا۔ یہ رمضان کا مہینہ تھا اور ابوسفیان جھنین کے پاس آئے وہ رسول اللہ سے اور آپ کے اصحاب سے خوف زدہ تھے۔ اس قبیلے والوں نے محمد ﷺ کے بارے میں محسوس کرلیا تھا۔

انہوں نے ابوسفیان کو خبر دی اور دوسروں کی خبر بھی بتادی کہ عدی بن ابوالرعباء اور لبسبس آئے تھے جاسوسی کرنے کے لئے اور اشارہ کیا ان کے اُونٹ بٹھانے کی جگہ کی طرف۔ ابوسفیان نے کہا کہ ان دو آدمیوں کے اُونٹوں کی مینگنیاں اُٹھا کر لاؤ۔ اس نے ان کو توڑا تو اس کے اندر سے کھجور کی گٹھلی نکلی، اس نے کہا یہ تو شیرب کا چارہ کھائے ہوئے اُونٹ ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ محمد اور اس کے اصحاب کے بھیجے ہوئے جاسوس تھے۔ چنانچہ وہ لوگ تیزی سے روانہ ہوگئے، ڈر رہے تھے تلاش سے اور ابوسفیان نے ایک آدمی کو قریش کے پاس مکے بھیجا۔ وہ بنوغفار میں سے تھا نام اس کا ضمضم بن عمرو تھا۔ اس کو پیغام دیا کہ تم لوگ مکے سے نکلو اور اپنے قافلے کی حفاظت کرو محمد سے اور اس کے اصحاب سے، اس لئے محمد ﷺ نے تعریض کرنے کے لئے اپنے اصحاب کو بھیج دیا ہے۔

ادھر رسول اللہ ﷺ نے کی پھوپھی عاتکہ بنت المطلب مکے میں مقیم تھی۔ وہ اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب کے ساتھ رہتی تھی۔ اس نے بدر کے واقعہ سے پہلے ایک خواب دیکھا تھا اور مکے والوں کے پاس ضمضم غفاری کے آنے سے پہلے۔ وہ اس خواب سے ڈر گئی تھی۔ اس نے اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب کو بُلایا۔ اسی رات عباس ان کے پاس آئے تو اس نے بتایا کہ میں نے آج رات ایک خواب عجیب دیکھا ہے جس سے میں ڈر گئی ہوں اور میں تیری قوم کی ہلاکت کا خوف کر رہی ہوں۔ اس کے بعد سے اس نے پوچھا کہ آپ نے کیا دیکھا ہے؟ وہ کہنے لگی کہ میں وہ خواب تیرے سامنے ہرگز بیان نہیں کروں گی، تم پہلے مجھ سے وعدہ کرو کہ تم وہ خواب کسی کو نہیں بتاؤ گے کیونکہ اگر قریش سُن لیں گے تو وہ تجھے ایذا پہنچائیں گے اور ہمیں ایسی ایسی باتیں سُنائیں گے جو ہم پسند نہیں کرتے۔ چنانچہ عباس نے بہن کے ساتھ عہد کرلیا۔

عاتکہ نے بتایا کہ میں نے ایک اُونٹ پر سوار شخص کو دیکھا ہے جو مکے کے بالائی جانب سے اپنی سواری پر آیا ہے اور وہ بلند آواز سے چیخ رہا ہے، اے آل غُدر دو یا تین راتوں کے اندر یہاں سے نکلو۔ وہ چیختا ہوا چلا آ رہا ہے حتیٰ کہ وہ اپنی سواری سمیت مسجد الحرام میں داخل ہو گیا اور اس نے مسجد میں تین بار چیخ ماری ہے جس سے لوگ اس کی طرف بھاگ رہے ہیں مرد بھی عورتیں بھی تو بچے بھی۔ اور لوگ انتہائی شدید خوف زدہ ہو کر اس کی طرف بھاگ رہے ہیں۔

کہتے ہیں کہ پھر میں نے اس کی شبیہہ دیکھی جب کہ وہ کعبہ کی چھت پر کھڑے ہو کر اس نے تین چیخیں ماریں ہیں اور اس نے یہی بات کہی ہے یاآل غُدر رو یاآل مجر دو یا تین راتوں میں نکلو یہاں تک کہ اس نے یہ اعلان ان سب لوگوں کو سُنا دیا ہے جو مکے کے دونوں کے درمیان رہتے ہیں۔ اس کے بعد وہ ایک عظیم پہاڑ یا چٹان کی طرف متوجہ ہوا ہے اور اس نے اس کو اس کی جڑ سے اُکھاڑ دیا ہے پھر اس کو اس نے اہل مکہ کے اُوپر چھوڑ دیا ہے اور وہ چٹان اس طرح ان پر آئی ہے کہ اس میں شدید جس ہے حتیٰ کہ جب وہ نیچے پہاڑ کی جڑ کے پاس پہنچی تو وہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی ہے اور وہ اس طرح گری ہے کہ مکے کا کوئی کچا پکا گھر اس سے نہیں بچ سکا اور ہر گھر پر گر کر اس کے اندر چلی گئی ہے جس سے ہر گھر تباہ ہو گیا ہے۔ عباس میں تیری قوم پر ڈر رہی ہوں۔

چنانچہ عباس بہن کا خواب سُن کر خود بھی انتہائی خوف زدہ ہو جاتے ہیں پھر وہ اس کے ہاں سے روانہ ہوتے ہیں اور وہ ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے اسی رات کے آخری حصے میں ملتے ہیں۔ کیونکہ ولید عباس کے گہرے درست تھے۔ انہوں نے ان کے سامنے اپنی بہن عاتکہ کا خواب بیان کر دیا اور اسے یہ بھی کہہ دیا یہ کسی کو بتانا نہیں۔ مگر وہ ولید نے یہ خواب اپنے والد کو عتبہ کو بتا دیا اور عتبہ نے اپنے بھائی شیبہ کو بتا دیا اس طرح بات پھیل گئی اور ابوجہل بن ہشام تک پہنچ گئی۔ اس نے تو پورے مکے میں پھیلا دی۔

صبح ہوئی تو عباس بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے، انہوں نے مسجد میں ابوجہل کو اور عتبہ، شیبہ بن ربیعہ کو اور اُمیہ بن خلف اور زمعہ بن اسود کو اور ابوالبختری کو قریش کی ایک جماعت کے ساتھ مسجد میں دیکھا جو آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ عباس نے جب ان کو دیکھا تو ابوجہل نے اس کو آواز دی اے ابوفضل جب تم اپنا طواف پورا کر لو تو ذرا ہمارے پاس آنا۔ وہ آئے اور آ کر بیٹھ گئے۔ ابوجہل نے پوچھا کہ خیریت ہے عاتکہ نے کیا

خواب دیکھا ہے۔ عباس نے کہا کہ کچھ نہیں دیکھا۔ ابوجہل نے اس سے کہا سنو اے بنی ہاشم کیا تم مردوں کے جھوٹ سے سیر نہیں ہوئے کہ اب تم ہمارے پاس عورتوں کے جھوٹ بھی لے کر آ گئے ہو۔ ہماری تمہاری مثال مقابلے میں دوڑنے والے دو گھوڑوں جیسی ہے۔ ہم لوگ ایک دوسرے سے مجد و شرافت میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانا چاہتے ہیں۔ ایک مدت سے۔ جواب مقابلے میں سوار برابر ہو گئے تو آپ لوگوں نے یہ کہہ دیا کہ ہم میں سے نبی ہے۔ اب باقی کوئی شئ نہیں رہ گئی تھی سوائے اس کے کہ تم یہ کہو کہ ہم میں سے نبیہ بھی ہو گئی ہے (عورت نبی)۔ میں نہیں جانتا کہ قریش کے اندر کوئی ایسا گھر نہ ہو جو تم لوگوں سے بڑا جھوٹا ہو مرد بھی تو عورتیں بھی۔ اور اس کو سخت ایذا پہنچے گی۔ ابوجہل نے مزید یہ کہا کہ عاتکہ یہ دعویٰ کرتی ہے کہ اس سوار نے یہ کہا ہے کہ دو تین راتوں کے اندر یہاں سے نکلو اگر یہ تین دن خیریت سے گذر جاتے ہیں تو قریش تمہارے جھوٹ کو اچھی طرح جان لیں گے۔ اور ہم لوگ ایک ثبوت لکھ رکھیں گے کہ تم لوگ پورے اہلِ عرب سے زیادہ جھوٹے ہو مرد بھی اور عورتیں بھی۔ کیا تم لوگ اے بنی قصی اس پر راضی نہیں ہو سکتے کہ تم لوگ لے گئے ہو حجابہ، ندوۃ، سقایہ لواء، افادہ۔ (یہ سارے، منصب تمہارے پاس ہیں)۔ پھر بھی تم نے یہ دعویٰ کر ڈالا ہے تم میں نبی بھی ہے تم اپنا نبی بھی ہمارے سامنے لے آئے ہو۔ عباس نے جواب دیا کہ اے ابوجہل تم ایسی باتوں سے باز نہیں آؤ گے بیشک جھوٹ تیرے اندر ہے اور تیرے گھر والوں کے اندر ہے۔ وہاں پر جو لوگ ان دونوں کی بات سن رہے تھے انہوں نے کہا اے ابوالفضل آپ بڑے جاہل اور جھوٹ گھڑنے والے ہیں۔ اور عباس نے عاتکہ کا جو خواب افشاء کر دیا تھا اس سے انہیں شدید اذیت کا سامنا کرنا پڑا۔

جب تیسرے دن کی شام ہونے لگی جیسے عاتکہ نے خواب میں دیکھا تھا تو واقعی مکے والوں کے پاس وہ سوار آ گیا جس کو ابوسفیان نے بھیجا تھا۔ وہ ضمضم بن عمرو غفاری تھا۔ اس نے آ کر اس طرح چیخ ماری اے آل غالب بن فہر مکے سے جلدی نکلو کیونکہ محمد ﷺ اور اہلِ یثرب ابوسفیان کے قافلے کو لوٹنے کے لئے نکل چکے ہیں لہٰذا اپنے قافلے کی حفاظت خود کرو۔ چنانچہ یہ سنتے ہی قریش انتہائی خوف زدہ ہو گئے اور عاتکہ کے خواب سے ڈرنے لگے۔

ادھر عباس نے کہا کہ تم لوگ تو ہی گمان کر رہے تھے کہ یہ خواب بس ایسے ہی ہے بلکہ عاتکہ نے جھوٹ بکا ہے۔ لہٰذا وہ ہر مضبوط اور ہر کمزور سواری پر نکل کھڑے ہوئے۔ اُدھر ابوجہل نے کہا کہ محمد یہ گمان کرتا ہے کہ وہ اس قافلے کو بھی ایسے ہی نقصان پہنچا لے گا جیسے اس نے مقام نخلہ میں چھوٹے قافلے کو نقصان پہنچایا ہے۔ عنقریب اسے پتہ چل جائے گا کہ کیا ہم اپنے قافلے کی حفاظت کر سکتے ہیں یا نہیں۔

چنانچہ وہ نو سو پچاس جنگجو کے ساتھ نکلے ایک سو گھوڑے ساتھ لئے۔ انہوں نے سب کو زبردستی ساتھ لیا جو نہیں جانا چاہتا تھا اس کو بھی نہیں چھوڑا۔ وہ سوچ رہے تھے کہ جو نہیں جانا چاہتا وہ محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کی بچت کر رہا ہے۔ نہ ہی انہوں نے کسی مسلمان کو چھوڑا جس کے اسلام کو وہ جانتے تھے اور بنی ہاشم کا تو بچہ بچہ ساتھ لے کر گئے۔ ہاں مگر جس کے بارے میں ان کو یقین تھا وہ رہ گیا باقی سب لوگ ان کے ساتھ گئے۔ کچھ لوگوں کو خصوصاً نظروں میں رکھ کر لے گئے تھے ان میں سے عباس ابن عبدالمطلب، نوفل بن حارث طالب بن ابوطالب، عقیل بن ابوطالب۔ اس پر طالب بن ابوطالب نے کہا تھا شعر۔

طالب بن ابوطالب کے اشعار

اما یخرجن طالب بمقنب من هذه المعانب

فی نفر مقاتل محاربة فلیکن المسلوب غیر السالب

الراجع المغلوب غیر الغالب

اہلِ مکہ روانہ ہوئے یہاں تک کہ وہ مقام جحفہ میں اُترے رات کے ٹائم پانی سے سیر ہونے کے لئے۔ان میں ایک آدمی تھا بنوالمطلب بن عبدمناف میں سے۔اس کا نام جھیم بن صلت بن مخزمہ تھا۔ چنانچہ جہیم نے اپنا سر رکھا تھا اور اس کی آنکھ لگی ہی تھی کہ وہ ہڑ بڑا کر اُٹھ بیٹھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کیا تم لوگوں نے ابھی ابھی گھڑسوار کو دیکھا ہے جو ابھی ابھی میرے پاس آ کر رُکا ہے۔انہوں نے نفی میں جواب دیا تُو دیوانہ ہے۔اس نے بتایا کہ ابھی ابھی ایک سوار آ کر میرے پاس رکا ہے اس نے کہا ہے کہ ابوجہل قتل ہو گیا ہے۔عتبہ، شیبہ اور زمعہ، ابوالبختری، اُمیہ بن خلف قتل ہو گئے ہیں۔اس نے اسی طرح سارے اشراف کے نام گنوائے۔اس کے اصحاب نے اس سے کہا سوائے اس کے نہیں تیرے ساتھ شیطان نے کھیل کیا ہے۔جہیم کی یہ بات ابوجہل کو بتائی گئی تو اس نے کہا کہ تم لوگ میرے پاس بنوہاشم کے جھوٹ کے ساتھ بنوالمطلب کا جھوٹ ملا کر لے آئے ہو عنقریب تم دیکھ لوگے کہ کون قتل ہوتا ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ سے قریش کے قافلے کا ذکر کیا گیا کہ شام کے ملک سے آ رہا ہے۔اس میں ابوسفیان بن حرب ہے، مخزمہ بن نوفل ہے، عمرو بن العاص ہے اور قریش کی ایک جماعت ہے۔لہٰذا رسول اللہ ﷺ ان کی طرف نکلے۔آپ ﷺ روانہ ہو کر بدر کی طرف نکلے بنودینار راستے سے اور واپس لوٹے تو ثنیۃ الوداع سے۔حضور ﷺ جب روانہ ہوئے تو ان کے ساتھ تین سو آدمی تھے۔ابن فلیح کی روایت کے مطابق تین سو تیرہ آدمی تھے آپ ﷺ کے کئی اصحاب آپ سے پیچھے رہ گئے تھے اور انتظار کر رہے تھے۔یہ پہلا وقوعہ تھا اللہ نے جس کے اندر اسلام کو غلبہ عطا کیا تھا۔

حضور ﷺ رمضان میں نکلے تھے مدینے سے اور آمد کے اٹھارہ ماہ بعد۔آپ ﷺ کے ساتھ مسلمان تھے وہ لوگ محض قافلے کو لوٹنے کے ارادے سے نکلے تھے بنودینار کے پہاڑی راستے سے۔مسلمانوں کے پاس کوئی مضبوط سواریاں بھی نہیں تھیں اونٹنیوں پر سوار تھے۔ باری باری ان پر کئی کئی لوگ سواری کرتے تھے ایک ایک اونٹ پر۔حضور ﷺ کے ساتھ سوار کے ساتھ بیٹھنے والے لوگ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، مرید بن ابومرثد غنوی تھے، حلیف حمزہ، یہ لوگ حضور ﷺ کے ساتھ تھے ان کے پاس صرف ایک اونٹ تھا۔وہ لوگ مدینے سے روانہ ہوئے جب مقام عرقِ طیبہ میں پہنچے تو انہیں ایک سوار ملا جو تہامہ کی طرف سے آ رہا تھا اور مسلمان گھوم رہے تھے۔لہٰذا اتفاق سے اصحابِ رسول ﷺ کی ایک جماعت اس کے سامنے آ گئی۔اصحابِ رسول ﷺ نے اس آدمی سے ابوسفیان کے بارے میں پوچھا۔اس نے بتایا کہ اس کو ان کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔یہ لوگ جب اس کی خبر سے مایوس ہو گئے تو اس کو کہنے لگے کہ اچھا تم رسول اللہ ﷺ پر سلام پڑھو۔اس نے پوچھا کہ کیا تمہارے اندر اللہ کا رسول بھی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں ہے۔اس نے پوچھا کہ وہ تم میں سے کون ہے؟ صحابہ نے حضور ﷺ کی طرف اشارہ کر کے اس کو بتایا کہ یہ ہیں۔

اس اعرابی نے حضور ﷺ سے پوچھا کیا آپ اللہ کے رسول ہیں جیسے یہ لوگ کہہ رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جی ہاں۔وہ کہنے لگا اگر آپ اللہ کے رسول ہیں جیسے آپ کا دعویٰ ہے تو پھر آپ مجھے بتا دیں کہ میری اس اُونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے؟ چنانچہ انصار کا ایک آدمی ناراض ہو گیا پھر بنی عبدالاشہل میں سے سلمہ بن سلامہ بن وقش کہتے تھے۔اس نے اس دیہاتی سے کہا تم خود اپنی اُونٹنی پر پڑ گئے تھے لہٰذا وہ تم سے حاملہ ہوئی ہے۔حضور ﷺ نے اس بات کو ناپسند فرمایا جو سلمہ نے کہی تھی۔

جب حضور ﷺ نے اس بات کو سنا کہ وہ فحش ترین بات ہے حضور ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا۔اس کے بعد رسول اللہ ﷺ روانہ ہو گئے۔ آپ کو وہاں کوئی خبر نہ مل سکی اور نہ ہی قریش کی ایک جماعت کے بارے میں کوئی علم ہو سکا۔لہٰذا نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا مجھے مشورہ دو ہمارے بارے میں اور ہماری روانگی کے بارے میں۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ میں سب لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں زمین کی مسافت کے بارے میں۔

ہمیں خبر دی تھی عدی بن ابوالزعباء نے کہ قافلہ فلاں فلاں وادی میں تھا۔ابن فلیح نے اپنی روایت میں کہا گویا کہ ہم اور خاص تم لوگ بدر کی طرف مقابلے میں دوڑنے والے گھوڑے ہیں اس کے بعد پھر دونوں پہنچ گئے۔کہتے ہیں پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے مشورہ دو

تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ قریش ہیں انہیں اللہ نے عزت دی ہے۔ اللہ کی قسم وہ ذلیل نہیں کئے گئے جب سے عزت دار ہوئے ہیں اور نہ ہی وہ ایمان لائے ہیں جب سے انہوں نے کفر کیا ہے۔ اللہ کی قسم ضرور وہ لوگ آپ سے قتال کریں گے۔

چنانچہ آپ ﷺ نے اس کے لئے تیاری کی اور نفری تیار کی۔ اب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے مشورہ دو۔ مقداد بن عمرو نے کہا اے بنوزہرہ میں شمار ہونے والے رسول بیشک ہم لوگ آپ سے ایسے نہیں کہیں گے جیسے اصحابِ موسیٰ نے ان سے کہا تھا اذهب انت ، جا تو اور تیرا رب جا کر لڑ ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے بلکہ ہم تو کہیں گے کہ آپ جایئے اور جا کر لڑیئے ہم آپ کے ساتھ ہیں لڑنے کے لئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر بھی مجھے مشورہ دیں آپ لوگ۔ جب سعد بن معاذ نے دیکھا حضور ﷺ کا کثرت کے ساتھ مشورہ طلب کرنا اپنے اصحاب سے اور وہ مشورہ دے رہے ہیں پھر بھی آپ ﷺ مشورہ مانگ رہے ہیں تو سعد نے گمان کیا کہ آپ انصار سے بلوانا اور اقرار کروانا چاہتے ہیں احتیاط کے لئے کہ یہ کہیں ساتھ نہ چلیں آپ کے۔ یا جو چلیں تو سہی مگر جو مالی منفعت دیگر معاملہ جو آپ چاہتے ہیں اس کا ارادہ نہ کریں۔

لہٰذا سعد بن معاذ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ ڈر رہے ہیں کہ شاید انصار آپ کی غمخواری کا ارادہ نہیں کریں گے یا اس کام کو اپنے اُوپر لازم نہیں سمجھیں گے مگر بایں صورت کہ وہ دشمن کو اپنے گھروں میں سمجھیں اور اپنی اولادوں اور اپنی عورتوں میں سمجھیں۔ اور میں انصار کی طرف سے کہتا ہوں اور ان کی طرف سے جواب دیتا ہوں یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ جایئے جہاں آپ چاہیں اور ملایئے رسی جس کی آپ چاہیں اور کاٹیے رسی جس کی آپ چاہیں (یعنی جس سے چاہیں تعلق جوڑ لیں جس سے چاہیں توڑ دیں)۔ ہمارے مال جتنا آپ ﷺ چاہیں لے لیں ہمیں جس قدر آپ چاہیں دے دیں۔ آپ ﷺ جو ہم سے لے لیں گے وہ ہمیں زیادہ محبوب اور پیارا ہوگا اس سے جو آپ ہمارے لئے چھوڑیں گے۔ آپ ہمارے لئے جو حکم دیں گے ہمارا مشورہ اسی کے تابع ہوگا۔ اللہ کی قسم اگر آپ چلتے رہیں حتیٰ کہ آپ مقام برک میں پہنچ جائیں غمد ذی یمن میں تو ہم آپ کے ساتھ چلتے جائیں گے۔ سعد نے جب یہ بات کہی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چلو اللہ کا نام لے کر۔

تحقیق مجھے دکھایا گیا ہے مشرک قوم کی ہلاک ہونے کی جگہیں۔ لہٰذا انہوں نے مقام بدر کا ارادہ کر لیا۔ اُدھر ابوسفیان نے نشیبی راستہ اختیار کیا اور ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ ہولیا۔ کیونکہ (معمول کے راستے پر چلنے سے اسے مقام بدر سے گزرنا پڑتا) اور وہاں اس کو (حضور ﷺ واصحاب کے) گھات لگانے کا خطرہ ہوگیا تھا۔ اور اس نے قریش کو لکھا جب اس نے رسول اللہ ﷺ کی روانگی کے راستے کے خلاف راستہ اختیار کیا اور اس نے یہی سمجھا کہ یہ قافلے اور سامانِ تجارت کے لئے زیادہ محفوظ ہے۔ اس نے قریش سے کہا کہ تم لوگ واپس لوٹ جاؤ تم لوگ نکلے تھے اپنے قافلے کی حفاظت کرنے کے لئے وہ میں تمہارے لئے خود ہی حفاظت کرلوں گا۔ ان لوگوں کو یہ خبر مقام جحفہ میں مل گئی مگر ابوجہل نے کہا اللہ کی قسم ہم لوگ خالی واپس نہیں جائیں گے بلکہ ہم مقام بدر تک آگے بیٹھیں گے ہم وہاں جا کر قیام کریں گے۔ اور ہم وہاں کھانا کھلائیں گے جو بھی عرب ہمارے پاس آئیں گے۔ ہمیں وہاں دیکھ کر ہم سے قتال کرنے کوئی نہیں آئے گا۔

اخنس بن شریق نے اس تجویز کو ناپسند کیا۔ اس نے یہی پسند کیا کہ واپس مکے چلے جائیں اور اس نے ان سب کو واپس چلے جانے کا مشورہ بھی دیا مگر قافلے کے دیگر لوگوں نے انکار کر دیا اور اس کی مخالفت کر ڈالی اور انہیں جاہلیت کی حمیت وغیرہ نے پکڑ لیا۔ جب اخنس قریش کے واپس جانے سے مایوس ہوگیا تو اس نے بنوزہرہ کو واپسی کے لئے رضامند کرنے کی کوشش کی انہوں نے اس کی بات مان لی لہٰذا وہ لوگ واپس لوٹ گئے۔ یہی وجہ ہے کہ بنوزہرہ میں کوئی بھی بدر میں شریک نہیں تھا انہوں نے ہمیشہ اخنس کی رائے پر رشک کیا اور اس کے ساتھ برکت تلاش کی۔ وہ ہمیشہ ان کے اندر مطاع رہا مرنے تک۔

اور ادھر بنوہاشم نے واپس کا ارادہ کر لیا تھا ان کو دیکھ کر جو واپس جا رہے تھے مگر ابوجہل لے ہشام نے ان پر سختی کی اور کہا اللہ کی قسم تم لوگ اس مٹھی بھر جماعت (محمدی) کے لئے ہمیں اکیلے مت چھوڑو بلکہ واپس تک ہمارے ساتھ رہو۔ اور ادھر رسول اللہ ﷺ مدینے سے چل پڑے تھے

یہاں تک کہ وہ عشاء کے وقت بدر کے قریب کنارے پر اتر پڑے تھے۔ پھر انہوں نے حضرت علی ﷺ کو اور زبیر بن کورم کو اور بَسبَس انصاری کو بنوساعدہ میں شمار ہوتا تھا وہ جماعت صحابہ میں اکیلا جھینہ کا فرد تھا۔ حضور ﷺ نے ان کو بھیجا اور فرمایا کہ تم لوگ اس چھوٹی پہاڑی کی طرف پہنچو مگر تلواریں حمائل کر کے جاؤ۔ وہ پہاڑی بدر کے ایک کونے میں واقع تھی۔ میں امید کرتا ہوں کہ تم لوگ بدر کی گھاٹی ہی کے پاس کوئی خبر پالو گے جو پہاڑ کے پاس ہے۔ جس کا ذکر پہلے رسول اللہ ﷺ کر چکے تھے۔ چنانچہ وہ لوگ گئے انہوں نے وہاں سے دولڑکوں کو پکڑا انہوں نے وہاں قریش کے آنے کے آثار پائے۔

دونوں غلاموں میں سے ایک بنوحجاج الاسود کا تھا دوسرا ال عاص سے، اس کا نام اسلم تھا۔ اور ان کے دیگر ساتھی قریش میں سے تا حال ظاہر نہ تھے۔ یہ لوگ ان دونوں کو پکڑ کر لے آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس، آپ اس وقت آرام گاہ میں تھے۔ پانی کے پیچھے چنانچہ ان لوگوں نے ان دونوں غلاموں سے پوچھنا شروع کیا ابوسفیان کے بارے میں اس کے اصحاب کے بارے میں یہ یہی یقین رکھتے تھے کہ وہ دونوں اسی قافلے والے ہیں، مگر ان لوگوں نے تو ان کو قریش کی خبریں بتانا شروع کر دیں اور یہ بتایا کہ کون کون ان کے ساتھ روانہ ہوا ہے اور کون کون سرداران کے ساتھ ہیں۔ یہ لوگ ان کو جھوٹا سمجھتے رہے وہ ان کے لئے ناپسندیدہ خبریں تھیں۔ یہ لوگ ابوسفیان اور اس کے اصحاب کی امید لئے ہوئے تھے قافلے کی وجہ سے قریش کی خبروں میں دلچسپی نہیں لے رہے تھے۔ حضور کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، آپ سُن رہے تھے دیکھ رہے تھے جو کچھ یہ لوگ ان غلاموں کے ساتھ کر رہے تھے۔ ادھر ان غلاموں نے جب دیکھا کہ یہ لوگ ہمیں مار کر اُگلوانا چاہتے ہیں تو وہ کہنے لگے کہ جی ہاں ابوسفیان اور قافلہ یہ ہے۔

جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

اذا انتم با لعدوة الدنیا وھم بالعدوة القصویٰ والرکب اسفل منکم ولو تواعد تم لاختلفتم فی المیعاد ولکن لیقضی اللہ امرا کان مفعولاً۔ (سورۃ الانفال : آیت۴۲)

جب تم لوگ (مسلمان) قریب والے کنار پر تھے اور وہ لوگ (کفار مشرکین) دور والے کنارے پر تھے اور وہ قافلہ (جس کے تعاقب میں تم نکلے تھے) وہ تم سے نیچے کی سمت تھا۔ اگر تم لوگ ایک دوسرے کو وعدہ دے کر نکلتے تو ضرور تم وعدے کے وقت آگے پیچھے ہو جاتے۔ لیکن اللہ نے (دونوں جماعتوں کو باہم ٹکرا دیا) تا کہ اللہ پورا کر دے اس امر کو جو ہونے والا تھا (یعنی مسلمانوں کی فتح اور کفار و مشرکین کی ہلاکت)۔

کہتے ہیں کہ یہ لوگ ان غلاموں کو جھوٹا کہنے لگے۔ جب انہوں نے بتایا یہ رہے قریش تمہارے پاس پہنچ چکے ہیں اور جب انہوں نے کہا کہ یہ رہا ابوسفیان تو انہوں نے ان غلاموں کو چھوڑ دیا۔

جب رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کا رویہ دیکھا ان غلاموں کے ساتھ تو آپ نے اپنی نماز سے سلام پھیرا اور پوچھا کہ یہ دونوں لوگ تمہیں کیا خبر دے رہے ہیں۔ صحابہ نے بتایا کہ یہ لوگ خبر دے رہے ہیں کہ قریش آ گئے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں نے سچ کہا ہے اللہ کی قسم تم ان کو مار رہے ہو جبکہ یہ تمہیں سچ کہہ رہے ہیں اور تم ان کو چھوڑ دو گے جب یہ تمہیں جھوٹ کہیں گے۔ واقعی قریش نکل چکے ہیں تا کہ وہ اپنے قافلے کی حفاظت کریں اور وہ تم لوگوں سے اپنے خلاف خطرہ محسوس کر رہے ہیں اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دونوں غلاموں کو بلایا۔ آپ نے خود ان سے پوچھا، انہوں نے حضور کو قریش کے بارے میں بتایا اور انہوں نے کہا کہ ہمیں ابوسفیان کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔ چنانچہ ان دونوں سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ قریش کتنے لوگ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ ہم نہیں جانتے اللہ کی قسم۔

مؤرخین نے گمان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کل شام کو ان کو کس نے کھانا کھلایا تھا۔ انہوں نے قوم میں سے کسی کا نام بتایا تو آپ نے فرمایا آپ نے کتنے اُونٹ ان کے لئے ذبح کئے تھے۔ اس نے کہا کہ دس جزور۔ پھر آپ نے فرمایا کہ پہلی شام ان کو کس نے کھانا کھلایا تھا انہوں نے کسی اور کا نام بتایا ان لوگوں میں سے۔ پھر آپ نے پوچھا کہ اس نے ان کے لئے کتنے اُونٹ ذبح کئے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ نو اُونٹ۔

مؤرخین نے گمان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ نو سو سے ایک ہزار کی تعداد میں ہیں۔ آپ نے یہ اندازہ فرمایا تھا ان اُونٹوں سے جو وہ روزانہ ذبح کرتے تھے کہ روزانہ دس اُونٹ ذبح کرتے تھے (ایک اُونٹ ایک سو افراد کے حساب سے ایک ہزار افراد ہوئے)۔

اور انہوں نے یہ بھی گمان کیا کہ پہلا شخص جس نے ان کے لئے یہ اُونٹ ذبح کئے تھے جب وہ مکے سے نکلے تھے وہ ابوجہل بن ہشام تھا۔ روانہ ہوتے پر اس نے دس اُونٹ ذبح کئے تھے۔ اس کے بعد جس نے ان کے لئے اُونٹ ذبح کئے تھے وہ اُمیہ بن خلف تھا۔ اس نے مقام عسفان میں نو اُونٹ ذبح کئے تھے۔ پھر مقام قدید میں ان کے لئے دس اُونٹ ذبح کئے تھے۔ پھر وہ لوگ مقام قدید سے پانی کے مقامات کی طرف مڑ گئے تھے سمندر کی طرف اس سمت پر ہو گئے تھے جہاں ایک دن ٹھہرے تھے وہاں ان کے لئے شیبہ بن ربیعہ نے نو اُونٹ ذبح کئے تھے۔ اس کے بعد وہ مقام جحفہ میں پہنچے، عتبہ بن ربیعہ نے ان کے لئے دس اُونٹ ذبح کئے اس کے بعد مقام ابواء میں پہنچے وہاں پر ان کے لئے نبیہ اور منبہ حجاج کے بیٹوں نے ذبح کئے۔

عباس بن عبدالمطلب نے کہا کہ دس کئے۔ حارث بن عامر بن نوفل نے نو اُونٹ ذبح کئے اور بدر کے پانی پر جب پہنچے تو ابوالبختری نے ان کے لئے دس اُونٹ ذبح کئے۔ پھر بدر کے پانی پر مقیس جمعی نے نو اُونٹ ذبح کئے۔ اس کے بعد ان کو جنگ نے مصروف کر دیا تو پھر انہوں نے اپنے اُونٹوں کا گلہ ذبح کیا۔

پھر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے، انہوں نے فرمایا کہ مجھے مشورہ دو پڑاؤ کرنے کے بارے میں۔ حباب بن منذر اُٹھے وہ انصار میں سے ایک آدمی تھے، پھر ایک بنی سلمہ میں سے، انہوں نے کہا میں اس چیز کے بارے میں علم رکھتا ہوں اور بدر کی قلیبوں اور کنوؤں کے بارے میں بھی۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ ان میں سے کسی قلیب کی طرف چلیں تو میں زیادہ پانی والی قلیب کو جانتا ہوں جو میٹھا بھی ہو تو آپ اس پر اُتریں اور قریش سے پہلے اس کی طرف سبقت کر لیں اور اس کی ماسوا کو دور رکھو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چلو بے شک اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو وعدہ دیا ہے دو گرہوں میں سے ایک کا کہ وہ تمہارے لئے ہے (یا قافلہ قریش یعنی قافلہ ابوسفیان یا جماعت قریش)۔ چنانچہ لوگوں کے دلوں میں کثیر خوف واقع ہو گیا اور ان میں کوئی ایسی کمزوری بھی تھی جو شیطانی ڈراوے سے خوف زدہ ہو رہے تھے۔ لہٰذا رسول اللہ روانہ ہوئے اور مسلمان پانی کی طرف ایک دوسرے سے سبقت کرنے والے اور مشرکین پھر تیزی سے روانہ ہو گئے وہ بھی پانی پر قبضہ چاہتے تھے۔ اللہ نے ان پر اس رات بارش اُتاری۔ ایک بارش جو مشرکین کے لئے شدید آزمائش بن گئی، اس قدر چلنے سے رکاوٹ بن گئی اور مسلمانوں کی طرف ہلکی پھوار پڑی جس نے ان کے لئے چلنے پھرنے کو آسان کر دیا اور پڑاؤ کرنے کو اور زمین ادہر مسلمانوں کی طرف کنکریلی اور ریتلی تھی۔ مسلمانوں نے پانی پر پہلے سبقت کر لی تھی۔ وہ رات کو اس پر اُترے تھے۔ لوگ قلیب کے ساتھ گھس گئے تھے انہوں نے اس کو صاف کر دیا تھا حتیٰ کہ اس کا پانی اور زیادہ ہو گیا تھا۔ انہوں نے اس کو عظیم حوض کی شکل بنا دیا تھا اور اس کے ماسوا پانی کو گہرا کر دیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہی ان کے مرکر گرنے کی جگہیں ہیں انشاء اللہ کل صبح۔ اور اللہ نے آیت نازل فرمائی:

اذ يغشيكم النعاس امنة منه وينزل عليكم من السمآء ماءً ليطهركم به ويذهب عنكم رجز الشيطٰن وليربط على قلوبكم ويثبت به الاقدام ۔ (سورۃ الانفال : آیت ۱۱)

جس وقت چھپا لیا تھا تمہیں اُونگھ نے اس سے امن کے لئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے اُوپر سے پانی برسایا تاکہ تمہیں اس کے ذریعے پاک کرے اور تمہیں شیطان کی ناپاکی سے دور کرے تاکہ تمہارے دلوں کو جوڑے اور اس کے ذریعے قدم مضبوط کرے۔

اور کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو گھوڑے تھے ایک پر مصعب بن عمیر سوار تھے اور دوسرے پر سعد بن خثیمہ اور کبھی زبیر بن عوام اور کبھی مقداد بن اسود۔ رسول اللہ ﷺ نے پانی کے حوضوں کے پاس صف بندی کی جب مشرکین نمودار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

(لوگوں کو گمان ہے) کہ اے اللہ! یہ قریش میں جو اپنے فخر اور غرور کے ساتھ آئے ہیں، تیری مخالفت کررہے ہیں اور تیرے رسول کی تکذیب کرتے ہیں۔ اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس کا جو آپ نے مجھ سے وعدہ دیا ہے۔ ابوبکر صدیق نے بازو سے پکڑے ہوئے تھے، کہہ رہے تھے اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس کا جو آپ نے مجھے وعدہ دیا۔ ابوبکر صدیق نے کہا، اے اللہ کے نبی خوش ہو جایئے پس قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے ضرور اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ وعدہ پورا کریں گے جو آپ کے ساتھ وعدہ کیا ہے، پس مسلمانوں نے اللہ سے نصرت طلب کی اور اس سے فریاد کی، بس اللہ نے اپنے نبی کی دعا قبول کی اور تمام مسلمانوں کے لئے۔

مشرکین آئے تو ان کے ساتھ ابلیس بھی تھا سراقہ بن مالک بن جعشم مدلجی کی صورت میں وہ ان کو بتا رہا تھا کہ بنوکنانہ ان کے پیچھے ہیں وہ آرہے ہیں ان کی نصرت کے لئے اور بے شک حال یہ ہے کہ آج کے دن لوگوں میں سے کوئی بھی تمہارے اُوپر غالب نہیں ہے اور میں تمہارا ساتھی ہوں اور پڑوسی ہوں۔ اس لئے اس نے ان کو خبر دی تھی بنوکنانہ کی روانگی کے بارے میں۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری :

ولا تکونوا کالذین خرجوا من دیارھم بطرا ورئاء الناس ۔ (سورۃ الانفال : آیت ۴۷)

نہ ہوان لوگوں کی طرح جو اپنے گھروں سے نکلے تھے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھانے کے لئے۔

یہ آیت اور اس کے بعد والی آیت میں ارشاد ہے، مشرکین میں سے کچھ مردوں نے کہا ان لوگوں میں سے جنہوں نے اسلام کا دعویٰ کررکھا ہے اور مشرکین ان کے ساتھ مجبوراً نکلے تھے، اس لئے کہ انہوں نے محمد ﷺ کے اور اصحاب کے ساتھ تقلیب دیکھی تھی۔ کہ نمرّ ھوء لاء دینھم کہ ان کو ان کے دین نے دھوکہ میں ڈالا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

ومن یتوکل علی اللّٰہ فان اللّٰہ عزیز حکیم .... ۔ (پوری آیت)۔ (سورۃ الانفال : آیت ۴۹)

جو شخص اللہ پر توکل کرتا ہے بے شک اللہ عزیز وحکیم ہے۔

مشرکین آ گئے تو انہوں نے پڑاؤ کیا اور وہ قتال کے لئے تیار ہو گئے اور شیطان ان کے ساتھ تھا وہ ان سے الگ نہیں ہوتا تھا۔ بس حکیم بن حزام دوڑے عتبہ بن ربیعہ کی طرف اس نے کہا کیا آپ کو اس بات سے خوشی ہے کہ آپ تا حیات قریش کے سردار ہوں۔ عتبہ نے کہا، کر لیجئے آپ کیا بات وہ؟ اس نے کہا کہ آپ لوگوں کے درمیان صلح اور پناہ بن جایئے اور آپ ابن الحضرمی کی دیت وخون بہا اپنے ذمہ لے لیجئے اور اس کی ضمانت جو محمد کی طرف سے اس قافلے کو مصیبت پہنچی تھی۔ بے شک یہ لوگ نہیں طلب کریں گے محمد ﷺ سے سوائے اس قافلے کے اور اس آدمی کے خون کے سوا اور کچھ نہیں طلب کریں گے۔

عتبہ مان گئے، انہوں نے کہا ٹھیک ہے میں ایسے کر لیتا ہوں۔ آپ نے تو بہت اچھی بات کہی ہے اور آپ نے اچھی بات کی دعوت دی ہے۔ آپ اپنے کنبے قبیلے میں دوڑ جائیں۔ میں یہ اُٹھا لیتا ہوں۔ چنانچہ حکیم دوڑ گئے یہ خوشخبری لے کر قریش میں ان کو اسی بات کی طرف بُلایا اور راضی کیا اور عتبہ بن ربیعہ اُونٹ پر سوار ہوئے۔ اس پر چڑھ کر مشرکین کی صفوں میں اور اپنے احباب میں گھوم گئے اور بولے، اے میری قوم! میری بات مان لیجئے۔ تم لوگ مسلمانوں سے ابن الحضرمی کے خون کے سوا اور کسی شئ کا مطالبہ نہیں کررہے ہو اور وہی کچھ جو اس قافلے کا نقصان ہوا تھا۔ اس کی ادائیگی میں کرتا ہوں، تم اس آدمی (محمد) کو چھوڑ دو، اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے قتل کا اختیار مجھے ہوگا تمہیں نہیں ہوگا کیونکہ ان لوگوں میں (مسلمانوں میں) کچھ ایسے ہیں جن سے تم لوگوں کی قریب کی رشتہ داری ہے۔ اور اگر تم لوگ ان کو قتل کرو گے وہ (محمد) ہمیشہ تم سے اس کو جو قاتل ہوگا اس کے بھائی کا یا بیٹے کا یا بھتیجے کا یا چچا کا ہمیشہ اس کے دل میں کینہ اور بغض رہے گا اور وہ اس کو اپنا قاتل ہی

گردانے گا اور اگر یہ (محمد) بادشاہ بن جاتا ہے تو تم اپنے بھائی کے ملک میں رہو گے۔ اور اگر یہ (محمد) نبی ہے تو تم لوگ ایک نبی کو قتل نہ کرو ورنہ تمہیں اس کی وجہ سے گالیاں پڑتی رہیں گی اور تم لوگ ان کی طرف پہنچنے میں کامیاب نہیں ہو گے۔ میرا خیال یہی ہے بلکہ وہ اپنے دشمنوں کو نقصان پہنچائیں گے۔ اور مجھے اس بات سے۔ یا مجھے اطمینان نہیں ہے کہ تم کامیاب ہو جاؤ گے بلکہ وہ فتح پا جائیں گے۔

اس ساری فصیحت کے باوجود ابوجہل نے اس کی اس تقریر پر اس کے ساتھ حسد کیا۔ ادھر اللہ نے بھی اپنے امر کو نافذ کرنا ہی تھا حالانکہ ان دنوں عتبہ بن ربیعہ مشرکین کا سردار تھا۔ لہٰذا ابوجہل نے ابن الحضرمی کو بھڑکایا وہ مقتول کا بھائی تھا ابوجہل نے اس کو اُچکایا کہ دیکھئے یہ عتبہ ہے لوگوں کے درمیان رسوائی پیدا کرتا ہے، اس نے تیرے بھائی کی دیت وخون بہا اپنے اُوپر لے لیا ہے گمان کرتا ہے کہ آپ اس کو قبول کر لیں گے۔ کیا تمہیں اس سے حیا اور شرم نہیں آئے گی اس بات سے کہ تم لوگ دیت کو قبول کر لو گے تو؟

ادھر ابوجہل نے قریش سے کہا بے شک عتبہ جانتا ہے کہ تم لوگ محمد اور اس کے اصحاب پر غالب آ جاؤ گے اور ان میں اس کا اپنا بیٹا بھی ہے اور اس کے چچا کی اولاد بھی۔ عتبہ تم لوگوں کی صلاح اور کامیابی پسند نہیں کرتا۔ ابوجہل نے عتبہ سے کہا (وہ ان لوگوں میں گھوم رہا تھا اور انہیں قسمیں دے کر قتال سے منع کر رہا تھا)، تیری گردن پھول گئی ہے یا تیرے پھیپھڑے پھول گئے ہیں۔ اور انہوں نے گمان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے کہا تھا وہ عتبہ کی طرف دیکھ رہے تھے فرمایا کہ اگر ان لوگوں میں سے کسی ایک میں کوئی خیر کی بات ہے تو وہ سُرخ اُونٹ کے مالک کے پاس ہے اگر یہ لوگ اس کی بات مان لیں تو یہ کامیاب ہو جائیں گے۔

جب ابوجہل نے قریش کو قتال پر برانگیختہ کیا تو اس نے عورتوں سے کہا کہ وہ عمرو بن الحضرمی مقتول کو بین کر کر کے روئیں۔ انہوں نے اس کو رونا شروع کیا، یہ سب کچھ لوگوں کو قتال پر اُبھارنے کی کوشش تھی۔ کچھ مرد کھڑے ہوئے وہ اس کے ساتھ قریش کو عار دلانے لگے۔ لہٰذا قریش قتال پر متفق ہو گئے اور عتبہ نے ابوجہل سے کہا عنقریب تو دیکھ لے گا کہ کس کی گردن کی رگیں پھولتی ہیں یعنی دونوں معاملات میں کونسا درست تھا (قتال کرنا یا نہ کرنا)۔ اور قریش نے قتال کرنے کے لئے صف بندی شروع کی اور انہوں نے عمیر بن وہب سے کہا، آپ سوار ہو کر جائیں اور جائزہ لے کر آئیں محمد کا اور ان کے اصحاب کا کہ وہ کہتے لوگ ہیں۔ لہٰذا عمیر بن وہب اپنے گھوڑے پر بیٹھ کر رسول اللہ کے اور اصحاب کے گرد چکر لگا کر واپس گیا۔ اس نے جائزہ بتایا کہ وہ تین سو کے لگ بھگ ہیں جو جنگجو ہیں اس سے کچھ کم ہوں گے یا کچھ زیادہ ہوں گے۔ میں نے ستر اُونٹ شمار کئے ہیں یا اس کے قریب قریب، مگر تم لوگ ذرا میرا انتظار کرو میں مزید جائزہ لے کر آتا ہوں کہ کیا کوئی اور مدد بھی ہے یا کہیں اور لشکر چھپا ہوا بھی ہے۔ اس نے پھر چکر لگایا ان کے گرد، انہوں نے اس کے ساتھ اپنا ایک اور سوار بھی بھیجا تھا۔ پھر واپس آ گئے اور انہوں نے آ کر بتایا کہ نہ ان کی مزید مدد ہے نہ پوشیدہ لوگ ہیں۔ بس وہ لوگ اُونٹ کا ایک لقمہ ہیں یا کھایا ہوا کھانا ہیں (از راہ حقارت مسلمانوں کے بارے میں کہا تھا یعنی انتہائی کم ہیں)۔ اور انہوں نے عمیر سے کہا کہ لوگوں کو اُبھارو چنانچہ عمیر نے صف بنانے پر آمادہ کیا اور ایک سو گھڑ سوار واپس لوٹ گئے۔

ادھر رسول اللہ ﷺ لیٹ گئے اور اپنے اصحاب سے کہا تم قتال نہ کرنا حتیٰ کہ میں تمہیں اجازت دوں گا۔ لیٹے ہی لیٹے آپ کو نیند نے اپنی آغوش میں لے لیا اور آپ کے اُوپر غالب آ گئی۔ جب بعض لوگوں نے بعض کی طرف دیکھا تو ابوبکر نے یہ کہنا شروع کیا یا رسول اللہ تحقیق وہ لوگ مشرکین قریب آ گئے ہیں اور ہمارے اُوپر حملہ کرنے والے ہیں۔ اتنے میں بیدار ہو گئے اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے حضور کو وہ مشرکین خواب میں قلیل دکھا دیئے تھے اور ادھر مسلمان بھی مشرکین کی نظروں میں قلیل دکھائے گئے تھے۔ حتیٰ دونوں طرف سے لوگوں کو ایک دوسرے سے قتال کرنے کے لئے طمع اور لالچ پیدا ہو گئی۔ اگر وہ ایک دوسرے کو کثیر دکھا دیئے جاتے تو وہ کمزور پڑ جاتے اور اس بارے میں اختلاف میں پڑ جاتے، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، ولتنا زعتم فی الامر۔ رسول اللہ اور صحابہ کے پاس صرف دو گھوڑے تھے ایک ابومرثد غنوی کے پاس اور دوسرا مقداد بن عمرو کے پاس۔

رسول اللہ لوگوں میں کھڑے ہوئے، آپ نے انہیں وعظ فرمایا اور مسلمانوں کو خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے لئے جنت واجب کر دی ہے جو آج شہید ہو جائے گا۔ اتنے میں عمیر بن حمام بنوسلمہ کے بھائی کھڑے ہوئے آٹا گوندھتے ہوئے، وہ اپنے ساتھیوں کے لئے آٹا گوندھتے تھے۔ جب انہوں نے نبی کریم کا فرمان شہادت کے بارے میں سُنا عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ میرے لئے بھی جنت ہوگی اگر میں مارا گیا؟ آپ نے فرمایا، جی ہاں۔ اُس نے اللہ کے ایک دشمن پر حملہ کیا اسی جگہ اللہ نے عمیر کو شہادت دے دی۔ یہ پہلے مقتول تھے جو بدر میں قتل ہوئے۔ اس کے بعد اسود بن عبدالاسد مخزومی آگے اُٹھے مشرکین کی طرف سے وہ اپنے معبودوں کی قسم کھا رہے تھے کہ آج وہ اس حوض سے ضرور پانی پئیں گے جو محمد نے اپنے اصحاب کے لئے بدر میں بنایا ہے اور اس کو وہ توڑیں گے۔ اس نے بھی حملہ کیا جب وہ حوض کے قریب پہنچے حمزہ بن عبدالمطلب اس کو ٹکرائے، انہوں نے ایک کاری ضرب مار کر اس کا پیر کاٹ دیا وہ گھٹنوں کے بل آگے بڑھنے لگا حتیٰ کہ وہ حوض کے اندر گر گیا جس سے وہ کچا بنا ہوا حوض ٹوٹ گیا۔ حمزہ بھی اس کے پیچھے اندر ہی چلے گئے انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔

جب مشرکین کی طرف سے ان کا بندہ اسود بن عبدالاسد مارا گیا تو عتبہ بن ربیعہ غیرت کھا کر اپنے اُونٹ سے اُترے جب ابوجہل نے کہا تھا پھر اس نے آواز لگائی کیا ہے کوئی مقابلہ کرنے والا؟ اللہ کی قسم اللہ ضرور آج جان لے گا ابوجہل کہ ہم میں سے کون بڑا ابزدل ہے۔ اتنے میں اس کا بھائی شیبہ اور اس کا بیٹا بھی اس کے ساتھ لاحق ہو گئے۔ انہوں نے بھی مقابلے کے لئے للکارا۔ ان کے مقابلے کے لئے تین آدمی انصار میں سے سامنے آئے مگر رسول اللہ ﷺ نے شرم محسوس کی اس سے کیونکہ یہ پہلی جنگ اور پہلا قتال تھا جس میں مسلمان اور مشرکین ٹکرائے تھے اور رسول اللہ مسلمانوں کے ساتھ موجود تھے۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ نے یہ پسند کیا کہ غلبہ آپ کے چچازادوں کے لئے ہونا چاہئے۔ لہٰذا نبی کریم نے ان کو پکارا کہ تم لوگ اپنی اپنی صفوں میں واپس چلے جاؤ۔ چاہئے کہ ان کے چچازادان کے مقابلے پر آئیں۔ لہٰذا حمزہ بن عبدالمطلب اور علی بن ابوطالب اور عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب۔ لہٰذا حمزہ عتبہ کے مقابلے پر آئے اور عبیدہ شیبہ کے مقابلے پر اور علی بن ابوطالب ولید کے مقابلے پر۔

لہٰذا حمزہ نے عتبہ کو قتل کر دیا اور عبیدہ نے شیبہ کو مار دیا اور علی نے ولید کو قتل کر دیا۔ ادھر شیبہ نے عبیدہ کے پیر کو تلوار مار کر کاٹ دیا تھا حمزہ اور علی نے اس کو چھڑایا اور اُٹھا کر لائے، حتیٰ کہ صفراء کے مقام پر وفات پا گئے۔

اس بارے میں ہندہ بنت عتبہ کہتی ہے۔

ایا عینیی جودی بدمع سوب علی خیر خندف لم ینقلب
تداعی لہ رھطہ غدوۃ بنو ھاشم وبنو المطلب
یذ یقولہ حر أنسیا فھم یعلونہ بعد ما قد ضرب

اے میری آنکھوں میں مسلسل بہنے والے آنسوؤں لٹاؤ اس جوان پر جو پورے قبیلے میں سب سے بہتر تھا جو واپس لوٹ کر نہیں آیا۔

اس کے گھر والے اس کو بلا رہے ہیں صبح سے بنو ہاشم یا بنو مطلب ہوں۔

وہ اپنی تلواروں کی گرمی بکھیر رہے ہیں اس کے مارے جانے کے بعد وہ اس کے لئے غلبہ دیکھ رہے ہیں۔

اسی وقت ہندہ بنت عتبہ نے منت مانی تھی کہ وہ حمزہ کا جگر کھائے گی ان پر قادر ہوگئی اس مذکورہ گروہ کا قتل ہونا۔ دونوں جماعتوں کے باہم ٹکرانے سے قبل تھا اور مسلمانوں نے اللہ کی بارگاہ میں آہ زاری کی اور اللہ کی نصرت طلب کی۔ جب انہوں نے قتال دیکھا کہ وہ گرم ہو چکا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی طرف ہاتھ اُٹھا لئے اور اللہ سے دعا کی اور سوال کیا اس چیز کا اللہ نے جس چیز کا ان سے وعدہ کیا تھا۔ اور اللہ کی نصرت طلب کی۔

آپ کہہ رہے تھے، اے اللہ! اگر اس مٹھی بھر جماعت پر غلبہ ہو گیا اور یہ مغلوب ہو گئی تو مشرک غالب آ جائے گا اور تیرا دین قائم نہیں ہو گا۔ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے یا رسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ ضرور آپ کی مدد کرے گا اور ضرور اللہ تعالیٰ آپ کے چہرے کو روشن کرے گا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کا ایک لشکر بھیجا دشمنوں کے کندھوں پر۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے اپنی نصرت نازل کر دی ہے اور فرشتے اُتر پڑے ہیں، اے ابوبکر۔ بے شک میں نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا ہے اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے آسمان اور زمین کے درمیان۔ جب وہ اُترے تو اسی گھوڑے پر بیٹھ گئے اور ایک ساعت تک مجھ سے غائب ہو گئے تھے، پھر میں نے دیکھا کہ ان کے دونوں پہلوؤں پر غبار تھی۔

اور ابوجہل نے بھی دعا کی۔ اے اللہ! دونوں دینوں میں سے جو بہتر ہے اس کو مدد فرما۔ اے اللہ! ہمارا دین قدیم ہے محمد کا دین جدید ہے۔ اس کے پیچھے پیچھے شیطان تھا اس نے جب فرشتوں کو دیکھا تو منہ کے بل گر پڑا، اس نے اپنے اصحاب کی مدد کرنے سے اعلان بیزاری کیا۔ اللہ نے فرشتوں کی طرف وحی کی اور اپنے حکم کے ساتھ ان کو مأمور کیا اور ان کو بتا دیا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اور ان کو رسول اللہ کی نصرت اور اصحاب رسول کی نصرت کا حکم فرمایا، اور رسول اللہ ﷺ نے کنکریوں کی مٹھی لی اور اس کو مشرکین کے منہ پر مار دیا۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے کنکریوں کو عظیم الشان بنایا، بایں صورت کہ مشرکین میں سے کسی ایک فرد کو نہیں چھوڑا، سب کی آنکھوں کو ان کنکریوں سے بھر دیا اور مسلمانوں نے ان کو بآسانی قتل کیا ان کے ساتھ اللہ تھا اور فرشتے تھے جو مشرکین کو قتل کر رہے تھے اور قیدی بنا رہے تھے اور انہوں نے مشرکین کی جماعت کے ہر فرد کو منہ کے بل گرتے ہوئے پایا۔ وہ ایسے حواس باختہ ہوئے تھے کہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ کدھر جانا ہے۔ مٹی میں گھس رہا تھا اور اپنی آنکھیں مسل کر مٹی کو آنکھوں سے صاف کر رہا تھا۔

ادھر رسول اللہ ﷺ نے حکم دے دیا مسلمانوں کو قتال سے پہلے کہ اگر غلبہ محسوس کریں تو عباس کو عقیل کو اور نوفل بن حرث کو اور البختری کو قتل نہ کریں۔ چنانچہ یہ لوگ قید کر لئے گئے ان مردوں کے ساتھ جن کے بارے میں رسول اللہ نے وصیت فرمائی تھی یا نہیں فرمائی تھی سوائے البختری کے، کیونکہ اس نے گرفتاری دینے سے انکار کر دیا تھا اور انہوں نے اس کے سامنے ذکر کیا کہ رسول اللہ نے تمہیں قتل نہ کرنے کا کہا ہے اگر وہ گرفتاری دے دے تو۔ اس نے انکار کر دیا تھا اور دیگر لوگ بھی کچھ گرفتار کئے گئے تھے حضور نے جن کو قید کرنے کا نہیں فرمایا تھا۔ ان کو فدیہ حاصل کرنے کے لئے قید کیا گیا تھا۔

کہتے ہیں کہ لوگوں کا خیال ہے کہ ابوالیسر نے ابوالبختری کو قتل کیا تھا اور لوگوں کے سردار نے اس بات کا انکار کیا تھا بلکہ المجذر نے اس کو قتل کیا تھا بلکہ اس کو قتل کیا تھا ابوداؤد مازنی نے اور اس کی تلوار اس نے چھینی تھی، وہ اس کے بیٹوں کے پاس تھی حتیٰ کہ انہوں نے ابوالبختری کے پاس فروخت کر دی تھی اور مجذر نے کہا تھا (شعر)

لبشیر بیتم ان لقیت البختری   وبشرن بمثلها منی کنبی

انا الذی اذ عم اصلی من بلی   اطعن با الحربة حتیٰ تنثنی

ولا تریٰ مجدّرًا یفری فری

ان لوگوں نے گمان کیا ہے کہ ان کو قسم دی تھی کہ اس کو قید نہ کیا جائے گا اور اس کو خبر دی گئی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے اگر وہ گرفتاری دینے کے لئے تیار ہو جائے تو۔ مگر ابوالبختری نے قیدی بننے سے انکار کر دیا تھا۔ ایک انصاری نے اس پر تلوار سے حملہ کیا اور اس انصاری نے اس کے سینے کے وسط میں تلوار چھپا دی اور اسے زخمی کر دیا۔

اور رسول اللہ ﷺ آئے یہاں تک کہ آپ مقتولین پر آ کر رک گئے۔ آپ نے ابو جہل کو تلاش کیا مگر آپ نے اس کو نہ پایا یہاں تک کہ یہ کیفیت مایوسی کی آپ کے چہرے پر پہچانی گئی۔ آپ نے دعا کی :

اللھم لا یعجزنی فرعون ھذہ لامۃ

اے اللہ! مجھے اس اُمت کا فرعون عاجز نہ کر دے۔

لہٰذا کئی لوگ ابو جہل کی تلاش میں لگ گئے یہاں تک کہ عبداللہ بن مسعود نے ابو جہل کو گرا ہوا پالیا اور معرکہ کے درمیان کافی فاصلہ تھا۔ اس کا لوہے کے اندر منہ چھپا ہوا تھا، اس کی تلوار اس کی رانوں پر پڑی ہوئی تھی، اس کے جسم پر کوئی زخم نہیں تھا مگر وہ اپنے کسی عضو کو ہلا بھی نہیں سکتا تھا۔ وہ منہ کے بل پڑا ہوا زمین کو دیکھ رہا تھا۔ عبداللہ بن مسعود نے جب اس کو دیکھا تو وہ اس کے گرد گھوم گیا تا کہ اسے پوری طرح قتل کر دے مگر عبداللہ ڈر بھی رہا تھا کہ کہیں وہ اُٹھ کر حملہ نہ کر دے۔ مگر وہ تھا بھی لوہے میں ڈھکا ہوا۔ جب قریب ہو کر دیکھا تو وہ حرکت بھی نہیں کر رہا تھا تو عبداللہ سمجھے کہ ابو جہل زخموں سے چور ہو کر گرا پڑا ہے۔ اس نے چاہا کہ اس پر تلوار کا وار کرے پھر خیال کیا کہ ایسا نہ ہو کہ میری تلوار مجھے دھوکہ دے جائے۔ لہٰذا پیچھے سے آئے اور پہلے اس کی تلوار اُٹھائی کھڑے ہو کر اس کو اس کے اُوپر سونٹ لیا، وہ اوندھا پڑا تھا حرکت نہیں کر رہا تھا۔

عبداللہ نے اس کے خود کی کڑی اُٹھائی اس کی گدی کی طرف سے اور ایک ہی وار کر کے اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ وہ سر آگے آن پڑا پھر اس نے اس کا سامان قبضے میں کیا، اب جو انہوں نے اس کو غور سے دیکھا تو اس کے اُوپر کوئی زخم نہیں تھا مگر اس کی گردن میں گھاؤ تھے اور اس کے ہاتھوں پر اور اس کے کندھوں کے درمیان ایسے نشان تھے جیسے چابک مارنے کے ہوتے ہیں۔ حضرت ابن مسعود نبی کریم کی خدمت میں آئے اور ان کو آ کر خبر دی کہ ابو جہل مارا جا چکا ہے اور اس نے حضور کو بتایا کہ اس کے جسم پر کوئی زخم نہیں ہے۔ مگر گردن اور کندھوں پر سلوٹ ہیں اور چابک کے نشان ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ یہ فرشتوں کی ضرب ہیں اور حضور یہ جملہ کہا :

اللھم قد انجزت ما وعدتی

اے اللہ! آپ نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا وہ آپ نے پورا کر دیا ہے۔

اس کے بعد بقایا قریش مغلوب ہو کر اور شکست خوردہ ہو کر واپس مکہ لوٹ گئے۔ پہلا شخص جو شکست سے دوچار ہونے کے بعد مکے پہنچا تھا مشرکین میں سے اس کا نام الحیسمان الکعبی تھا، وہ حسن بن غیلان کا دادا تھا۔ وہ آیا تو حال احوال پوچھنے کے لئے اس کے پاس لوگ کعبے میں جمع ہو گئے تھے۔ قریش کے جس معزز آدمی کے بارے میں پوچھا جاتا وہ اس کی موت کی خبر دیتا۔ صفوان بن اُمیہ نے کہا نہیں یہ خبر غلط ہے وہ بھی قریش کے گروہ کے ساتھ حرم میں بیٹھا ہوا تھا حجر میں۔

اللہ کی قسم یہ آدمی پاگل ہو گیا ہے، اس کا دماغ نکل گیا ہے یا دل اُڑ گیا ہے۔ تم لوگ اس سے میرے بارے میں پوچھو بھلا میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرے بارے میں بھی موت کی خبر دے دے گا۔ چنانچہ ان میں سے کچھ نے ایسے ہی کیا۔ جیسما سے پوچھا کہ کیا آپ کو صفوان بن اُمیہ کے بارے میں علم ہے؟ اس نے کہا جی ہاں، وہ یہ بیٹھا ہوا ہے حجر میں۔ البتہ تحقیق میں نے اس کے باپ اُمیہ بن خلف کو خود دیکھا ہے کہ وہ قتل ہو گیا ہے۔

بہر حال اس کے بعد مشرکین کی مسلسل شکست شروع ہو گئی تھی اور اللہ نے اپنے رسول کی اور اصل ایمان کی نصرت فرمائی اور بدر کے معرکہ کے بعد مشرکین اور منافقین کی گردنیں جھک گئیں اور ٹوٹ گئیں تھیں۔ مدینے میں ہر منافق اور ہر یہودی اپنی گردن جھکائے ہوئے تھا اور یہ دن یوم الفرقان تھا جس دن اللہ نے شرک اور ایمان کے درمیان فرق کر دیا تھا۔ اب یہود نے بھی یقین کے ساتھ کہ کہنا شروع کیا کہ یہ محمد واقعی وہی نبی اور رسول ہے جس کی صفت ہم تورات میں پاتے ہیں۔ اللہ کی قسم آج کے دن یہ جب بھی جھنڈا اُٹھائے گا غالب ہو جائے گا۔

ادھر اہل مکہ ایک مہینہ تک ہر گھر میں مسلسل اپنے مقتولین پر روتے اور نوحے اور بین کرتے رہے تھے اور عورتوں نے اپنے سر حزن وغم کے مارے منڈواڈالے تھے، مقتولین میں سے اسی آدمی کی اُونٹنی یا گھوڑالا یا جاتا، اسے عورتوں کے سامنے کھڑا کیا جاتا اور عورتیں اس کے گرد جمع ہوکر نوحہ کرتیں اور گلیوں میں نکل جاتیں، ان کے سروں سے پردے باندھ کر گلیوں میں بین کرتیں۔ ادھر گرفتار یا قید ہونے والوں میں سے کسی کو باندھ کر قتل نہیں کیا گیا تھا سوائے عتبہ بن ابومعیط کے۔ اس کو قتل کیا تھا عاصم بن ثابت نے بن الوالافلح بنو عمرو بن عوف کے بھائی نے جب اس کو عتبہ نے اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا تھا تو اس نے قریش سے فریاد کی تھی اور کہا تھا، اے قریش کی جماعت! میں کس جرم میں قتل کیا جارہا ہوں؟

یہاں پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اللہ کے ساتھ عداوت اور اس کے رسول کے ساتھ عداوت رکھنے پر۔ اور رسول اللہ ﷺ نے قریش کے مقتولین کے بارے میں حکم دیا تھا، وہ بدر کی کھائی میں یا کنویں میں گھسیٹ کر ڈال دیئے گئے۔ اور حضور ﷺ نے پر لعنت کی اس حال میں کہ آپ کھڑے ہوئے تھے اور ان کا نام پکار پکار کر کہہ رہے تھے، مگر اُمیہ بن خلف کو قلیب میں نہیں پھینکا گیا تھا کہ وہ موٹا آدمی تھا وہ ایک دن میں اس کی لاش پھول کر پھٹ گئی تھی۔ جب انہوں نے اس کو کنویں میں پھینکنے کے لئے کوشش کی تو مزید پھٹ گیا۔ حضور نے اس کو سچا پالیا جس کا تم سے تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا۔

موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ نافع نے کہا تھا کہ عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ کچھ لوگوں نے کہا، آپ کے اصحاب میں سے یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ مردہ لوگوں کو آواز دے رہے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ اس بات کو جو میں ان سے کہہ رہا ہوں زیادہ نہیں سن رہے ہو۔ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ مدینہ کی طرف واپس لوٹ آئے۔ آپ واپس پر ثنیۃ الوداع کے راستے مدینہ میں داخل ہوئے تھے۔ اور قرآن مجید نازل ہوا، اللہ نے ان کو اپنی نعمت جتلائی ہے جس کے بارے میں وہ ناپسند کررہے تھے رسول کے لئے بدر کی طرف جانے کو :

کما اخرجك ربك من بيتك بالحق و ان فريقا من المؤمنين لكارهون يجادلونك في الحق بعد ماتبين ۔ الخ

(سورۃ انفال : آیت ۱۷۔۱۸)

کس طرح آپ کو آپ کے رب نے مدینے سے بدر کی طرف روانہ یا حق کے ساتھ، جبکہ مومنوں میں سے ایک جماعت ناپسند کررہے تھے آپ سے حق کی بابت حجت بازی کررہے تھے۔ الخ

خلاصہ مطلب یہ ہے اللہ کے اس حکم میں سے بے شمار حکمتیں تھیں۔ کیا دیکھتے نہیں اسی جہادی خروج کی برکت سے حق کو فتح حاصل ہوئی باطل کو شکست ہوئی۔ اسلام کو غلبہ نصیب ہوا۔ مسلمانوں کا رعب قائم ہوا، وغیرہ وغیرہ۔ (مترجم)

جس چیز میں اللہ نے رسول اللہ کی دعا قبول فرمائی اور اہل ایمان کی، اس کے بارے میں ارشاد فرمایا :

اذ تستغيثون ربكم فاستجاب لكم اني ممدكم بالف من الملائكة مردفين ۔ (سورۃ انفال : آیت ۹)

اس وقت کو یاد کرو جب تم اپنے رب سے فریاد کررہے تھے، پھر اس نے تمہاری دعا قبول فرمائی تھی کہ میں تمہاری مدد کرنے والا ہوں مسلسل آنے والے فرشتوں کے ذریعے۔

یہ آیت بھی اللہ کی نصرت کی دلیل ہے اور دیگر آیات اس کے ساتھ دال ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر اور اصحاب پر جو اُونگھ اُتاری تھی اپنی طرف سے امن کے طور پر جب وہ نیند کے حوالے کردیئے گئے تھے اور اسی میں ان کے قریش کے قتل و ہلاکت کے بارے میں خبر دی گئی تھی۔ ارشاد فرمایا :

اذ یغشی کم النعاس امنة منه و ینزل علیکم من السماء ماءً لیطهر کم به و یذهب عنکم رجز الشیطان ولیربط علی قلوبکم و یثبت به الاقدام اذ یوحی ربك الی الملائکة انی معکم فثبتوا الذین اٰمنوا سالقی فی قلوب الذین کفروا الرعب ۔ (سورۃ انفال : آیت ۱۱۔۱۲)

اس وقت کو یاد کرو جب تم لوگوں کو اُونگھ نے گھیر لیا تھا اپنی طرف سے سکون دینے کے لئے، اور اس نے تمہارے اُوپر پانی برسایا تا کہ وہ تمہیں پاک کرے اس کے ذریعے اور تم سے شیطان کی ناپا کی دور کر دے۔ اور تا کہ تمہارے دلوں کو مربوط و مضبوط کر دے اور اس کے ساتھ زمین تمہارے قدم جما دے۔ جب تیرا رب فرشتوں کی طرف وحی کرے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں سو تم بھی اہل ایمان کو پکا رکھو۔ (اور فرمایا کہ) میں عنقریب ان لوگوں کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا جو کافر ہوئے ہیں۔

یہ آیت اور اس کے بعد والی آیات اسی بارے میں ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ مشرکین کو قتل کرنے کے بارے میں اور اس مٹھی کے بارے میں جو کنکریوں سے بھر کر رسول اللہ ﷺ نے پھینکی تھی ارشاد فرمایا :

فلم تقتلوهم ولکن اللّٰہ قتلهم و مارمیت اذ رمیت ولکن اللّٰہ رمی ولیبلی المؤمنین فیه بلاءً حسنا ۔
(سورۃ انفال : آیت ۱۷)

اے اہل ایمان! کفار کو بدر میں تم نے قتل نہیں کیا تھا بلکہ اللہ نے قتل کروایا تھا۔ اور آپ نے جب مٹھی پھینکی تھی آپ نے نہیں بلکہ اللہ نے ماری تھی تا کہ وہ اس میں ایمان والوں کو اچھے اور عمدہ طریقے سے آزمائے۔

یہ آیت اور اس کے بعد والی آیت اسی پر دلیل ہے۔
نیز اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی طرف سے فتح مانگنے اور مؤمنوں کے لئے دعا کے بارے میں ارشاد فرمایا :

ان تستفتحوا فقد جآء کم الفتح ۔ (سورۃ انفال : آیت ۱۸)
اگر تم فتح مانگتے ہو تو تمہارے پاس فتح آ چکی ہے۔

اور مشرکین کی حالت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

وان تنتهوا فهو خیر لکم ۔ (سورۃ انفال : آیت ۱۸)
اگر تم لوگ قتال سے باز آ جاؤ تو وہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ (یہ پوری آیت اسی بارے میں ہے)

اس کے بعد ارشاد فرمایا :

یٰایها الذین اٰمنوا اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسول ۔ (سورۃ انفال : آیت ۱۸)
اس کے ساتھ ساتھ آیات اہل ایمان اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔

اس کے ساتھ دیگر سات آیات بھی اور دونوں جماعتوں کے ٹھکانوں کے بارے میں فرمایا :

اذ انتم با لعدوة الدنیا وهم با لعدوة القصوٰی والرکب اسفل منکم ۔ ولو تواعدتم لاختلفتم فی المیعاد ولکن لیقضی اللّٰہ امرًا کان مفعولا ۔ (سورۃ انفال : آیت ۴۲)

جب تم قریب والے کنارے پر تھے اور وہ لوگ دور والے کنارے پر تھے اور وہ محصو قافلۂ ابوسفیان) تم سے نیچے کے رُخ پر تھا۔ اگر تم دونوں جماعتیں ایک دوسرے کے ساتھ ٹائم کا وعدہ کر لیتے تو وعدے وقت سے آگے پیچھے ہو جاتے لیکن اللہ نے اس امر کو (جو اس کے ہاں طے شدہ تھا) پورا کرنا تھا۔

یہ آیت بھی پڑھئے اور اس کے بعد والی آیت بھی۔
نیز اللہ تعالیٰ نے انہیں (صحابہ کرام) کی عظمت کی بابت فرمایا:

یا یھاالذین اٰمنوا اذا لقیتم فئة فاثبتوا۔ (سورۃ انفال: آیت ۴۵)

اے ایمان والو! جس وقت تم مشرکین کی جماعت سے ٹکراؤ ثابت قدم رہنا۔ (یہ آیت پڑھ جایئے اور اس کے ساتھ دیگر تین آیات بھی)

اور اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی جس کے بارے میں اہل اسلام کے ان مردوں نے کلام کیا تھا جن کو مشرکین جبراً ساتھ نکال کر لائے تھے۔ انہوں نے جب مسلمانوں کی قلت دیکھی تو یوں گویا ہوئے:

غَرَّ هٰٓؤُلَاۗءِ دِيْنُهُمْ ۔ (سورۃ انفال: آیت ۴۹)

کہ ان مسلمانوں کو ان کے دین نے دھوکہ میں ڈالا ہے۔

یہ آیت پڑھ جایئے۔
اور مقتولین مشرکین اور ان کے متبعین کے بارے میں آیت اُتاری:

ولو تری اذ یتوفی الذین کفروا الملائکة یضربون وجوھھم ۔ (سورۃ انفال: آیت ۵۰)

اگر آپ اس منظر کو دیکھ لیں جب فرشتے کافروں کو موت دیتے ہیں تو وہ ان کے مونہوں کے مارتے ہیں۔ الخ

یہ آیت اور آٹھ آیات اس کے بعد پڑھیے۔
نیز اللہ نے سرزنش کی تھی نبی کریم ﷺ کو اور دیگر اہل ایمان کو اس بات پر جو انہوں نے دلوں میں چھپائی تھی اور ناپسند کیا تھا اس کو جو کچھ انہوں نے عملاً کیا تھا۔ یہ کہ انہوں نے مشرکین کا خون قتل کر کے کیوں نہ بہایا۔ فرمایا:

ما کان لنبی ان یکون لہ اسری حتی یُثخِنَ فی الارض تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الاٰخرۃ۔ (سورۃ انفال: آیت ۶۷)

کسی نبی کے لئے یہ بات مناسب نہیں کہ اس کے پاس مشرک قید ہو کر آئیں (کہ وہ انہیں فدیہ لے کر چھوڑ دے) بلکہ ان کا خون بہائے زمین پر۔ تم لوگ متاع دنیا کے حصول کا ارادہ کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ تمہاری آخرت کی ضرورت کا خیال فرما رہا تھا۔

پھر اللہ نے پہلے سے اپنے نبی کے لئے اور اہلِ ایمان کے لئے غنیمتوں کا حلال کرنا ذکر کر دیا تھا کیونکہ وہ سابقہ اُمتوں میں حرام کر دی گئی تھیں۔ حضور ﷺ سے جو حدیث بیان کی جاتی تھی اس میں یہ بات مذکور تھی۔ واللہ اعلم۔
آپ ﷺ فرماتے تھے غنیمتیں ہم سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں کی گئی تھی اللہ نے ان کو ہمارے لئے پاکیزہ بنا دیا۔ چنانچہ غنیمتوں کو حلال کرنے کی بابت پہلے جو مذکور ہوا وہ اس طرح ہے:

لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم ۔ (سورۃ انفال: آیت ۶۸)

اگر نہ ہوتی یہ بات لکھی ہوئی اللہ کی طرف جو پہلے گذر چکی ہے تو تم نے جو (مال فدیہ کے طور پر) لیا ہے اس سے تمہارے اوپر عذاب آجاتا۔

یہ آیت اور اس کے بعد والی پڑھ لیں۔
اور جو آدمی قیدی ہوئے تھے انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگ مسلمان تھے اور ہم لوگ تو جبراً نکالے گئے تھے آپ کے مقابلے پر، تو ہم سے کس بات پر فدیہ لیا جاتا ہے۔ جو کچھ انہوں نے کہا تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یاایھا النبی قل لمن فی ایدیکم من الاسرٰی ان یعلم اللّٰہ فی قلوبکم خیرا یؤتکم خیرًا مما اُخذ مِنکُم و یغفرلکم و اللّٰہ غفور رحیم ۔ (سورۃ انفال : آیت۷۰)

اے نبی جو آپ کے ہاتھ میں قیدی ہیں ان سے کہہ دیجئے اگر اللہ تمہارے دلوں میں کوئی خیر جانتا تو وہ تمہیں اس سے بہتر خود عطا فرماتا جو تم سے لیا گیا۔ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

رسول اللہ کے لئے فدیہ لینے کو حلال کرنا .... (۳) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوجعفر محمد بن محمد بن عبداللہ بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعلاثہ محمد بن عمرو بن خالد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہمارے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے۔ اس نے قصۂ بدر ذکر کیا تھا اسی مفہوم میں جو ذکر کیا موسیٰ بن عتبہ نے، سوائے اس کے کہ اس نے مطعمین کا نام نہیں لیا اور ابوداؤد مازنی کا ذکر بھی نہیں کیا ابوالبختری کے قتل کے سلسلے میں۔ اور قیدیوں کے بارے میں فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے ان کا فدیہ لینا حلال کر دیا اور ان کے مال حلال کر دیئے اور قیدیوں نے کہا ہمارے لئے اللہ کے ہاں کوئی خیر و بھلائی نہیں ہے ہم قتل بھی کئے گئے ہیں اور قیدی بھی کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی اور ان کو خوش کیا :

یا ایھا النبی قل لمن فی ایدیکم من الاسرٰی ان یعلم اللّٰہ فی قلوبکم خیرا یؤتکم خیرًا مما اُخذ مِنکُم و یغفرلکم و اللّٰہ غفور رحیم ۔ و ان یریدوا خیانتک فقد خانوا اللّٰہ من قبل فا مکن منھم و اللّٰہ علیم حکیم ۔ (سورۃ انفال : آیت۷۰۔۷۱)

اے نبی آپ کہہ دیجئے ان قیدیوں سے جو آپ کے ہاتھ میں ہیں اگر اللہ تمہارے دلوں میں کوئی خیر محسوس کرتا تو وہ تمہیں اس سے بہتر عطا کرتا جو تم سے لیا گیا اور تمہیں بخش دیتا۔ وہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اگر وہ تیری خیانت کا ارادہ کریں تو (دل گیر ہونے کی ضرورت نہیں) وہ تو اللہ کی ہی پہلے خیانت کر چکے ہیں۔ اللہ ان سے بڑی قدرت والا ہے۔ اللہ علم و حکمت والا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لئے فدیہ لینا حلال کر دیا بسبب اس کے جو اُن کی خیانت ذکر کی گئی اور بسبب اس کے کہ انہوں نے آپ ﷺ کے خلاف قوم کی تعداد میں اضافہ کیا۔ اگر وہ چاہتے تو خود نکل کر اور مشرکین سے فرار ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آجاتے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :

ان الذین اٰمنوا و ھاجروا و جاھدوا فی سبیل اللّٰہ ۔ (سورۃ انفال : آیت۷۲)

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں۔ الخ

پوری آیت پڑھئے اور اس کے بعد والی تا آخر سورۃ تک۔

نیز اللہ تعالیٰ نے غنیمتوں کی تقسیم بیان کی اور فرمایا :

واعلموا انما غنمتم من شیءٍ فان للّٰہ خمسه وللرسول ولذی القربیٰ ۔ (سورۃ انفال : آیت۴۱)

جان لیجئے کہ تم جس جس کو بطور غنیمت لے آتے ہو بے شک اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کے واسطے ہے اور رسول کے لئے ہے اور قرابت داران رسول کے لئے ہے۔

نیز اللہ نے آیت نازل فرمائی ان لوگوں کے بارے میں جو اسلام کے دعویدار تھے اور بدر والے دن دشمن کے ساتھ مڈبھیڑ میں انہیں اذیت پہنچی تھی۔ نیز ان کے بارے میں جو مکے میں رہ گئے تھے جن کو وہاں سے نکلنے کی طاقت تھی، آیت نازل فرمائی :

بیشک وہ لوگ جن کو فرشتے وفات دیتے ہیں جن لوگوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا۔ وہ کہتے ہیں تم کس چیز میں تھے (یعنی ہمارا کیا قصور تھا)۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم زمین پر کمزور سمجھے جاتے تھے۔ الخ

یہ آیت پڑھئے اور اس کے بعد دو آیات بھی۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحٰق مزکی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن طرائفی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عثمان بن سعید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ صالح نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث پہنچی ہے معاویہ بن صالح سے، اس نے علی بن ابوطلحہ سے، اس نے ابن عباس سے اللہ کے اس قول کے بارے میں :

ان کنتم اٰمنتم باللّٰہ وما انزلنا علی عبدنا یوم الفرقان ۔ (سورۃ انفال : آیت ۴۱)

اگر تم اللہ کے ساتھ ایمان رکھتے ہو اور اس پر جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا ہے فرق کرنے والے دن۔

یعنی بدر والے دن کے فرق کے ساتھ وہ دن ہے جس دن اللہ نے حق اور باطل کے درمیان فرق کیا ہے۔ نیز اللہ کے اس قول کے بارے میں :

واذ یقول المنافقون والذین فی قلوبھم مرض غرھؤلاء دینھم ۔ (سورۃ انفال : آیت ۴۹)

جس وقت منافقوں نے کہا اور ان لوگوں نے جن کے دلوں میں مرض ہے کہ ان لوگوں کو ان کے دین نے دھوکے میں ڈال دیا ہے۔

کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب قوم کے لوگ ایک دوسرے کے قریب آ گئے تھے تو اللہ نے مشرکین کی نظروں میں مسلمانوں کو کم دکھایا تھا اور مشرکین کو مسلمانوں کی نظر میں قلیل دکھایا۔ مشرکین نے دیکھ کر کہا کہ یہ کیا ہیں؟ ان کو ان کے دین نے غرور میں ڈال دیا ہے۔ اور مسلمانوں نے مشرکین کے بارے میں یہی کہا کہ جن کو قتل کیا انہوں نے تو ان کی نظرں میں کم لگے اور مسلمانوں نے یہی گمان کیا کہ وہ عنقریب ان کو شکست دیں گے وہ اپنے دلوں میں بالکل شک نہیں کر رہے تھے۔ اسی بارے میں اللہ نے فرمایا :

ومن یتوکل علی اللّٰہ فان اللّٰہ عزیز حکیم ۔ (سورۃ انفال : آیت ۴۹)

جو شخص اللہ پر بھروسہ کرتا ہے بےشک اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

باب ۱۸

بدر میں جو اصحابِ رسول ﷺ شہید ہوئے اُن کی تعداد اور جو کفار مارے گئے اور جو قید ہوئے اُن کی تعداد

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی قاسم جوہری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن ابواویس نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم بن عتبہ نے موسیٰ بن عتبہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ بدر والے دن اصحابِ رسول ﷺ میں سے مسلمانوں میں سے قریش میں سے چھ افراد اور انصار میں سے آٹھ افراد شہید ہوئے۔ اور مشرکین میں سے بدر کے دن مارے گئے اُنچاس آدمی اور اُنتالیس آدمی قیدی بنائے گئے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۳۵۴)

اسی طرح اس کو ذکر کیا ہے ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے اس نے عروہ سے مسلمانوں کی شہادت کے بارے میں اور کفار کے مقتولین کے بارے میں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عمرو بن خالد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہمارے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن لہیعہ نے۔ اس نے مذکورہ حدیث کو ذکر کیا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یونس نے ابن اسحٰق سے، وہ کہتے ہیں کہ بدر والے دن مسلمانوں میں سے گیارہ آدمی شہید ہوئے تھے جن میں سے چار قریش میں سے تھے اور سات انصار میں سے اور مشرکین میں سے چالیس سے کچھ اوپر آدمی مارے گئے تھے۔

اور انہوں نے ایک دوسرے موقع پر کہا ہے اپنی کتاب میں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مشرکین میں سے قیدی چوالیس آدمی تھے اور اتنی ہی تعداد میں مقتولین تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۳۵۴۔۳۵۵)

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوصالح نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی لیث نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عقیل نے ابن شہاب سے کہ پہلا مقتول جنگِ بدر کے دن مسلمانوں میں سے مہجع عمر بن خطاب کا غلام تھا اور انصار میں سے ایک آدمی۔ اس دن مشرکین کو شکست ہوئی تھی اور ان میں سے ستر سے کچھ اوپر لوگ مارے گئے تھے اور اتنی ہی تعداد میں قیدی بنائے گئے تھے۔

اور اس کو روایت کیا ہے یونس بن یزید نے ابن شہاب سے، اس نے عروہ بن زبیر سے اور وہ زیادہ صحیح ہے۔ اس میں جو ہم نے روایت کیا ہے مشرکین کے مقتولین کی تعداد کے بارے میں اور قید ہونے کے بارے میں۔ پس حدیث براء بن عازب ایسی ہے کہ اس کا شاہد بھی موجود ہے اور وہ حدیث موصول ہے اور صحیح ہے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن سلیمان فقہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن اسحٰق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عمرو بن مرزوق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے زہیر بن معاویہ نے ابواسحٰق سے، اس نے براء سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تیر اندازوں پر امیر مقرر کیا تھا حضرت عبداللہ بن جبیر کو۔ فرمایا کہ یہ کوئی پچاس آدمی تھے ہم میں سے اُحد والے دن، ستر آدمی کام آئے اور نبی کریم ﷺ بھی موجود تھے اور صحابۂ کرام بھی۔ اور مشرکین میں سے بدر والے دن چالیس آدمی متاثر ہوئے جن میں سے ستر قیدی ہوئے اور ستر مارے گئے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن خالد سے اس نے زہیر سے۔ (فتح الباری ۷/۳۰۷)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ محمد بن عبداللہ زاہد اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن اسحٰق قاضی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابراہیم بن حمزہ نے، وہ کہتے ہیں کہ اسحٰق بن ابراہیم بن نسطاس نے، اس نے داؤد بن مغیرہ سے، اس نے سعد بن اسحٰق بن کعب بن عجرہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مقام روحاء میں تھے اچانک ان کے سامنے ایک اعرابی اُونچی جگہ سے نیچے اترا۔ اس نے کہا تم لوگ کون ہو؟ یا کہا کہاں جا رہے ہو؟ کہا گیا کہ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ۔ اس نے کہا میں تمہیں دیکھ رہا ہوں تم مفلوک الحال ہو (بدحال)۔ تمہارے پاس ہتھیار بھی بہت کم ہیں۔ ان لوگوں نے اس کو بتایا کہ ہم دو میں سے ایک بھلائی کا انتظار کر رہے ہیں یا تو ہم مارے جائیں گے اور جنت ملے گی یا ہم غالب آجائیں گے لہٰذا اللہ ہمارے جیتنے کو اور جنت کو دونوں کو جمع کر دے گا۔

اس شخص نے پوچھا کہ تمہارا نبی کہاں ہے؟ انہوں نے بتایا کہ وہ یہ رہے۔ اس نے کہا اے اللہ کے نبی میرے پاس اسلحہ نہیں ہے (یا میں نے گھر میں مشورہ نہیں کیا ہوا) میں وہ لے آؤں پھر میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جائیے اپنے گھر والوں کے پاس آپ وہ لے کر آ جائیے۔ تو رسول اللہ ﷺ بدر کی طرف روانہ ہو گئے اور وہ آدمی اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ پھر وہ اپنی حاجت سے فارغ ہو کر

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدر میں مل گیا۔ وہ لوگوں کی صفیں بنوار ہا تھا قتال کے لئے اور انہیں تیار کر رہا تھا۔ وہ ان کے ساتھ لوگوں میں داخل ہو گیا۔ لوگوں نے قتال شروع کر دیا او وہ ان لوگوں میں شمار ہو گیا جو شہید ہو گئے تھے جنہیں اللہ نے شہادت عطا کی تھی۔ رسول اللہ نے مشرکین کو جب شکست دی اور مؤمنوں کو فتح دی تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے آپ شہداء کے پاس سے گذرے عمر بن خطاب آپ کے ساتھ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ ہیں اے عمر آپ حدیث کو پسند کرتے ہو۔

بیشک شہداء سردار ہیں اور اشراف ہیں اور بادشاہ ہیں اور بے شک اے عمر یہ انہی میں سے ہیں۔

اسحٰق ابن ابراہیم بن نسطاس اور سب میں منفرد ہے۔ اس میں نظر ہے۔ یہ بخاری نے کہا ہے۔ (نسائی نے کہا ہے کہ یہ ضعیف ہے عقیلی نے ضعفاء میں شمار کیا ہے)۔ (المیزان ۱/۱۷۸۔۱۷۹)

(۷) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابویعلیٰ حمزہ بن محمد علوی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہاشم بن محمد عمری سے اولاد عمر بن علی سے، وہ کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے مدینے میں جمعہ کے دن فجر اور طلوع سورج کے درمیان شہداء کی قبروں کی زیارت کے لئے گئے، میں ان کے پیچھے چل رہا تھا۔ جب وہ قبرستان میں پہنچے تو انہوں نے اونچی آواز سے کہ السلام علیکم۔ بوجہ اس کے کہ تم نے صبر کیا۔ پس بہترین آخرت کا گھر ہے۔ کہتے ہیں کہ انہیں جوب دیا گیا تجھ پر بھی سلام ہو اے اللہ کے بندے۔ کہتے ہیں کہ میرے والد نے مڑ کر میری طرف دیکھا اور فرمایا کہ تم نے جواب دیا ہے۔ میں نے کہا نہیں تو۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور انہوں نے مجھے اپنے دائیں طرف کر لیا اس کے بعد انہوں نے ان پر سلام کیا پھر وہ شروع ہوئے۔ جونہی وہ ان پر سلام کرتے وہ لوگ ان پر جواب لوٹاتے۔ انہون نے تین بار ایسے کیا اس کے بعد وہ اللہ کا شکر کرنے کے لئے سجدے میں گر گئے۔

باب ۱۹

واقعہ بدر کی تاریخ کا ذکر

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن مؤمل بن حسن بن عیسیٰ نے، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی الفضل بن محمد بن مسیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی موسیٰ بن داؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا مالک بن انس سے، وہ کہتے ہیں کہ واقعہ بدر رسول اللہ ﷺ کے ڈیڑھ سال بعد ہوا تھا۔

میں کہتا ہوں کہ اسی پر دلالت کرتی ہے وہ روایت جو گزر چکی ہے سعید بن مسیب سے۔ ان کا یہ قول کہ قبلہ پھیر گیا تھا سولہ ماہ پورے ہونے پر نبی کریم ﷺ کے مدینہ میں آنے کے بعد اور یہ واقعہ بدر سے دو ماہ قبل پیش آیا ہے۔

رسول اللہ کے غزوات کی تعداد .... (۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی احمد بن خلیل بغدادی نے نیشاپوری میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسین بن محمد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شیبان نے قتادہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جہاد کئے نبی کریم ﷺ نے انیس (۱۹) غزوات میں، ان میں یوم بدر بھی واقع ہوا تھا۔ اس دن اصحاب رسول تین سو اور دس سے کچھ زیادہ آدمی تھے اور مشرکین اس دن پچاس کم ایک ہزار تھے (ساڑھے نوسو)۔ یہ واقعہ رمضان میں سترہ رمضان کی رات کی صبح کے وقت ہوا تھا جب سترہ راتیں گزر چکی تھیں رمضان کی جمعہ دن ہجرت کے بعد اٹھارہ ماہ کے بعد یا جو کچھ اللہ نے چاہا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے ، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یونس بن بکیر نے قرہ بن خالد سے ، وہ کہتے ہیں میں نے پوچھا عبدالرحمٰن بن قاسم سے لیلۃ القدر کے بارے میں انہوں نے کہا حضرت زید ثابت تعظیم کرتے تھے ستائیسویں شب کی اور کہتے تھے یہی واقعہ بدر تھا ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یونس بن بکیر نے اسباط بن نصر سے ، اس نے اسماعیل بن عبدالرحمٰن سے ، وہ کہتے ہیں کہ یوم بدر جمعہ کے دن تھا۔ سترہ رمضان کو۔ سیرۃ ابن ہشام ۲۶۶/۲)

فرماتے ہیں ، اور ہمیں خبر دی یونس بن بکیر ابن اسحاق سے ، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابوجعفر محمد بن علی نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ مشرکین کے ساتھ ٹکرائے تھے یوم بدر میں جمعہ کے دن صبح سترہ رمضان کو۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے ، ان کو خبر دی یعقوب بن سفیان نے ، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی اصبغ بن فرج نے ، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی وہب نے یونس سے ، اس نے ابن شہاب سے ، اس نے عروہ بن زبیر سے ، وہ کہتے ہیں کہ پہلا میدان جنگ جس میں رسول اللہ ﷺ خود بنفسہ موجود تھے وہ یوم بدر تھا۔ اس دن مشرکین کا سردار عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس تھا۔ وہ لوگ باہم ٹکرائے تھے بدر میں جمعہ کے دن سترہ راتیں رمضان کی گزر چکی تھیں۔ اس دن اصحاب رسول تین سو اور دس سے کچھ اُوپر تھے۔ اور مشرکین ایک ہزار یا نوسو کے درمیان تھے۔ وہ دن یوم الفرقان فرق کرنے والا دن ، اس دن اللہ نے حق اور باطل کا فرق کیا تھا۔ اور پہلا مقتول جو مسلمانوں میں سے مارا گیا وہ مھجع مولیٰ عمر بن خطاب تھا۔ اور ایک آدمی انصار میں سے۔

اس میں مشرکین شکست کھا گئے تھے۔ ان میں سے اس دن ستر سے زیادہ افراد مارے گئے تھے اور اتنے ہی قید کئے گئے تھے۔

اللہ نے آیت اُتاری :

ولقد نصركم الله ببدر وانتم اذلة ۔ (سورۂ آل عمران : آیت ۱۲۳)

البتہ تحقیق اللہ نے تمہاری مدد کی بدر میں حالانکہ تم کمزور تھے۔ (آخر آیت تک پڑھیں)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوالحسین نے بن یعقوب نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن اسحاق بن ابراہیم نے ، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی قتیبہ بن سعید نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی جریر نے اعمش سے ، اس نے ابراہیم سے ، اس نے اسود سے ، اس نے عبداللہ سے لیلۃ القدر کے بارے میں ۔ فرمایا کہ اس کو تلاش کرو اس وقت جب اکیس راتیں باقی ہوں ، اس کی صبح یوم بدر بنا ہے۔ (مستدرک للحاکم ۲۰/۳)

اسی طرح کہا ہے عبداللہ بن مسعود نے اور مشہور یہ ہے کہ اہل مغازی کے نزدیک کہ یہ (یوم بدر) سترہ راتیں گزرنے کے بعد تھا ماہ رمضان میں۔ واللہ اعلم (ابراہیم کی روایت میں ہے)

اور اس کو روایت کیا ہے عبدالرحمٰن بن اسود نے اپنے والد سے ، اس نے ابن مسعود سے ، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ شب قدر کو تلاش کرو رمضان کی ستائیسویں رات میں اور اکیسویں رات میں اور تیئیسویں رات میں ۔ (ابوداؤد ۔ کتاب الصلوٰۃ)

اور زید بن ارقم سے روایت کی گئی ہے کہ ان سے پوچھا گیا تھا لیلۃ القدر کے بارے میں ۔ انہوں نے کہا کہ انیسویں رات ہے شک نہیں کیا جائے گا۔ اور فرمایا کہ یوم الفرقان وہ دن ہے جس دن دو جماعتیں باہم ٹکرائیں تھیں اور مشہور اس کے ماسوا یہ ہے کہ مغازی سترہ راتیں گزرنے کے بعد تھا ماہ رمضان سے۔ واللہ اعلم

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابو عمرو نے دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوزرعہ دمشقی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی سعید بن سلیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی خالد بن عبداللہ نے عمرو بن یحییٰ سے، اس نے نصر بن عبداللہ بن زنریہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے عامر بن ربیعہ سے کہا کہ جنگ بدر رمضان کی سترہ کی صبح کو ہوئی تھی۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو بن سماک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حنبل بن اسحاق نے، ان کو ابونعیم نے، ان کو عمرو بن عثمان نے، انہوں نے سُنا موسیٰ بن طلحہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ابوایوب انصاری سے یوم بدر کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ یا تو سترہ گزر چکی تھیں یا گیارہ باقی رہ گئی تھیں یا انیس باقی رہ گئی تھی۔

باب ۲۰

حضرت زید بن حارثہ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ کی فتح بدر کی خوشخبری لے کر اہل مدینہ کے پاس آمد اس کے بعد غنیمتیں اور قیدیوں کو ساتھ لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آمد اور نجاشی کو جب فتح کی خبر پہنچی تو اس نے کیا کہا؟

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن مقری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یوسف بن یعقوب نے، ان کو خبر دی محمد بن ابوبکر نے، ان کو خبر دی عمرو بن عاصم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حماد بن سلمہ نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اسامہ بن زید سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ عثمان بن عفان کو اپنے پیچھے چھوڑ کر گئے تھے اور اسامہ بن زید کو ایام بدر میں رقیہ بنت رسول کی تیمارداری کرنے کے لئے۔ لہٰذا حضرت زید بن حارثہ کہ اونٹنی عضباء پر سوار ہو کر فتح کی بشارت لے کر مدینہ میں آئے تھے۔ اسامہ نے کہا کہ میں نے شور سُنا، لہٰذا باہر نکل کر آیا تو دیکھا کہ زید ہی ہیں جو بشارت لے کر آئے ہوئے ہیں۔ اللہ کی قسم میں نے تصدیق نہیں کی یہاں تک کہ میں نے قیدی دیکھ لئے۔ حضور ﷺ نے عثمان کے لئے بھی غنیمتوں میں سے حصہ نکالا تھا۔

(تاریخ ابن کثیر ۳/۳۰۴۔ مستدرک للحاکم ۳/۲۱۷۔۲۱۸)

اللہ کا رسول ﷺ کو راضی کرنا .... (۲) وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسین بن جہم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسین بن فرج نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی واقدی نے، وہ کہتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر سے واپس لوٹتے ہوئے عصر کی نماز پڑھائی تھی مقام اثیل میں۔ آپ جب ایک رکعت پڑھا چکے تو آپ مسکرا دیئے۔ جب آپ سے آپ کے مسکرانے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا، میرے پاس میکائیل علیہ السلام گزرے، اس کے دونوں پروں پر غبار تھا۔ وہ مجھے دیکھ کر مسکرائے اور انہوں نے کہا کہ میں قوم کی تلاش میں تھا اور ان کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے جب آپ فارغ ہو گئے اہل بدر کے قتال سے وہ اپنے گھوڑے پر تھے باندی ہوئی پیشانی والے پر اس کی پیشانی کے بالوں کو غبار نے چھپا رکھا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ اے محمد ﷺ بے شک میرے ربّ نے آپ کی طرف بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ سے علیحدہ نہ ہوں یہاں تک کہ آپ خوش ہو جائیں، کیا آپ اب راضی ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جی ہاں۔ اور انہوں نے کہا حضور کے پاس زید بن حارثہ اور

عبداللہ بن رواحہ حاضر ہوئے مقام اثیل سے وہ آئے تھے اتوار کے دن چاشت کے وقت۔ اور عبداللہ بن رواحہ جدا ہو گئے تھے اور زید بن حارثہ سے مقام عقیق میں۔ چنانچہ عبداللہ بن رواحہ اپنی سواری پر رہتے ہوئے منادی کر رہے تھے، اے انصار کی جماعت خوش ہو جاؤ کہ رسول اللہ ﷺ زندہ سلامت ہیں اور مشرکین مارے جا چکے ہیں اور کچھ قیدی ہو گئے ہیں اور ربیعہ کے دونوں بیٹے قتل ہو گئے ہیں اور حجاج کے دونوں بیٹے بھی اور ابو جہل بھی اور زمعہ بن اسود بھی مارا جا چکا ہے اور اُمیہ بن خلف بھی۔ اور سہیل بن عمرو قیدی ہو گیا ہے۔

عاصم بن عدی کہتے ہیں کہ اس کے پاس کھڑا ہوا اور میں نے اس کی طرف التفات کیا اور میں نے کہا کہ یہ سچ ہے آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں اے ابن رواحہ؟ اس نے کہا، جی ہاں اللہ کی قسم ہے۔ اور صبح انشاء اللہ رسول اللہ ﷺ قیدیوں کو لے کر آ جائیں گے، قیدی جکڑے ہوئے ہوں گے۔ اس کے بعد ابن رواحہ انصاری کے گھروں میں ایک ایک گھر میں گئے اور جا کر سب کو بشارتیں دیں اور لڑکے اس کے ساتھ مل کر شور کر رہے تھے کہ ابو جہل فاسق قتل ہو گیا ہے، یہاں تک کہ بنو اُمیہ بن زید تک پہنچے اور زید بن حارثہ نبی کریم ﷺ کی اُونٹنی پر آئے۔ اور وہ بھی مدینہ والوں کو خوشخبری دینے لگے۔ اور جب المصلی آیا اور وہ اپنی سواری پر چیخا عقبہ قتل ہو گیا ہے۔ شیبہ قتل ہو گیا ہے۔ ربیعہ کے دونوں بیٹے اور حجاج کے دونوں بیٹے اور ابو جہل اور ابو البختری اور زمعہ بن اسود اور اُمیہ بن خلف قتل ہو گئے ہیں اور سہیل بن عمرو قیدی ہو گیا ہے اور ذوالانیاب بہت سے قیدیوں کے ساتھ قیدی ہیں۔ لوگ زید بن حارثہ کی تصدیق کرنے سے گریز کرنے لگے اور کہنے لگے کہ نہیں آیا زید مگر شکست خوردہ حتیٰ کہ سلمان ناراض ہونے لگے اور خوف زدہ ہو گئے۔ زید اس وقت پہنچے جب لوگ رقیہ بنت رسول کو بقیع میں دفن کر کے مٹی اُوپر ڈال رہے تھے۔

منافقین میں سے ایک آدمی نے اسامہ بن زید سے کہا، تمہارے صاحب (محمد ﷺ) قتل ہو چکے ہیں اور ان کے اصحاب بھی۔ اور منافقین میں سے ایک آدمی نے ابولباب بن عبدالمنذر سے کہا، تمہارے اصحاب علیحدہ علیحدہ ہو گئے ہیں ایسا تفرقہ ان میں پڑ گیا ہے کہ اس کے بعد وہ ہمیشہ کے لئے کبھی بھی اکٹھے نہیں ہو سکیں گے۔ اور محمد (ﷺ) کے بڑے بڑے اصحاب قتل ہو گئے ہیں اور محمد (ﷺ) قتل ہو گئے ہیں ان کی اُونٹنی یہ رہی ہم اسے پہچانتے ہیں۔ باقی رہے یہ زید تو یہ بچارے خوف کے مارے نہیں سمجھ رہے ہیں کہ کیا کہہ رہے ہیں، یہ خود ناکارہ ہو کر آئے ہیں۔ ادھر ابولبابہ نے اس کو جواب دیا، اللہ تعالیٰ تیری بات کو جھوٹا کریں گے، یہودیوں نے کہا زید ناکام لوٹے ہیں۔

اسامہ بن زید کہتے ہیں کہ میں اکیلے میں اپنے باپ کے پاس آیا اور میں نے کہا، اے ابا جان! کیا یہ سچ ہے آپ جو کہہ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا، جی ہاں سچ ہے اللہ کی قسم اے بیٹے۔ چنانچہ میرا دل مضبوط ہوا۔ لہٰذا میں اس منافق کے پاس گیا، میں نے کہا آپ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اور مسلمانوں کے بارے میں ڈرا رہے تھے اللہ کی قسم ہم تجھے رسول اللہ ﷺ کے آگے پیش کریں گے وہ جب آ جائیں گے، وہ تیری گردن مار دیں گے۔ اس نے کہا اے ابو محمد وہ تو ایک ایسی بات تھی جو میں نے لوگوں سے سُنی تھی۔ کہتے ہیں قیدی لائے گئے اور ان کی نگرانی شقر غلام رسول کر رہے تھے، وہ انچاس آدمی تھے جو شمار کئے گئے تھے جبکہ وہ درحقیقت ستر آدمی تھے متفقہ طور پر، اس میں شک نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان پر عامل بنایا تھا شقران غلام نبی کو۔

کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ابن ابو سرہ نے عبداللہ بن ابو سفیان سے جو کہ مولیٰ ابن احمد سے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو اسید بن مضیب ملے اور کہتے ہیں یا رسول اللہ اللہ کا شکر ہے جس نے آپ کو کامیابی دی اور آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا۔ اللہ کی قسم اے اللہ کے رسول! میرا بدر سے پیچھے رہنا صرف اس وجہ سے تھا کہ میں یہ نہیں سمجھتا تھا کہ آپ دشمن سے ٹکرائیں بلکہ میرا خیال تھا کہ بس آپ قافلے کے پیچھے گئے ہیں۔ اگر میں سمجھتا کہ آپ کا ٹکراؤ دشمن سے ہوگا تو میں پیچھے ہرگز نہ رہتا بلکہ آپ کے ساتھ ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو۔ (مغازی الواقدی ۱/۱۲۰۔۱۲۱)

اس کے بعد واقدی نے ذکر کیا ہے کہ نجاشی نے کیا کیا تھا۔ (مغازی الواقدی ۱/۱۲۰۔۱۲۱)

ارض حبشہ پر جب اس کو قریش کے سرداروں کے قتل ہو جانے کی خبر پہنچی تھی اور ہم نے اس کو لکھا ہے دوسری اسناد کے ساتھ۔

نجاشی کی زبان سے مسلمانوں کو خوشخبری ملنا .... (۳) ہمیں خبر دی احمد بن سلیمان فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن ابوالدنیا نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی حمزہ بن عداس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدان بن عثمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن مبارک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں عبدالرحمٰن بن یزید نے جابر سے، اس نے عبدالرحمٰن سے جو کہ اہل صنعآء کا آدمی ہے، وہ کہتا ہے کہ نجاشی نے ایک دن جعفر بن ابوطالب اور اس کے اصحاب کی طرف بندہ بھیجا۔ وہ لوگ اس کے پاس پہنچے تو وہ ایک گھر میں تھا، اس پر دو پرانے کپڑے تھے، وہ مٹی پر بیٹھا ہوا تھا۔

جعفر کہتے ہیں ہم اس سے ڈر گئے ہم نے جب اس کو اس حالت میں دیکھا۔ اس نے کہا جب ہمارے چہروں پر خاص پریشانی کی کیفیت دیکھی تو اس نے کہا کہ میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں اس بات کی جو تمہیں خوش کر دے گی، بے شک میرا جاسوس تم لوگوں کی سرزمین سے واپس آیا ہے۔ اس نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ نے تحقیق اپنے نبی کی نصرت کی ہے اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کیا ہے۔ اور فلاں فلاں قیدی ہو گئے ہیں اور فلاں فلاں قتل ہو گئے ہیں وادی میں، ان دونوں کا مقابلہ ہوا ہے جس کو بدر کہتے ہیں، جس میں پیلو کے درخت زیادہ ہیں گویا کہ میں اس وادی کو دیکھ رہا ہوں میں وہاں پر اپنے سردار کی جو بنو حمزہ میں تھا اس کے وہاں پر اونٹ چرایا کرتا تھا ....

جعفر بن ابوطالب نے نجاشی سے کہا آپ کو کیا ہوا آپ مٹی پر بیٹھے ہوئے ہیں آپ کے نیچے بچھانے کی چیز بھی نہیں ہے اور آپ نے یہ پرانے کپڑے لپیٹ رکھے ہیں۔ نجاشی نے کہا کہ ہم اس کتاب میں جو اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام پر اُتاری ہے ہم یہ بات پاتے ہیں کہ اللہ کے بندوں پر لازم ہے کہ جب اللہ ان پر کوئی نئی نعمت پیدا کرے ان کے لئے تو وہ تحدیث نعمت کے طور پر تواضع اور عاجزی اختیار کریں۔ جب اللہ نے مجھے اپنے نبی کی مدد و نصرت کی خبر دی ہے تو میں اپنی تواضع اور عاجزی پیش کروں۔ (تاریخ ابن کثیر ۳/ ۲۰۷-۲۰۸۔ سیرۃ الشامیہ ۴/ ۱۰۴)

باب ۲۱

رسول اللہ ﷺ نے غنیمتوں کے بارے میں اور قیدیوں کے بارے میں کیا کیا؟

اور اس بارے میں آپ نے جو خبر دی تھی بس ایسے ہی ہوا جیسے فرمایا تھا

اور اس بارے میں آثار نبوت

(۱) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد اودباری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن محمد بکر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوداؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی وہب بن بقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی خالد نے داؤد سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر والے دن فرمایا تھا، جو شخص ایسا کام کرے گا اس کے لئے اتنی غنیمت ہوگی۔ کہتے ہیں نوجوان آگے بڑھے اور بزرگوں نے جھنڈے اُٹھائے ہوئے تھے وہ ان سے الگ نہ ہوئے۔ جب اللہ نے ان کو فتح دی تو بزرگوں نے کہا تم کہ ہمارے معاون رہے اگر ہم لوگ شکست کھا جاتے تو تم ہماری طرف ہی بھاگتے۔ لہٰذا تم لوگ ہی غنیمتیں نہ لے جاؤ کہ باقی رہ جائیں (یعنی ہم محروم نہ رہ جائیں)۔ مگر نوجوان نہ مانے اور وہ کہنے لگے کہ غنیمتیں تو رسول اللہ نے ہمارے لئے مقرر کر دی تھیں۔

اس موقع پر اللہ نے یہ آیت اُتاری:

يسئلونك عن الانفال قل الانفال لله وللرسول ـ فاتقوا الله واصلحوا ذات بينكم ـ تا ـ كما اخرجك ربك من بيتك بالحق وان فريقا من المؤمنين لكارهون ـ (سورۃ الانفال : آیت ۵)

اے پیغمبر! آپ سے یہ لوگ غنیمتوں کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ فرمادیجئے کہ غنیمتوں کے مال اللہ اور اس کے رسول کے ہیں۔ تم لوگ اللہ سے ڈرو اور آپس میں اصلاح یعنی صلح رکھو لمبی تفصیل اس مقام تک اُتری) کہ جیسے اے نبی! آپ کو آپ کے ربّ نے آپ کے گھر سے نکالا حق کے ساتھ۔ حالانکہ کئی اہل ایمان اس کو ناپسند کر رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ یہ فرمار ہے ہیں کہ حالانکہ بدر میں جانا ان کے حق میں بہتر تھا۔ لہٰذا تم لوگ اسی طرح میری اطاعت کرو، بے شک میں زیادہ جانتا ہوں تم سے اس کے انجام کو۔ (ابوداؤد۔ کتاب الجہاد۔ الحدیث ص ۲۷۳۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوداؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہارون بن محمد بن بکار بن بلال نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یزید بن خالد بن موہب ہمدانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہیں خبر دی یحییٰ بن ابوزائد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی داؤد نے اس حدیث کی اس کے اسناد کے ساتھ، وہ کہتے ہیں لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے (غنیمتیں برابر تقسیم کر دیں۔ اور حدیث خالد زیادہ مکمل ہے۔ (ابوداؤد ۳/۷۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین سُلمی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن ابراہیم بن عبدہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی جعفر بن محمد بن حسین نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے اور ابوبکر بن محمد بن ابراہیم فارسی نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابوعمر بن مطر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابراہیم بن علی ذہلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یحییٰ بن یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالرحمٰن بن ابوالزناد نے اپنے والد سے، اس نے عبید اللہ بن عبداللہ سے، اس نے ابن عباس سے یہ کہ نبی کریم اپنی تلوار ذوالفقار بدر والے دن غنیمت میں حاصل کی تھی۔ (الترمذی۔ کتاب السیر۔ باب فی النفل)

حضرت عمر کی رائے کی تائید میں قرآن کا اُترنا

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی صفار نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن یونس ضبی نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل احمد جرجانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابویعلی نے، ان دونوں نے کہا ہمیں خبر دی زہیر بن حرب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عمر بن یونس نے حنفی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عکرمہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابوزمیل نے، اور سماک خلف نے مجھے حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن عباس نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عمر بن خطاب نے، فرماتے ہیں جب یوم بدر ہوا، انہوں نے پورا واقعہ ذکر کیا ہے۔ ابوزمیل نے کہا کہ ابن عباس نے کہا ہے جب انہوں نے قیدیوں کو قید کیا تو رسول اللہ نے فرمایا، اے ابوبکر، اے علی تم لوگ ان قیدیوں کے بارے میں کیا مشورہ دیتے ہو۔ ابوبکر نے کہا، اے اللہ کے نبی! یہ لوگ چچازاد ہیں اور خاندان کے لوگ ہیں میری رائے ہے کہ آپ ان سے فدیہ لے کر چھوڑ دیں ہمارے لئے کفار پر غلبہ بھی ہوجائے گا اور قریب ہے کہ اللہ ان کو اسلام کی طرف ہدایت دے دے۔ رسول اللہ نے فرمایا، آپ کا کیا خیال ہے اے ابن خطاب؟ میں نے کہا نہیں، اللہ کی قسم یارسول اللہ میری وہ رائے نہیں ہے جو ابوبکر کی ہے۔ بلکہ میری تو رائے ہے کہ آپ ہمیں اجازت دیں ہم خود ان کی گردنیں ماردیں۔ علی کو اختیار دیں وہ عقیل کی گردن مارے، مجھے فلاں فلاں کے بارے میں اختیار دیں میں ان کی گردن ماردوں گا۔ یہ کفر کے سرغنہ ہیں اور سردار ہیں۔ رسول اللہ نے ابوبکر کی رائے کو پسند کیا اور میری رائے کو پسند نہیں کیا۔

جب صبح ہوئی تو میں آیا تو رسول ﷺ اور ابوبکر دونوں بیٹھے رو رہے ہیں۔ میں نے کہا یارسول اللہ مجھے بتائیں کیوں رو رہے ہیں آپ بھی اور آپ کے دوست بھی، اگر میں رونے کی بات پاؤں گا تو میں بھی روؤں گا۔ اور اگر میں رونے کی بات نہیں پاؤں گا تو پھر بھی دونوں کی وجہ سے تکلفاً کوشش کر کے روؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اس بات کی وجہ سے رو رہا ہوں جو پیش آتی ہے تیرے اصحاب پر ان کا فدیہ لینے کی بابت۔ اللہ تحقیق سامنے آگیا تھا ان کی وجہ سے عذاب جو کہ اس درخت سے بھی قریب تھا (اس درخت کے بارے میں جو نبی کریم کے قریب کھڑا تھا)۔

اللہ نے یہ آیت اُتاری ہے :

ما کان لنبی ان یکون له اسریٰ حتی یثخن فی الارض ۔ تا ۔ فکلوا مما غنمتم حلالا طیبا ۔

(سورہ الانفال : آیت ۶۷۔۶۹)

کسی نبی کے لئے یہ بات درست نہیں ہے کہ اس کے پاس قیدی ہوں (پھر وہ ان سے فدیہ لے لے)۔ یہاں تک کہ زمین پر ان کا خون بہائے۔ اس قول تک کہ کھاؤ اس میں سے جو تم نے غنیمت حاصل کی ہے اس حال میں کہ حلال ہے پاکیزہ (اس طرح) اللہ نے غنیمت کو ان کے لئے حلال فرما دیا۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں زہیر بن حرب سے۔ (مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر، باب امداد الملائکہ۔ الحدیث ص ۸۵)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوذکریا عنبری نے، ان کو محمد بن عبدالسلام نے، ان کو خبر دی اسحاق بن ابراہیم نے، ان کو خبر دی جریر نے اعمش سے، اس نے عمرو بن مرہ سے، اس نے ابوعبید بن عبداللہ سے، اس نے اپنے والد سے۔ اس نے کہا کہ جب یوم بدر ہو چکا تو رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگ ان قیدیوں کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو عبداللہ بن رواحہ نے کہا کہ آپ ایسی وادی میں ہیں جہاں لکڑیاں بہت ہیں آپ آگ جلوائیں اور ان کو اس میں ڈال دیں۔ عباس نے کہا کہ اللہ تیرے رحم و رشتے کو کاٹ ڈالے۔ عمر نے کہا یہ ان کے قائدین اور سردار ہیں جنہوں نے آپ سے قتال کیا ہے جنہوں نے آپ کی تکذیب کی ہے، آپ ان کی گردیں مار دیں۔ ابوبکر نے کہا آپ کا کعبہ قبلہ میں ایک قوم ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ کسی ضروری کام سے اندر چلے گئے تو ایک گروہ نے کہا بات وہ ہے جو عمر نے کہی ہے۔

کہتے ہیں اتنے میں حضور باہر تشریف لے آئے اور پوچھا کہ تم لوگوں نے کیا کہا ہے ان کے بارے میں؟ ان لوگوں کی مثال تو ان کے بھائیوں جیسی ہے جو پہلے گزر چکے ہیں یعنی پہلی اُمتوں جیسی ہے۔ ان کے نبیوں جیسی، مثلاً

نوح علیہ السلام نے فرمایا تھا:

رَبِّ لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا ۔ (سورہ نوح : آیت ۲۶)

اے میرے رب! دھرتی پر بسنے والا کوئی کافر زندہ نہ چھوڑ۔

اور موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا:

ربنا اطمس علی اموالهم و اشدد علی قلوبهم ۔ الآیة

اے ہمارے ربّ! ان (کافروں کے) مال مٹا دے (یعنی کچھ بھی نہ چھوڑ) اور ان کے دلوں پر سخت بندش فرما۔

اور ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا:

فمن تبعنی فانه منی و من عصانی فانك غفور رحیم ۔ (سورۂ ابراہیم : آیت ۳۶)

جو شخص میرا تابعدار ہے وہ مجھ سے ہے۔ اور جس نے میری نافرمانی کہ بس تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

اور عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا:

ان تعذبهم فانهم عبادك و ان تغفرلهم فانك انت العزیز الحکیم ۔

(سورۃ المائدہ : آیت ۱۱۸۔ مغازی الواقدی ۱/۱۱۰)

''اگر آپ ان کو عذاب دیں تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف کریں تو غالب ہے حکمت والا ہے''۔

اور آپ لوگ (اے صحابہ کرام) ایسی قوم ہو جن کے ساتھ تنگ دشمنی ضرورت مندی ہے۔ لہٰذا بس نہیں راضی ہوگا ان میں سے کوئی ایک میں، مگر یا تو فدیہ کے ساتھ یا گردن مارنے کے ساتھ۔

عبداللہ نے کہا میں نے کہا کہ سوائے سہیل بن بیضاء کے بے شک وہ قتل نہیں کیا جائے۔ تحقیق میں نے اس سے سُنا ہے کہ وہ اسلام کی بات کرتا ہے (یا کلمہ اسلام پڑھتا ہے) آپ خاموش ہو گئے۔ اس دن سے بڑھ کر میرے نزدیک کوئی زیادہ خوف کا دن نہیں تھا (مجھے خوف آ رہا تھا کہ) مجھ پر آسمان سے پتھر گرا دیا جائے آج کے دن۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کہ سہیل بن بیضاء کو قتل نہ کیا جائے۔

(الترمذی۔ کتاب الجہاد۔ باب المشورۃ ۴/۲۱۳)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور احمد بن حسن قاضی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد یعقوب نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابراہیم بن عرعرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ازہر نے، اس نے ابن عون سے، اس نے محمد سے اس نے عبیدہ سے، اس نے علی سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیدیوں کے بارے میں بدر کے دن، اگر تم لوگ چاہو تو ان کو قتل کر دو، اور اگر چاہو تو ان سے فدیہ لے کر چھوڑ دو اور فدیہ والے مال سے فائدہ اُٹھاؤ۔ تم میں سے شہید ہو گئے میں ان کی تعداد کے مطابق اور آخری آدمی ستر میں سے ثابت بن قیس تھا جو قتل کیا گیا تھا۔ جنگ یمامہ والے دن۔

اور ابن عرعرہ نے کہا کہ میں نے یہ روایت ازہر پر لوٹائی تو اس نے انکار کیا مگر یہ کہا کہ عبیدہ نے روایت کی ہے علی سے۔

اس روایت میں نبی کریم نے خبر دی ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کے بارے میں ان کے بارے میں جو ان سے شہید کیا جائے گا۔ لہٰذا واقعۃً ایسے ہی ہوا تھا جیسے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا۔

(۷) ہمیں خبر دی العیشی نے، ان کو سفیان بن حبیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شعبہ نے، ان کو ابوالعنبس نے ابوشعشاء سے، اس نے ابن عباس کہ نبی کریم ﷺ نے یوم بدر میں اہل جاہلیت کا فدیہ چار سو دینار مقرر کیا تھا۔ (ابوداؤد کتاب الجہاد۔ الحدیث ص ۲۶۹۱)

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یونس بن بکر نے اساط بن نصر سے، اس نے اسماعیل بن عبدالرحمٰن سے، وہ کہتے ہیں کہ اہل بدر کا فدیہ یعنی عباس، عقیل بن احنیہ اور نوفل ہر ایک کا فدیہ چار سو دینار تھا۔ (تاریخ ابن کثیر ۳/۳۰۰)

رسول اللہ کا اپنے چچا عباس کے لئے سفارش کرنا .... (۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے۔ ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو عباس بن عبداللہ بن معید نے، بعض اہل سے، اس نے عبداللہ بن عباس سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا بدر والے دن، بے شک میں نے پہچان لیا ہے کہ کچھ لوگ بنو ہاشم سے اور دیگر بھی جبراً ہمارے مقابلے میں کھڑے کئے گئے تھے۔ ورنہ ان کو ہمارے ساتھ قتال کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ تم میں سے جو شخص ملے کسی ایک سے بنو ہاشم میں سے اسے قتل نہ کرے۔ اور جو شخص ملے ابوالبختری بن ہشام کو وہ اس کو قتل نہ کرے، جو عباس بن عبدالمطلب کو ملے وہ بھی اس کو قتل نہ کرے کیونکہ وہ لوگ مجبور کر کے لائے گئے ہیں۔ ابوحذیفہ بن عتبہ نے کہا، کیا ہمارے باپ، ہمارے بھائی، ہمارے خاندان والے قتل ہوتے رہیں اور عباس کو پھر بھی چھوڑ دیا جائے؟ اللہ کی قسم اگر میں اس کو ملا تو میں اس کو تلوار سے اُڑا دوں گا۔

رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی، آپ نے عمر بن خطاب سے کہا کہ اے ابوحفص حضرت عمر کہتے ہیں کہ یہ پہلا دن تھا جس میں رسول اللہ ﷺ نے مجھے میری کنیت کے ساتھ پکارا تھا۔ فرمایا، کیا اللہ کے رسول کے چچا کے منہ پر تلواریں ماری جائیں گی؟ عمر نے کہا یا رسول اللہ اب مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن مار دیتا ہوں (جس نے ایسی بات کہی)۔ اللہ کی قسم یہ منافق ہو گیا ہے۔

ابوحذیفہ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں اس کلمے کو کہنے کے بعد جو میں نے کہہ تو دیا تھا (غصے میں) مگر میں ہمیشہ اس کی وجہ سے خوف کھاتا رہا کہ کہیں میرا ایمان خطرے میں نہ پڑ جائے۔ مگر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے کسی شئے کے ذریعے اس کو مٹا دے۔ لہٰذا ابوحذیفہ، جنگ یمامہ والے دن شہید ہو گئے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۶۹-۲۷۰)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ سوائے ان کے نہیں کہ رسول اللہ نے ابوالبختری کو قتل کرنے سے منع کیا تھا کیونکہ وہ مکے میں لوگوں کو رسول اللہ سے زیادتی کرنے سے منع کرتا تھا۔ اور خود بھی حضور ﷺ کو ایذا نہیں دیتا تھا اور نہیں اس سے حضور کو کوئی بات پہنچی تھی جس کو آپ ناپسند فرماتے۔ اس کے بعد ابن اسحاق نے بتایا کہ حضور نے اس کے قید کرنے کا قصہ ذکر کیا ہے یہاں تک کہ وہ قتل ہو گیا۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالعباس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی عباس بن عبداللہ بن سعید نے، اپنے بعض اہل سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ یوم بدر میں رسول اللہ ﷺ نے جب شام کی اور قیدی بیڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے تو رسول اللہ نے (ان کی تکلیف کا احساس کرتے ہوئے) پہلی رات خود بھی جاگ کر گزاری اور صحابہ نے بھی۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کو کیا ہوا آپ سوتے نہیں؟ ادھر حالت یہ تھی کہ انصار میں سے ایک آدمی نے عباس (چچائے رسول) کو قید کیا ہوا تھا جو بدر سے قید ہو کر آئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے (نہ سونے کی وجہ یہ بتائی کہ) اپنے چچا عباس کا رونا قید میں اور باندھنے اور جکڑنے کی حالت کا ان کانوں سے خود سن لیا ہے اس لئے میں سو نہیں سکتا۔ اس لئے ان کو اصحاب رسول نے کھول دیا حضور کی تکلیف دیکھ کر۔ (تاریخ ابن کثیر ۳/۲۹۹)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ پھر بدر کے اکثر قیدی عبد بن عبدالمطلب کے فدیہ ادا کرنے سے رہا ہوئے تھے۔ اس لئے کہ عباس آسودہ حال آدمی تھے، انہوں نے اپنا فدیہ ایک سو اوقیہ سونا بھی خود ادا کیا تھا۔ (سیرۃ الشامیہ ۴/۱۰۵)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن عتاب عبدی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن ابواویس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن ابراہیم نے بن عتبہ سے، ان کو موسیٰ بن عقبہ نے کہا ابن شہاب نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے انس بن مالک نے کہ کچھ لوگوں نے انصار میں سے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم لوگ اپنی بہن کے بیٹے عباس کا فدیہ چھوڑ دیں اور نہ لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، اللہ کی قسم تم لوگ فدیہ بالکل نہ چھوڑو ایک درہم بھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابن ابواویس سے۔ (فتح الباری ۵/۱۶۷)

موسیٰ بن عقبہ نے کہا اس اسناد میں جو ہم نے ذکر کیا ہے کہ ان لوگوں کا فدیہ چالیس اوقیہ سونا تھا اور ان کا فدیہ اس وقت لیا گیا تھا جب وہ مدینے میں لے جائے گئے تھے۔ اور ان کے فدیے ایک دوسرے سے کم زیادہ تھے۔

حضرت عباس کا اپنا اور بھتیجوں کا فدیہ دینا .... (۱۲) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو خبر دی یونس بن بکیر نے، ان کو اسحاق نے اس اسناد کے جو مذکور ہوئی ہے قصہ بدر میں۔ وہ روایت کرتے ہیں یزید بن رومان سے، اس نے عروہ سے، اس نے زہری سے اور ایک جماعت سے جن کا اس نے نام لیا ہے۔ انہوں نے اس قصے کو ذکر کیا ہے اور انہوں نے اس کے اندر کہا ہے کہ قریش نے رسول اللہ ﷺ کے پاس قیدیوں کے فدیہ کی مد میں کچھ بھیجا تھا۔ ہر قوم نے اپنے اسیر کا فدیہ اس چیز کے ساتھ یا اس قدر دیا تھا جس سے وہ خود راضی تھے یا خود پسند کیا تھا۔ عباس بن عبدالمطلب نے کہا تھا کہ یا رسول اللہ میں تو مسلمان تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ میں آپ کے مسلمان ہونے کو جانتا ہوں اگر بات ایسی ہے جیسی تم کہہ رہے ہو تو اللہ تمہیں اس کی جزا دے گا۔ مگر جو ظاہر کیفیت تھی ہمارے اوپر اس کے مطابق معاملہ کرنا لازم ہے۔ لہٰذا آپ اپنا اپنی ذات کا فدیہ دیجئے اور اپنے دو بھتیجوں کا بھی یعنی نوفل بن حرث بن عبدالمطلب کا اور عقیل بن ابوطالب بن عبدالمطلب اپنے حلیف کا یعنی عقبہ بن عمرو کا جو بھائی ہوتا ہے بنو حارث بن فہر کا۔

عباس نے کہا میرے پاس تو اتنی گنجائش نہیں ہے یا رسول اللہ ﷺ۔ حضور نے فرمایا کہ وہ مال کہاں ہے جو آپ نے اور آپ کی بیوی اُم فضل نے زمین میں دفن کر کے رکھا تھا۔ میں نے اُم فضل سے کہلایا تھا کہ اگر میں اس سفر میں جس میں قافلے کو بچانے یا مدد کے لئے جا رہا ہوں اگر اس میں مارا گیا تو یہ مال میرے بیٹوں فضل بن عباس، عبداللہ بن عباس، قثم بن عباس کا ہوگا۔

عباس نے حضور ﷺ سے کہا، اللہ کی قسم یا رسول اللہ! میں جانتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، یہ ایسی بات ہے جس کو میرے سوا کوئی نہیں جانتا تھا (یعنی میرے گھر میں)۔ میرے اور اُم فضل کے سوا۔ آپ میرے لئے یہی کچھ لے لیجئے، میرے پاس آپ کو دینے کے لئے

جو کچھ موجود ہے اور وہ ہے بیس اوقیہ مال۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ یہ تو وہ چیز ہے جو ہمیں اللہ نے عطا کی ہے تجھ سے۔ لہٰذا اس نے اپنی ذات کا فدیہ دیا اور اپنے دونوں بھتیجوں کا اور اپنے حلیف کا فدیہ دیا۔

اس بارے میں اللہ نے آیت نازل کی :

یا یھا النبی قل لمن فی ایدکم من الاسرٰی ان یعلم اللّٰہ فی قلوبکم خیرا یوتکم خیرا مما اُخذ منکم ویغفرلکم واللّٰہ غفور رحیم ۔(سورۃ الانفال : آیت ۷۰)

اے نبی! آپ ان قیدیوں کو کہہ دیجئے جو آپ کے ہاتھ میں ہیں اگر اللہ تمہارے دلوں میں خیر جانے گا تو تمہیں اس سے بہتر مال دے دے گا جو تم سے لیا گیا ہے۔ اور اللہ تمہیں بخش دے گا غفور و رحیم ہے۔

عباس کہتے ہیں کہ اللہ نے بیس اوقیہ کے بدلے میں اسلام میں مجھے بیس غلام عطا کئے تھے۔ وہ سب کے سب میرے ہاتھ میں ایک طرح کا مال تھے۔ اور اس کے ساتھ میں اللہ کی طرف سے اللہ کی مغفرت کی بھی امید رکھتا ہوں۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۹۹)

اور ابن اسحاق نے روایت کیا ہے ابونجیح سے، اس نے عطاء سے، اس نے ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں اس کی مثل جس کو ہم نے ذکر کیا ہے۔

(۱۳) ہمیں خبر دی ابوذکریا بن ابواسحاق قزکی نے، ان کو خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد طرائقی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عثمان بن سعید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن صالح نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی معاویہ بن صالح نے علی بن ابوطلحہ سے، اس نے ابن عباس سے اللہ کے اس فرمان کے بارے میں :

یا یھا النبی قل لمن فی ایدیکم من الاسرٰی ان یعلم اللّٰہ فی قلوبکم خیرا یؤتکم خیرا مما اخذ منکم ویغفرلکم واللّٰہ غفور رحیم ۔(سورۃ انفال : آیت ۷۰)

حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ عباس (ان کے والد حضور کے چچا) بدر والے دن قید ہو گئے تھے۔ انہوں نے چالیس اوقیہ سونا اپنے فدیہ کے طور پر دیا تھا۔ عباس نے کہا تھا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تھی اللہ نے ہمیں ہر وہ چیزیں عطا کی تھیں میں یہ پسند نہیں کروں گا ان کے بدلے میں مجھے پوری دنیا مل جائے۔ ایک تو یہ کہ میں بدر والے دن قیدی ہو گیا تھا اور میں نے اپنی ذات کا فدیہ خود ادا کیا تھا چالیس اوقیہ سونا لیکن اللہ نے مجھے پھر چالیس غلام دے دیئے تھے اور دوسرے یہ کہ میں مغفرت کی بھی امید کرتا ہوں اللہ نے اس کا ہمیں وعدہ دیا تھا۔

(البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۹۹۔ سبل الہدی ۴/۱۰۵)

(۱۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابواحمد محمد بن احمد شعیب المعدل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسد بن نوح نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ہشام بن یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن سعد نے، ان کو خبر دی علی بن عیسیٰ نوفلی نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ان کے چچا اسحاق بن عبداللہ بن حارث نے اپنے والد عبداللہ بن حارث بن نوفل سے، وہ کہتے ہیں کہ جب نوفل بن حارث بدر میں قیدی بن گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا تھا کہ تم اپنا فدیہ دوائے نوفل اپنے اس مال سے جو جدہ میں ہے۔ اس نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ چنانچہ اس نے اسی مال کے ساتھ اپنا فدیہ دیا تھا۔ لہٰذا وہ مال نفع دینے والا مال ثابت ہوا۔

اہل مغازی کے نزدیک مشہور ہے یہ ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے اس کا فدیہ بھی دیا تھا۔ تحقیق اس حدیث میں روایت کیا گیا ہے کہ نوفل نے اپنا فدیہ خود دیا تھا اس مال کے ساتھ جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی۔ (طبقات ابن سعد ۴/۴۳۔ سیرۃ الشامیہ ۴/۱۰۵)

☆☆☆

باب ۴۲

مکے خبر پہنچنا اور مدینے میں عمیر بن وہب کی نبی کریم ﷺ کے پاس آمد

اور اس کے بعد قباث بن رشیم کی آمد۔ اور اس میں دلائل نبوت آخر میں ابولہب کی عاقبت کیسے خراب ہوئی، اس کا بھیانک انجام

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے بطور املاء کے اور بطور قراءت کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمر احمد بن عبدالجبار عطاری نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسین بن عبداللہ بن عبداللہ بن عباس نے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابورافع نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ ال عباس تھے۔ ہم لوگ اسلام میں داخل ہو چکے تھے لیکن اپنے اسلام کو چھپائے پھرتے تھے اور میں عباس کا غلام تھا۔ میں پیالے بناتا تھا جب قریش بدر کے دن رسول اللہ ﷺ کی طرف مقابلے کے لئے روانہ ہوئے تو ہم لوگ وہاں کی خبروں کا انتظار کر رہے تھے۔ ہمارے پاس وہاں سے حیسمان خزاعی خبر لے کر پہنچا۔ ہم نے (اندرونی طور پر) اپنے دلوں میں قوت پائی اور ہمیں آنے والی خبر نے (کہ کفار کے سارے سردار اور سرغنے مارے گئے ہیں) ہمیں خوش کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ غالب آ گئے ہیں۔ اللہ کی قسم میں زم زم کے چھپر پر بیٹھا ہوا پیالے تراش رہا تھا یا گود رہا تھا۔ میرے پاس اُم فضل (زوجہ عباس) بیٹھی ہوئی تھی اور ہم لوگ آپس میں آہستہ آہستہ اسی خبر کا تذکرہ کر رہے تھے جو ہمیں پہنچی تھی رسول اللہ کے بارے میں۔

اتنے میں کہیں سے ابولہب خبیث ٹانگیں گھسیٹتا ہوا آ گیا۔ جب اس کو حضور کے غلبہ کی خبر پہنچی تھی اللہ نے رسوا اور ذلیل کر دیا اور اللہ نے اس کو منہ کے بل گرا دیا تھا اور آ کر حجر کی طنابوں پر بیٹھ گیا۔ لوگوں نے اس کو بتانا شروع کیا کہ ابوسفیان آ گیا ہے ابولہب نے اس سے کہا کہ میرے پاس آ ؤ اے بھتیجے میری بقاء کی قسم تیرے پاس تو اہم خبر ہے۔ وہ آیا اور آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے کہا کہ اے بھتیجے مجھے تو ان لوگوں کی کچھ خبر بتائیے۔ اس نے کہا کہ ٹھیک ہے بتاتا ہوں۔ اللہ کی قسم بات اور کچھ نہیں صرف یہ بات ہے کہ ہم لوگ اس قوم (مسلمانوں) سے ملے تھے۔ ایسے لگتا تھا جیسے کہ ہم نے اپنے کندھے ان کے حوالے کر دیئے ہیں وہ جہاں چاہتے تھے ہتھیار ہمارے پاس رکھ دیتے تھے (استعمال کرتے تھے)۔ اللہ کی قسم اس کے باوجود میں صرف انہیں لوگو (محمد اور اس کے اصحاب) کو الزام نہیں دوں گا بلکہ ہم لوگ کچھ ایسے مردوں سے بھی برد آزما ہوئے جو خوبصورت سفید جوان تھے وہ سفید اور سیاہ گھوڑے پر سوار تھے۔ اللہ کی قسم وہ تو کسی شئی کو باقی نہیں چھوڑتے تھے یہ بتا رہے تھے کہ کچھ بھی باقی نہیں بچا تھا (حضرت عباس کا غلام کہتا)۔ میں نے خیمے یا سائبان کے کونے سے آگے ہو کر کہا کہ اللہ کی قسم وہ فرشتے ہوں گے۔

کہتے ہیں کہ اتنے میں ابولہب نے اپنا ہاتھ اُٹھا کر مجھے زور سے منہ پر بُری طرح مار دیا، بے دھانی میں مجھے لگا تو بہت زور سے مگر میں نے بھی اس کو نہیں چھوڑا، میں نے اس کے اُوپر حملہ کر دیا مگر کمزور آدمی تھا اس نے مجھے اُٹھا کر زمین پر دے مارا اور گھٹنوں کے بل وہ میرے سینے پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور مجھے مارنے لگا۔

ادھر اُم فضل جو دیکھ رہی تھی اپنے غلام کو پٹتے ہوئے تو اس نے ایک بڑا ڈنڈا اُٹھا کر ابولہب کو مارنا شروع کر دیا کہ وہ مارتی جاتی تھی اور کہتی تھی کہ تم نے اس غلام کو اس لئے کمزور سمجھا ہے کہ اس کا مالک عباس یہاں موجود نہیں ہے۔ اس نے جو مارا اسے سر پر مارا، ایسا مارا کہ اس کا

سر پھاڑ دیا اسے بُری طرح زخم لگا بس وہ جلدی سے اپنا تہہ بند کا دامن اور کنارا گھسیٹتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔ اللہ نے اس کو عدسہ میں مبتلا کر دیا اسی مارسے (یہ ایک قاتل زخم ہوتا ہے طاعون کی طرح)۔

کہتے ہیں کہ اس زخم کے بعد ابولہب سات دن بھی زندہ نہ رہ سکا بس وہ ہلاک ہوگیا۔ اس کے بیٹوں نے تین دن تک اسے دفن نہ کیا جس سے وہ بدبو چھوڑ گیا۔ قریش اس زخم عدسہ سے خوف زدہ تھے اور بچتے رہتے تھے ایسے جیسے طاعون اور وباء کے ڈرتے تھے۔ ڈر کے مارے ابولہب کے مردار جثّے کے پاس بھی کوئی نہیں جارہا تھا۔ قریش کے ایک آدمی نے اس کے بیٹوں سے کہا کہ ہلاک ہوجاؤ تمہیں شرم نہیں آتی تمہارا باپ گھر میں سڑ رہا ہے بدبو ہورہی ہے تم اسے دفن نہیں کرتے۔ بیٹوں نے کہا کہ ہمیں اس زخم کے لگ جانے اور متعدی ہونے سے ڈر لگ رہا ہے، اس لئے اس کو ہاتھ نہیں لگا رہے۔ اس نے کہا چلو میں تمہاری مدد کرتا ہوں اس کام میں۔ اللہ کی قسم انہوں نے ابولہب کو نہ غسل دیا اس نہ کفن بس دور سے کھڑے ہو کر اس پر پانی پھینک دیا تھا اس کے قریب بھی نہیں گئے۔ پھر اسے اُٹھا کر بالائی مکہ کی طرف لے گئے تھے کسی قبرستان میں بھی دفن نہیں کیا بلکہ وہاں لے کر انہوں نے ایک دیوار کے ساتھ لگا دیا پھر اس پر پتھر پھینک کو اس کو چھپا دیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۳۰۱)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دشمنِ رسول کے اس بدترین انجام سے اپنی رحمت کے ساتھ محفوظ رکھے اور بچائے۔ آمین

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا تیزی سے گزرنا .... (۲) اور مروی ہے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن عباس ان عبداللہ بن زبیر نے، اس نے اپنے والد سے۔ اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ سیدہ عائشہ کا جب کبھی ابولہب کے پتھروں میں دبائے جانے کی اس جگہ سے گزر ہوتا تو آپ اچھی طرح اپنے آپ کو کپڑے سے لپیٹ کر اس منحوس جگہ سے گزر جاتی تھیں۔

رسول اللہ کو قتل کے ارادے آنے والے کا مسلمان ہو کر لوٹنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن عبداللہ بغدادی نے، ان کو خبر دی ابوعلامہ محمد بن عمرو بن نہالا نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن عتاب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی قاسم بن عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن ابو اویس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے کتاب المغازی میں، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینے کی طرف واپس لوٹے بدر سے اور ان کے ساتھ قیدی بھی تھے اور غنیمتیں بھی اور بدر میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے سرداروں کو قتل کروادیا تھا تو لوگ حضور ﷺ کو مقام روحاء میں آکر ملے تھے اور حضور کو مسلمان مبارک باد دینے لگے فتح کی اور ان سے ان مشرکین کے بارے میں پوچھنے لگے جو وہاں مارے گئے تھے۔ اس وقت سلمہ بن سلامہ نے کہا تھا جو بنوعبدالاشہل میں سے ایک تھے کہ ہم کسی ایک ایسے انسان کو قتل نہیں کیا جو کھاتا پیتا انسان ہو یا جس کی ہڈیوں میں گودا ہو جان ہو، ہم نے تو بس کچے بوڑھے لوگوں کو مارا ہے۔

پس رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے (یعنی ناراض ہوئے) اور ہمیشہ اس سے ابتداء میں اس کے ساتھ اعراض کرنے اور منہ پھیرنے والے کی طرح رہے۔ اس لئے کہ اس نے اعرابی سے جو نہ زیبا بات کی تھی جب آپ نے اس سے وہ بات خود سُن لی تھی۔ تو آپ نے اس کے لئے اس بات کو فحش اور نہ زیبا قرار دیا تھا یہاں تک کہ اس بات سے رجوع کیا یا جب وہ سامنے آیا آپ نے یہ بات بھی سُن لی تھی کہ ہم نے گنجی بوریوں کو قتل کیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے بھتیجے نہیں ایسی بات نہیں ہے بلکہ وہ لوگ ایک جماعت تھی سرداروں کی۔ جب مشرکین شکست خوردہ مکے واپس لوٹے اس صورت ۔ ۔ کہ اللہ نے قتل کر دیا تھا جس کو بھی قتل کروانا تھا ان میں سے تو عمر بن وہب جماحی آیا اور وہ صفوان بن اُمیہ کے پاس بیٹھا حجر اسود کے پاس۔ آپ کی زندگی تو انتہائی قبیح اور بدمزہ ہوگئی بدر میں قتل ہونے والوں کی وجہ سے۔ اس نے کہا، جی ہاں ایسے ہی آپ ان کے قتل ہو جانے کے بعد زندگی میں کوئی چیز بھلا باقی نہیں رہی۔

اگر میرے اُوپر قرضہ ہوتا جس کی روانگی کی کوئی صورت نظر نہ آئی اور اگر میرا ایمان نہ ہوتا جن کے لئے میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے (کما کر ہی کھلانا پڑتا ہے) تو میں سفر کرتا محمد کی طرف اور جا کر اس کو قتل کر آتا۔ اگر میری آنکھ اس سے بھر جاتی، میرے پاس اس بارے میں ایک عذر و بہانہ ہے، میں اس کو آگے رکھتا۔ میں کہتا کہ یہاں پر میرا بیٹا قید ہے میں اسی کو ملنے آیا ہوں۔ لہٰذا صفوان اس کی بات سُن کر خوش ہو گیا اور اس نے اس سے کہا کہ تیرا قرضہ میرے ذمہ ہے باقی رہا تیرا بیٹا تو ان کا معاملہ بھی میرے عیال والا ہوگا۔ نفقہ خرچہ میں، ایسا نہیں ہوگا کہ میرے پاس ایک موجود اور ان کو نہ ملے (یعنی ان کے خرچے کی ذمہ داری میری ہے)۔

صفوان نے دو سواروں کا انتظام کیا، سامان سفر کیا اور اس نے عمیر کی تلوار کو صیقل کروایا اور اس کو نشان لگائے۔ اب عمیر نے صفوان سے کہا اور عمیر نے صفوان سے کہا کہ آپ مجھے کچھ دن چھپا لینا عمیر آیا یہاں تک کہ مدینے میں پہنچ گیا اور مسجد کے دروازے پر اُترا اور اس نے اپنی سواری باندھی اور تلوار سنبھالی اور رسول اللہ ﷺ کی طرف جانے اور پہنچنے کا ارادہ کر لیا مگر عمر بن خطاب نے اس کو دیکھ لیا وہ انصار کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور بدر کے وقوعہ کے بارے میں ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے اور اس میں اللہ کی نعمت کا تذکرہ کر رہے تھے۔ جب عمر نے اس کے پاس تلوار دیکھی تو گھبرا گئے اور کہنے لگے کہ تم لوگوں کے پاس کتا پہنچ گیا ہے، یہ اللہ کا دشمن جس نے ہمارے درمیان بدر میں فساد برپا کیا تھا اور ہمیں لوگوں سے لڑوایا تھا۔

اس کے بعد عمر اُٹھے اور اندر جا کر رسول اللہ کو بتایا کہ عمر بن وہب مسجد میں گھس آیا ہے اور اس نے تلوار لٹکائی ہوئی ہے اور وہ شخص فاجر دغاباز ہے۔ اے اللہ کے نبی آپ اس کو کسی شئی پر قدرت نہ دیں یا کسی طرح اس سے بے فکر نہ رہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اس کو اندر لے آؤ میرے پاس۔ عمر باہر آئے انہوں نے اپنے ساتھیوں کو بتایا اور ان سے کہا تم لوگ اندر چلو رسول اللہ کے پاس اور حضور کی حفاظت کرو عمیر سے جب وہ اندر جائے۔ پھر حضرت عمر اور عمیر دونوں اندر آئے رسول اللہ کے پاس پہنچ گئے اس وقت عمر کے پاس اس کی تلوار بھی تھی۔ حضور نے عمر سے کہا کہ آپ اس سے پیچھے رہو۔ جب عمیر رسول اللہ کے قریب ہوا، کہا کہ نعمو ضباحا (صبح صبح خوش رہو) یہ اہل جاہلیت کا سلام تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ اللہ نے تیرے سلام سے زیادہ عزت بخشی ہے اور اہل جنت والے سلام کو ہمارا سلام مقرر کر دیا ہے اور وہ اَلسَّلَامُ ہے۔ اس پر عمیر نے کہا تھا تیرا عہد اس کے ساتھ جدید ہے (یعنی ابھی ابھی آپ یہ سلام کرنے لگ گئے ہو ورنہ پہلے تو آپ وہی کہتے تھے)۔ اس پر رسول اللہ نے فرمایا، اللہ نے ہمیں اس سے بہتر بدل کر دیا ہے۔ اچھا عمیر تم بتاؤ کہ تمہیں کونسی چیز یہاں لے آئی ہے۔ اس نے کہا کہ میں اپنے قیدی کے لئے یہاں پر آیا ہوں جو تم لوگوں کے پاس ہے۔ تم لوگ ہمارے قیدیوں کے معاملے ہم سے فدیہ لے لو اور ان کو چھوڑ دو تم لوگ ہمارا کنبہ قبیلہ اور ہمارا خاندان ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ یہ تلوار آپ نے کیوں گردن میں لٹکا رکھی ہے؟ عمیر نے کہا کہ اللہ ان تلواروں کا بُرا کرے کیا ان تلواروں نے کبھی ہمیں کسی شئی کا کوئی فائدہ دیا ہے۔ بات کچھ نہیں ہے جب سواری سے اُترا ہوں تو اس کو بھول گیا ہوں گردن میں لٹکی رہ گئی ہے۔ میری بقاء کی قسم میرے لئے اس کے ساتھ عبرت و نصیحت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مجھے سچ سچ بتائیے آپ کو کونسی غرض لے کر آئی ہے؟ اس نے کہا کہ میں صرف اپنے قیدی کے بارے میں آیا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کہ آپ نے صفوان بن اُمیہ کے ساتھ حجر اسود کے پاس بیٹھ کر کیا شرط لگائی ہے۔ یہ سُن کر عمیر گھبرا گیا اور کہنے لگا کہ میں نے کیا شرط لگائی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تم نے میرے قتل کی ذمہ داری اُٹھائی ہے اس شرط پر کہ وہ تیرے اہل عیال کے خرچ کی ذمہ داری لے گا اور تیرے قرضے بھی ادا کرے گا (تم تو وہ منصوبہ پورا کرنے آئے ہوئے ہو)۔ مگر میرے اور تیرے درمیان اللہ تعالیٰ حائل ہے (اس نے وہ منصوبہ تیرا پورا نہیں ہونے دیا)۔ اتنے میں عمیر پسینہ پسینہ ہو گیا اور کہنے لگا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ ﷺ کے رسول ہیں۔

یارسول اللہ ہم لوگ آپ کی تکذیب کیا کرتے تھے وحی کے بارے میں اور جو کچھ آپ لائے ہیں آسمان سے۔ یہ بات کو آپ نے بتائی ہے یہی بات میرے اور صفوان کے مابین طے ہوئی تھی حجراسود میں جیسے رسول اللہ نے فرمائی ہے میرے اور اس کے سوا اس پر کسی کو اطلاع نہیں تھی مگر اللہ نے آپ کو خبر دے دی ہے۔ لہٰذا میں ایمان لایا ہوں اللہ پر اور اس کے رسول پر۔ اللہ کا شکر ہے اور اسی کی تعریف ہے جو مجھے اس راستے پر لے آئی ہے۔ اس پر مسلمان خوش ہو گئے جب اللہ نے اس کو ہدایت بخشی۔

ادھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جب عمیر آیا تھا تو مجھے خنزیر اس سے زیادہ پسند تھا (گویا کہ مجھے اس سے یعنی عمیر سے نفرت تھی)۔ مگر وہ آج میرے بعض بیٹوں سے بھی زیادہ پیارا لگ رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے عمیر آپ بیٹھیے ہم آپ کے ساتھ ہمدردی کرتے ہیں۔ آپ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ اپنے بھائی کو قرآن سکھاؤ اور حضور ﷺ نے اس کا قیدی بھی اس کے لئے چھوڑ دیا۔ عمیر نے کہا یارسول اللہ میں اپنی طاقت کے ساتھ اللہ کے نور کو بجھانے کی کوشش کرتا رہا مگر سب تعریف اللہ کی ہے جس نے مجھے اس راستے پر چلا دیا ہے اور مجھے ہدایت دی ہے آپ مجھے اجازت دیجئے میں قریش کے پاس جاؤں اور جا کر ان کو اللہ اور رسول کی طرف دعوت دوں۔ شاید اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے دے اور ان کو ہلاکت اور تباہی سے بچالے۔ رسول اللہ نے اس کو اجازت دی، وہ مکہ میں پہنچ گیا (ادھر صفوان جس کے ساتھ شرط لگا کر گیا تھا اس نے سمجھا کہ شاید عمیر اپنی مہم پوری کر کے قتل کر کے آئے گا، اس نے قریش کو مبارک باد دینا شروع کی کہ تم لوگ خوش ہو جاؤ ایک ایسی فتح کے ساتھ جو تمہیں واقعہ بدر کے زخم بھلوا دے گی۔

جب عمیر گئے ہوئے تھے تو صفوان بے چینی سے ہر سوار سے جو مدینے سے آتا وہ پوچھتا رہتا تھا کہ کیا مدینے میں کوئی نیا واقعہ بھی پیش آیا ہے۔ اس کو پوری پوری امید تھی کہ وہ کر کے آئے گا جو کچھ کرنے کے لئے لگا ہوا ہے یہاں تک کہ ایک آدمی مدینے سے آیا ان کے پاس اس سے صفوان نے پوچھا کہ عمیر بن وہب کا کیا حال ہے وہ جو مدینے گیا ہوا تھا۔ اس نے خبر دی کہ عمیر مسلمان ہو گیا۔ لہٰذا قریش مشرکین نے اس کو لعنت دینا شروع کر دیں اور کہنے لگے کہ لو وہ بھی وہاں جا کر اپنے دین سے پھر گیا ہے۔ صفوان نے کہا اللہ کی قسم میں بھی اس کو اب کوئی نفع نہیں پہنچاؤں گا اور نہ ہی اس کے ساتھ سرے سے کوئی بات چیت کروں گا۔

عمیر جب ان کے پاس واپس آ گئے تو انہوں نے مشرکین کو اسلام کی دعوت دینا شروع کی اور ان کو نصیحت کرنا شروع کی اپنی پوری کوشش کے ساتھ۔ چنانچہ سارے لوگ ان کی اس دعوت پر مسلمان ہو گئے۔

یہ الفاظ ہیں حدیث موسیٰ بن عتبہ کے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو خبر دی یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن جعفر بن زبیر نے، وہ کہتے ہیں عمیر بن وہب قریش کے شیطان ترین لوگوں میں سے تھا۔ ان لوگوں میں سے تھا جو رسول اللہ کو ایذا پہنچاتے تھے اور آپ کے اصحاب کو مکے میں جب بدر والے بدر میں مارے گئے تو عمیر نے صفوان بن اُمیہ کے ساتھ میٹنگ کی۔ اس کے بعد محمد بن جعفر نے عمیر کا قصہ ذکر کیا اسی مفہوم میں جو موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے۔ کہیں کہیں ایک ایک کلمہ کم زیادہ کیا ہے مگر مفہوم ایک ہے۔

اس کے آخر میں اس نے کہا ہے کہ جب عمیر مکے میں پہنچا اور اس نے اپنا اسلام ظاہر کیا تو اس کے ہاتھ پر بہت سارے لوگ ایمان لے آئے اور پھر اس نے ہر اس شخص کو ایذا دی جو اسلام سے دور ہوا اور وہ تیز اور ہوشیار و مضبوط آدمی تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۳۰۶)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی محمد بن احمد اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی واقدی نے، اس نے کہا کہتے ہیں کہ قباث بن اشیم کنانی کہتا تھا کہ میں بدر میں مشرکین کے ساتھ موجود تھا اور میں

محمد ﷺ کے اصحاب قلیل ہیں دیکھ رہا تھا اپنی آنکھوں سے۔اور ہمارے پاس جو گھوڑے اور آدمیوں کی کثرت تھی مگر میں بھی شکست کھا گیا ان لوگوں کے ساتھ جنہوں نے شکست کھائی۔البتہ تحقیق میں نے دیکھا تھا اپنے آپ کو۔البتہ میں دیکھ رہا تھا مشرکین کی طرف ہر چہرے کو اور بے شک میں اللہ کہتا ہوں اپنے دل میں کہ اس جیسا معاملہ نہیں دیکھا کہ اس سے کسی نے فرار کیا ہو سوائے عورتوں کے۔پھر راوی نے اس کی آمد کا ذکر کیا ہے کہ مکے میں اور اس کے رُکنے کا کہ جب خندق کے بعد کا مرحلہ آیا، میں نے کہا کاش کہ میں مدینے میں جاتا اور جا کر دیکھتا کہ محمد کیا کہتا ہے؟ اور میرے دل میں اسلام واقع ہو چکا تھا۔لہٰذا میں مدینے میں گیا اور میں نے رسول اللہ کے بارے میں پوچھا۔لوگوں نے بتایا کہ وہ رہے مسجد کے سائے تلے جماعت کے ساتھ اپنے اصحاب میں۔

میں ان کے پاس گیا، میں ان میں سے ان کو نہیں پہچانتا تھا۔میں نے سلام کیا، آپ نے مجھے فرمایا، اے قباث بن اشیم کیا تم نے یہ بات کہی تھی کہ بدر والے دن کہ میں نے اس جیسا امر نہیں دیکھا کہ اس سے کسی نے فرار کیا ہو سوائے عورتوں کے؟ میں نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور یہ امر مجھ سے کبھی بھی کسی کی طرف نہیں ظاہر ہوا تھا اور نہ ہی میں نے کبھی اس بارے میں کسی چیز کا اظہار کیا تھا۔مگر جو کچھ میں نے دل میں بات کی اور یہ بات نہ ہوتی کہ آپ اللہ کے نبی ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس پر مطلع نہ کرتا۔آیئے میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔سو آپ نے مجھ پر اسلام پیش کیا اور میں مسلمان ہو گیا۔(مغازی الواقدی ۱/۹۷-۹۸)

باب ۲۳

جنگ بدر میں حاضر ہونے میں فرشتوں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فضیلت

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ صفار نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن اسحاق نے، ان کو سلیمان بن حرب نے، ان کو حماد بن زید نے یحییٰ بن سعید سے، اس نے معاذ بن رفاعہ بن رافع سے، اور رفاعہ بدری نے اپنے بیٹے سے، کہتے ہیں کہ میں نہیں پسند کرتا تھا، میں بدر میں حاضر ہوں اور نہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں بیعت عقبہ میں ہوتا۔کہا کہ جبرائیل علیہ السلام نے پوچھا نبی کریم ﷺ سے تمہارے اندر اہل بدر کیسے ہیں؟ جواب ملا کہ ہم میں سے بہترین ہیں۔انہوں نے فرمایا کہ اسی طرح ہیں وہ ملائکہ بھی جو بدر میں حاضر ہوئے تھے وہ بہترین فرشتے ہیں (یعنی اس وقت اہمیت واضح ہوگئی)۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے سلیمان بن حرب سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ بطامی نے، ان کو خبر دی ابوبکر احمد بن ابراہیم اسماعیلی نے، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی اسحاق بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی جریر نے یحییٰ بن سعید انصاری سے، اس نے معاذ بن رفاعہ زرقی سے، اس نے اپنے والد سے، انہوں نے کہا کہ اس کا والد اہل بدر میں سے تھا اور اس کا دادا اہل عقبہ میں سے تھا (جنہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ بیعت کی تھی)۔جبرائیل علیہ السلام نبی کریم کے پاس آئے انہوں نے پوچھا کہ تم اپنے اندر اہل بدر کو کیسا شمار کرتے ہو؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ افضل مسلمان شمار کرتے ہیں۔یا خبار مسلمین نے کہا جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ جو فرشتے اہل بدر میں سے ہیں وہ اسی طرح افضل ہیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے حماد بن زید اور یزید ہارون سے۔(کتاب المغازی۔باب شہود الملائکہ بدر۔حدیث ص ۳۹۹۲۔فتح الباری ۷/۳۱۲)

رسول اللہ کا مشرکہ جاسوس عورت کی نشاندہی کرنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو خبر دی ابوالفضل بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن سلمہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسحاق بن ابراہیم نے ،ان کو خبر دی عبداللہ بن ادریس نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا حصین بن عبدالرحمن سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں سعید بن عبیدہ سے، اس نے ابوعبدالرحمن سلمی سے، اس نے حضرت علی ﷺ سے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے (علی ﷺ) اور ابومرثد غنوی اور زبیر بن عوام اور مقداد کو بھیجا وہ دونوں گھوڑے پر سوار تھے۔ آپ نے فرمایا تم لوگ چلے چلو یہاں تک کہ مقام رمۂ خاخ تک پہنچ جاؤ۔ بے شک وہاں پر ایک عورت ہوگی مشرکین میں سے، اس کے پاس ایک خط ہے حاطب کی طرف سے مشرکین کی طرف۔ کہتے ہیں کہ ہم لوگ روانہ ہوکر اس متعلقہ مقام پر پہنچے۔ ہم لوگوں کو وہ عورت وہاں پر مل گئی وہ اپنے اُونٹ پر اکیلی سفر کر رہی تھی جس جگہ پر رسول اللہ ﷺ نے بتایا تھا۔ ہم نے کہا کہ خط کہاں ہے وہ دے دو۔ اس نے کہا میرے پاس کوئی خط وغیرہ نہیں ہے۔

کہتے ہیں کہ ہم نے اس کے اُونٹ کو بٹھادیا اور اس کے سامان کی تلاشی کرنے لگے مگر ہمیں خط نظر نہ آیا۔ ہم نے سوچا کہ رسول اللہ ﷺ نے جھوٹ نہیں کہا۔ آپ خط نکال کر دیں ورنہ ہم تجھے ننگا کر دیں گے۔ جب اس نے دیکھا کہ میں جھکا ہوں اس کی طرف وہ چادر لپیٹی ہوئی تھی اس نے وہ خط نکال کر دے دیا۔ ہم لوگ اس کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔ حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ ﷺ حاطب نے خیانت کی ہے اللہ کی اور اس کے رسول کی۔ آپ چھوڑیں مجھے میں اس کی گردن ماردوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، حاطب آپ کو اس حرکت پر کس بات نے اُکسایا تھا۔ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم میرے ساتھ ایسی کوئی بات نہیں تھی کہ میں مؤمن نہیں تھا اللہ کے ساتھ اور رسول کے ساتھ بلکہ ارادہ یہ ہوگیا تھا کہ میرا احسان ہوجائے گا مشرکین پر اور اسی احسان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ میرے اہل اور مال کی حفاظت فرمادے گا۔ آپ کے اصحاب میں سے ہر ایک کے وہاں پر خاندان کے لوگ موجود ہیں جن کے ذریعے اللہ ان کے اہل اور مال کی حفاظت فرماتا ہے۔

رسول اللہ نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا ہے۔ تم لوگ اس کے بارے میں اچھی بات ہی کہو۔ عمر نے کہا کہ اس نے اللہ کی اور رسول کی خیانت کی ہے اور مؤمنوں کی بھی، آپ اس کی گردن ماردیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا یہ اہل بدر میں سے نہیں ہے؟ آپ کو کیا معلوم کہ شاید اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر جھانک کر فرمایا تھا، تم لوگ عمل کرو جو چاہو۔ تحقیق تمہارے لئے جنت واجب ہوچکی ہے۔ یا یوں کہا تھا کہ تحقیق میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔ یہ سُن کر عمر کے آنسو گر گئے اور کہنے لگے اللہ اور اللہ کے رسول بہتر جانتے ہیں۔

اس کو بخاری نے راوایت کیا ہے اسحاق بن ابراہیم سے۔ (کتاب المغازی۔ باب فضل من شہد بدرا۔ الحدیث ص ۳۹۸۳۔ فتح الباری ۷/۳۰۴۔۳۰۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالفضل بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن سلمہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی قتیبہ بن سعید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی لیث نے ابوالزبیر سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے کہ حاطب بن ابو بلتعہ کا غلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے حاطب کی شکایت کی اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ حاطب ضرور جہنم میں جائے گا۔ رسول اللہ نے فرمایا، تم نے جھوٹ بولا، وہ جہنم میں نہیں داخل نہیں ہوگا کہ وہ بدر میں حاضر ہوا تھا اور حدیبیہ میں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا صحیح میں قتیبہ سے۔ (کتاب فضائل الصحابہ۔ باب من فضائل اہل بدر۔ حدیث ص ۱۶۲۔ ترمذی۔ کتاب المناقب۔ حدیث ص ۳۸۶۴)

☆☆☆

باب ۲۴

زینب بنت رسول اللہ ﷺ یعنی زوجہ محترم ابوالعاص

بن ربیع بن عبدالعزیٰ بن عبد شمس۔ واقعہ بدر کے بعد زینب کا مکہ سے اپنے والد گرامی کی طرف ہجرت کرنا

(۱) ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ان کو ابن اسحاق نے، ان کو یحیٰی بن عباد نے، بن عبداللہ بن زبیر سے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، فرماتی ہیں کہ جب اہل مکہ نے اپنے اپنے قیدیوں کو چھڑانے کے لئے مال بھیجے تو زینب بنت رسول اللہ ﷺ نے ابوالعاص (اپنے شوہر جو بدر میں قیدی بن گئے تھے) کو چھڑانے کے لئے مال بھیجا اور اس میں انہوں نے ایک ہار بھیجا جو ان کی والدہ حضور کی زوجہ محترمہ سیدہ خدیجہ نے بیٹی کو پہنا کر ابوالعاص کے پاس رخصتی کی تھی۔

جب انہوں نے اس کے ساتھ حق زوجیت ادا کیا تھا جب حضور نے وہ ہار دیکھا تو آپ کے اُوپر رخت طاری ہوگئی شدید طور پر۔ آپ نے فرمایا تھا کہ اگر تم لوگ مناسب دیکھو تو تم زینب کے لئے اس کے قیدی شوہر کو چھوڑ دو اور یہ ہار بھی اس کو واپس کردو۔ صحابہ کرام نے عرض کی، جی ہاں یا رسول اللہ۔ لہٰذا انہوں نے اسے چھوڑ دیا اور اس کا مال بھی بمعہ ہار وغیرہ بھی واپس کر دیا۔ نبی کریم نے ﷺ اس سے وعدہ لیا تھا کہ وہ زینب کو حضور کے پاس چھوڑ دے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے جب ابوالعاص بن ربیع کو چھوڑ ادیا جبکہ وہ بدر والے دن قید ہو گیا تھا تو حضور ﷺ نے زید بن حارثہ کو اور ایک انصاری آدمی کو بھیجا اور آپ نے فرمایا کہ تم لوگ وادی یاجج (جو کہ مکے سے آٹھ میل پر تھی) پہنچ جاؤ، یہاں تک کہ زینب بنت رسول اللہ تمہارے پاس پہنچے گی تو اس کے ساتھ ساتھ چلنا یہاں تک کہ اسے یہاں پر لے آؤ۔ وہ دونوں تو روانہ ہو کر پہنچے ابوالعاص کے بعد، انہوں نے گمان کیا کہ رسول اللہ نے اسی میں وعدہ دیا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ یہ واقعہ بدر کے ایک ماہ بعد کی بات ہے۔ کہا عبداللہ بن ابوبکر نے کہ مجھے حدیث بیان کی گئی ہے زینب بنت رسول اللہ سے، وہ کہتی ہیں کہ جب ابوالعاص مکہ میں پہنچے تو انہوں نے مجھ سے کہا آپ تیاری کریں اور اپنے ابا کے پاس چلی جائیں۔ میں سامان سفر کرنے نکلی اور مجھے ہند بنت عقبہ ملی اور وہ کہنے لگی، اے محمد کی بیٹی کیا ہمیں یہ خبر پہنچ نہیں گئی کہ آپ اپنے والد کے پاس پہنچنے کا ارادہ کر چکی ہیں۔ میں نے اس سے کہا میں نے اس بات کا ارادہ نہیں کیا۔ وہ کہنے لگی اس سے۔ اے میری چچا کی بیٹی ایسا نہ کرنا، میں ایک آسودہ حال عورت ہوں اور میرے پاس تیری ضرورت کے لئے سامان موجود ہے اگر آپ کو سامان چاہئے تو میں قیمتاً دے دوں گی اگر رقم نہ ہو تو بطور قرض بھی دے دوں گی، خرچہ چاہئے تو بطور قرض دے دوں گی اور یہ بات نہ عورتوں کو معلوم ہو گی نہ مردوں کو۔ مگر سیدہ زینب فرماتی ہیں کہ میں نے اس سے کہا، اللہ کی قسم میں نے یہ سوچا ہی نہیں۔ کہتی ہیں کہ یہ بات انہوں نے کہی کہ مجھے اس سے خوف آیا۔ اس لئے میں نے یہ بات اس سے چھپائی اور میں نے کہا کہ میرا ارادہ نہیں ہے۔

جب زینب اپنی تیاری سے فارغ ہوگئی تو روانہ ہوگئی۔ ان کے ساتھ ان کے دیور روانہ ہوئے تھے جو انہیں لے کر گئے تھے جو دن دن میں لے کر چلتے کنانہ بن ربیع۔

اہل مکہ نے یہ خبر سُن لی اور ان کی تلاش میں لوگ نکل کھڑے ہوئے حبار بن اسود، نافع بن عبدالقیس فہری، اور پہلا شخص جس نے سیدہ کی طرف پیش قدمی کی تھی حبار تھا۔ اس نے سیدہ کو نیزے کے ساتھ ڈرایا تھا حالانکہ وہ کجاوے یا چھپر کھٹ میں تھیں۔ ان کے دیور کنانہ نے اُونٹ بٹھا دیا اور اپنا بھالا کھول لیا۔ اس کے بعد اپنی کمان ہاتھ میں لی اور کہا کہ اللہ کی قسم جو بھی مرد میرے قریب آئے گا میں اس پر تیر چلا دوں گا اور ادھر ابوسفیان اشراف قریش کے ساتھ آئے۔

انہوں نے کہا کہ اے کنانہ آپ اپنے تیر کے بھالے کو ہم سے روک لیں یہاں تک ہم آپ سے بات چیت کریں اور ابوسفیان ان کے مقابل کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے کہ بے شک آپ کو کچھ بھی کرنے کا بالکل اختیار نہیں ہے۔ آپ سب لوگوں کے سامنے عورت کو لے کر جا رہے ہو حالانکہ آپ کو پتہ ہے اس مصیبت کا جو ہمیں بدر میں پہنچی ہے۔ عرب یہ گمان کریں گے اور باتیں کریں گے کہ یہ اور وہ عورتیں ہم میں سے نہیں ہیں۔ اور آپ کا اس کی بیٹی کو لے نکلنا سب لوگوں کی موجودگی اور ہمارے سامنے یہ کسی بڑے فساد کا سبب نہ بن جائے۔ لہٰذا آپ اس عورت سمیت واپس چلو اور کچھ دن اس کے پاس رک جائیں، اس کے بعد خاموشی کے ساتھ کسی روز رات کو اس کو لے کھسک جانا اور اسے اس کے والد کے پاس پہنچا دینا۔ میری بقا کی قسم اس کے حسب کے سبب اس کے باپ کے معاملے میں کوئی سروکار نہیں ہے اور نہ ہی ہم اس بارے میں اس مصیبت کو سامنے رکھیں گے جو ہمیں پہنچ چکی ہے۔ لہٰذا سیدہ زینب کے دیور انہیں لے کر واپس لوٹ آئے۔ جب اس واقعے کو ایک دو دن یا تین دن گزر گئے تو وہ انہیں خفیہ طریقے سے لے کر چلے گئے تھے حتیٰ کہ وہ رسول اللہ کے پاس پہنچ گئی تھیں۔

راویوں نے ذکر کیا ہے کہ سیدہ زینب کو جب ھبار بن درہم نے ڈرایا تھا (جیسے اُوپر مذکور ہوا ہے) تو اس ڈر اور پریشانی کی وجہ سے ان کا حمل ضائع ہوگیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۲۹۸۔۲۹۹)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مصری نے، ان کو خبر دی یحییٰ بن ایوب علاف نے، ان کو خبر دی سعید بن مریم نے، ان کو خبر دی یحییٰ بن ایوب نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابن الھاد نے، ان کو عمر بن عبداللہ بن عروہ بن زبیر نے، انہوں نے عروہ بن زبیر سے، انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینے میں تشریف لائے تو ان کی بیٹی زینب مکہ سے روانہ ہوئی کنانہ کے ساتھ یا بن کنانہ کے ساتھ، تو قریش ان کی تلاش میں ان کے پیچھے نکلے۔ چنانچہ ھبار بن اسود نے آپ کو پالیا۔ اس نے مسلسل ان کے اُونٹ کو نیزے کے کچو کے مارنے شروع کر دیئے یہاں تک کہ اس نے سیدہ زینب کو گرا دیا۔ اس خوف سے سیدہ زینب کا حمل بھی ضائع ہوگیا اور آپ کا کافی خون بھی ضائع ہوگیا۔ چنانچہ وہ اُٹھا واپس لائی گئیں اور اس واقعہ کے بعد ان کے بارے میں بنو ہاشم اور بنو اُمیہ میں شدید اختلافات ہوگئے۔

بنو اُمیہ کہتے تھے کہ ہم اس کے معاملے کے زیادہ حق دار ہیں کیونکہ یہ ابوالعاص بن ربیع کی بیوی ہے (اور وہ اموی ہے)۔ نیز وہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ کے پاس رہ رہی تھیں اور وہ ہند اور زینب کو طعنہ دیتی تھی کہ یہ سب کچھ تیرے باپ (محمد) کی وجہ سے ہو رہا ہے۔

کہتی ہیں کہ ادھر رسول اللہ ﷺ کو جب ساری کیفیت کا علم ہوا تو آپ نے وہاں سے زید بن حارثہ کو بھیجا اور فرمایا کہ کیا جاتے نہیں؟ جائیں اور جا کر زینب کو لے کر آجائیں؟ اس نے کہا، جی ہاں یا رسول اللہ۔ حضور نے فرمایا کہ آپ یہ میری انگوٹھی لے جائیں اور لے کر زینب کو دے دینا۔ چنانچہ زید روانہ ہوئے وہاں مکے میں پہنچ کر بڑی نرمی اور رازداری کے ساتھ کوشش کرنے لگے۔ وہ اس سلسلے میں ایک بکریوں کے چرواہے سے ملے اس سے پوچھا کہ تم کس کی بکریاں چراتے ہو؟ اس نے بتایا کہ ابوالعاص کی۔ پھر پوچھا کہ یہ بکریاں کس کی ہیں؟ اس نے بتایا کہ

زینب بنت رسول کی ہیں، وہ اس کے ساتھ ساتھ چلتے رہے اور چرواہے سے پوچھا کہ اگر میں کوئی چیز امانت تمہیں دوں تو تم اس کے پاس پہنچا دو گے مگر اس کا کسی سے ذکر بھی نہیں کرو گے، اس نے کہا ٹھیک ہے۔

زید نے وہ انگوٹھی چرواہے کو دے دی اور وہی روانہ ہوگیا اس نے بکریاں اندر کردیں اور وہ انگوٹھی اس نے زینب کو دے دی جسے اس نے پہچان لیا۔ زینب نے پوچھا کہ تمہیں یہ کس نے دی ہے؟ اس نے کہا کہ ایک آدمی نے دی ہے۔ زینب نے پوچھا کہ تم اس کو کہاں چھوڑ آئے ہو؟ چرواہے نے بتایا کہ فلاں فلاں جگہ پر زینب خاموش ہوگئی۔

جب رات ہوئی تو وہ اس کے پاس چلی گئی۔ جب پہنچی تو زید نے کہا آپ میرے آگے اُونٹ پر بیٹھ جائیں۔ زینب نے کہا بلکہ آپ آگے بیٹھیں۔ دونوں سوار ہوگئے زینب پیچھے بیٹھی۔ حتیٰ کہ مدینے میں آگئے۔ رسول اللہ فرماتے تھے: کہ

هِيَ اَفْضَلُ بَنَاتِيْ اُصِيْبَتْ فِيَّ ۔

یہ میری افضل بیٹی ہے میرے لئے اس نے مصیبتیں اُٹھائی ہیں۔

یہ بات علی بن حسین بن زین العابدین تک پہنچی۔ وہ عروہ بن زبیر کے پاس گئے، انہوں نے کہا کہ کیا بات مجھ تک پہنچی ہے تیرے بارے میں کہ تم وہ حدیث بیان کرتے ہو جس میں تم فاطمہ کی شان گھٹاتے ہو؟ عروہ نے کہا، اللہ کی قسم میں یہ پسند نہیں کروں گا کہ جو کچھ مشرق و مغرب کے درمیان ہے وہ سب کچھ میرا ہو یعنی وہ مجھے مل جائے اور میں اس کے بدلے میں فاطمہ کی تنقیص کروں (یعنی اس چیز میں ان کی تنقیص کروں) جو اس کا حق ہو۔ بہر حال آج کے بعد میں اس بات کو بیان نہیں کروں گا۔ (تاریخ ابن کثیر ۳/۳۳۰۔۳۳۱)

باب ۴۵

۱۔ حضور ﷺ کا حفصہ بنت عمر بن خطاب سے شادی کرنا۔
۲۔ پھر زینب بنت خزیمہ سے شادی کرنا۔
۳۔ حضور ﷺ کا اپنی بیٹی اُم کلثوم کی عثمان بن عفان سے شادی کرنا اپنی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد۔

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو خبر دی یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہمارے والد صالح بن کیسان نے، وہ کہتے ہیں کہ کہا ابن شہاب نے مجھے خبر دی سالم بن عبداللہ نے، اس نے سنا عبداللہ بن عمر سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب حفصہ بنت عمر بیوہ ہوگئی تھی خنیس بن حذافہ سہمی کی وفات سے۔ وہ اصحاب رسول تھے مدینے میں فوت ہوگئے تھے۔ عمر فرماتے ہیں کہ میں عثمان بن عفان کے پاس آیا میں نے ان پر حفصہ بنت عمر کو نکاح کے لئے پیش کیا۔

کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ کا نکاح آپ کے ساتھ کردوں۔عثمان نے کہا کہ میں اپنے معاملے میں غور کروں گا کسی رائے میں رک گیا۔اس کے بعد عثمان مجھے ملے اور کہا مجھے یہ سمجھ آئی ہے کہ میں ابھی شادی نہ کروں۔حضرت عمر نے کہا کہ میں پھر ابوبکر سے ملا۔ میں نے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کے ساتھ حفصہ کا نکاح کردوں۔ابوبکر صدیق خاموش ہوگئے مجھے جواب نہ دیا۔میں ان پر شدید ناراض ہوا عثمان سے زیادہ۔چند راتیں رکا رہا پھر رسول اللہ نے مجھے حفصہ کے نکاح کا پیغام دے دیا۔میں نے ان کے ساتھ نکاح کردیا۔

اس کے بعد مجھے ابوبکر ملے اور کہنے لگے کہ شاید آپ مجھ سے ناراض ہیں اس لئے کہ آپ نے مجھ پر حفصہ کا رشتہ پیش کیا اور میں نے آپ کو کوئی جواب نہیں دیا تھا۔عمر نے کہا کہ جی ہاں میں ناراض تھا۔میں نے بتایا کہ میرے جواب نہ دینے کی وجہ اس کے سوا اور کوئی نہیں تھی کہ مجھے معلوم تھا کہ رسول اللہ نے اس کا تذکرہ کیا تھا مگر میں رسول اللہ کا راز نہیں کھولنا چاہتا تھا۔اگر حضور ﷺ نہ کرتے تو میں پھر کر لیتا۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عبدالعزیز بن عبداللہ سے،اس نے ابراہیم بن سعد سے۔

(کتاب النکاح۔حدیث ص۵۱۲۲۔فتح الباری ۹/۱۷۵۔۱۷۶)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوعبداللہ صفار نے،ان کو خبر دی احمد بن مہران نے اصفہانی نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبیداللہ بن موسیٰ نے،ان کو خبر دی عبید بن طفیل نے،وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ربعی بن حراس نے عثمان بن عفان سے کہ عثمان کو حضرت عمر نے اپنی بیٹی کے نکاح کے لئے پیغام بھیجا،انہوں نے منع کردیا۔نبی کریم کو اس بات کی خبر پہنچی تو جب شام کو عمر ان کے پاس گئے حضور ﷺ نے پوچھا،اے عمر!میں تمہیں عثمان سے بہتر داماد بتاؤں اور عثمان کو تجھ سے بہتر سُسر بتاؤں؟اس نے کہا ضرور بتائیے یارسول اللہ۔حضور نے فرمایا کہ آپ اپنی بیٹی مجھ سے بیاہ دیں اور میں اپنی بیٹی عثمان سے بیاہ دیتا ہوں۔

(مصنف کہتے ہیں کہ)احتمال ہے کہ نکاح کا پیغام عثمان نے بھیجا ہو اور عمر نے منع کردیا ہو۔اس روایت میں جو کچھ لکھا ہوا ہے اس کے بعد عمر کی بھی رائے ہوگئی ہو پھر انہوں نے جو عثمان سے کہا ہو اور عثمان نے کہا ہو کہ میں ذرا اپنے بارے میں سوچ کر بتاؤں گا پھر جب عثمان نے محسوس کرلیا ہو رسول اللہ کے ارادہ کو اس لئے عثمان نے یہ بات کہی ہو۔واللہ اعلم

بہر حال یہ سارا ماجرا بدر کے بعد ہوا تھا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے،ان کو خبر دی یونس بن بکیر نے،ان کو ابن اسحاق نے،وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے حفصہ بنت عمر کے بعد زینب بنت خزیمہ ہلالیہ اُم المساکین کے ساتھ شادی کی تھی۔حضور سے قبل وہ حُصین بن حارث کے پاس تھی یا اس کے بھائی طُفیل بن حارث بن عبدالمطلب بن مناف کے پاس۔یہ محترمہ مدینے میں انتقال کرگئی تھیں۔یہ پہلی عورت تھی مرنے والی رسول اللہ کی اس میں سے کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔(سیرۃ ابن ہشام ۴/۴۵۵)

ابوعبداللہ بن مندہ کہتے ہیں یہ عبیدہ بن حارث کے تحت تھیں۔

اور ہم نے زہری سے روایت کی ہے کہ وہ عبداللہ بن جحش کے تحت تھی اور وہ احد والے دن قتل ہوگئے تھے۔پھر وہ خود بھی وفات پاگئی تھی حالانکہ رسول اللہ ﷺ اس وقت زندہ تھے،وہ تھوڑے ہی عرصہ حضور ﷺ کے ساتھ رہی تھیں۔

☆☆☆

باب ۲۶

فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے شادی

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبدابن ابونجح نے مجاہد سے، اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے پاس فاطمہ کے نکاح کے پیغام آنے لگے تو میری لونڈی نے کہا، آپ کو معلوم ہے کہ فاطمہ کے نکاح کے پیغام آرہے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ میں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں ہے، اس نے کہا کہ آپ بھی پیغام دیں یعنی رشتہ مانگیں شاید آپ ﷺ کے ساتھ بیاہ دیں۔ میں نے کہا کہ میرے پاس کیا ہے کہ آپ مجھے فاطمہ کا رشتہ دے دیں گے۔ اس نے کہا کہ آپ کہیں گے تو حضور مان جائیں گے، وہ یہی امید کرتی رہی۔ میں حضور کے پاس گیا حضور ﷺ کی اپنی ایک جلالت اور شان تھی، ایک وجاہت تھی۔ میں جب جا کر آپ کے سامنے بیٹھا تو میں خاموش ہو کر بیٹھ گیا۔

اللہ کی قسم میں بات نہ کر سکا۔ مجھے اس کی ہمت ہی نہ ہو سکی۔ حضور ﷺ نے مجھ سے ازخود پوچھا کہ کیا کسی کام سے آئے ہو؟ میں اور چپ ہو گیا۔ میری خاموشی دیکھ کر حضور نے خود فرمایا کہ شاید تم فاطمہ کے نکاح کا پیغام دینا چاہتے ہو۔ میں نے عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ نے پوچھا کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے (بطور مہر دینے کے لئے) جس کے ساتھ تم اسے حلال بناؤ اپنے لئے؟ میں نے کہا کہ میرے پاس دینے کے لئے تو کوئی چیز نہیں ہے اللہ کی قسم۔

آپ نے فرمایا کہ وہ زرہ کہاں ہے جو میں نے تمہیں مسلح کرنے کے لئے دی تھی۔ قسم ہے اس ذات کی کہ وہ حُطمیہ تھی اس کی قیمت چار دِرہم سے زیادہ نہ ہو گی۔ میں نے کہا کہ وہ ہے میرے پاس۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ میں نے فاطمہ کو تمہارے ساتھ بیاہ دیا ہے۔ آپ جا کر وہ زرہ (بطور مہر) اس کے پاس بھیج دو اور اسی کے ذریعہ فاطمہ کو اپنے لئے حلال سمجھ لو۔ بے شک وہی زرہ فاطمہ بنت رسول اللہ کی مہر تھی۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۳۴۶)

یونس کہتے ہیں کہ میں نے ابن اسحاق سے سُنا تھا وہ کہتے تھے، فاطمہ نے علی کے گھر میں حسن، حسین اور محسن بچے جنے۔ محسن صغرسنی میں فوت ہو گئے اور اُم کلثوم اور زینب بھی پیدا ہوئی تھیں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعلی رودباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن درسہ نے، ان کو خبر دی ابوداؤد نے، ان کو اسماعیل لقانی نے، ان کو عبدہ نے، ان کو خبر دی سعید نے ایوب سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ جب علی نے فاطمہ سے شادی کی تو رسول اللہ نے اس سے فرمایا اس کو کوئی چیز دے دو۔ علی نے کہا کہ میرے پاس تو کوئی چیز نہیں ہے۔ آپ نے پوچھا کہ تیری حُطیمہ زرہ کہاں ہے؟

(ابوداؤد کتاب النکاح۔ طبقات ابن سعد ۸/۲۰)

(۳)　ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعثمان بصری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابواحمد محمد بن عبدالوہاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معاویہ بن عمرو نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی زائدہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عطاء بن سائب نے اپنے والد سے، آپ نے حضرت علی سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ کی تیاری کروائی تھی یعنی سامان جہیز دیا تھا۔ ایک کمبل (یا چادر) ایک مشک، ایک چمڑے کا تکیہ جس کے اندر اذخر نامی گھانس بھری ہوئی تھی۔

ابوعبداللہ محمد بن اسحاق بن مندہ اصفہانی نے ذکر کیا ہے رحمۃ اللہ کتاب المعرفۃ کے اندر کہ علی نے سیدہ فاطمہ کے ساتھ مدینے میں شادی کی تھی ہجرت سے ایک سال بعد اور پھر سال بعد انہوں نے ان کے ساتھ قربت وصحبت کی تھی اور فاطمہ نے علی سے مندرجہ ذیل بچے جنم دیئے تھے۔

(۱) حسن۔　(۲) حسین۔　(۳) محسن۔　(۴) اُم کلثوم کبریٰ۔　(۵) اور زینب کبریٰ۔

(تاریخ ابن کثیر ۳/۳۴۷)

باب ۲۷

حضور ﷺ بدر سے واپسی کے وقت سات راتیں گزر جانے کے بعد بنی سلیم کی طرف روانہ ہوئے تھے

ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو خبر دی یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینے میں آ گئے تھے بدر سے واپسی کے بعد تو آپ کا فارغ ہونا اس معاملہ بدر سے ہوا تھا ماہ رمضان کے آخر میں اور شوال کے شروع میں۔ آپ مدینے میں نہیں ٹھہرے تھے مگر صرف سات راتیں۔ مگر حضور بذات خود غزوہ بن سلیم کے لئے روانہ ہو گئے تھے۔ اور آپ اس قوم کے پانی کے مقامات میں سے ایک پانی کے مقام پر پہنچے تھے جس کو الکُدر کہتے تھے۔

آپ نے تین راتیں وہاں مقام کیا تھا پھر واپس مدینہ لوٹ آئے تھے اور آپ نے کوئی جنگ وغیرہ کا کام نہیں کیا تھا۔ پھر آپ نے بقیہ دن شوال کے اور ماہ ذیعقدہ مدینے میں قیام کیا تھا اور اسی اقامت کے دوران فدیہ لیا تھا اور قریش میں سے جو بدر کے تھے قیدی چھوڑے گئے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۴۲۱۔۴۲۲)

☆☆☆

باب ۲۸

غزوۂ ذات السویق

جس وقت ابوسفیان بدر کے مقتولین کا بدلہ لینے کے لئے نکلا تھا

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ یہ واقعہ بدر کے دوماہ بعد ذی الحجہ میں پیش آیا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن عقیل فضل قطان نے وہ کہتے ہیں کہ ہیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی القاسم جوہری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابواویس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اس نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔اور ہمیں خبر دی ہمارے دادا نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابراہیم بن منذر نے، ان کو خبر دی فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے۔

(الدررص ۱۳۹-۱۴۰-الواقدی ۱/۱۸۱-۱۸۲-الطبری ۲/۴۸۳-سیرۃ ابن ہشام ۲/۴۲۲)

اس نے شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے اشراف اور سرداروں کو بدر میں قتل کرادیا جن کے مقدر میں مارا جانا لکھا تھا تو ابوسفیان بن حرب نے منت مان لی تھی کہ میں از راہ افسوس سر میں تیل نہیں ڈالوں گا نہ ہی غسل کروں گا، نہ ہی بیوی سے صحبت کروں گا یہاں تک میں محمد سے لڑوں گا اور میں مدینے کو آگ لگادوں گا۔لہٰذا وہ اپنی اس منت کو پورا کرنے کے لئے مکے سے چھپ کر نکلا ڈرتے ہوئے تیس گھوڑ سواروں کے ساتھ۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ تیس سے بھی زیادہ تھے، حتیٰ کہ وہ لوگ چارسوکلومیٹر کا یں فاصلہ طے کر کے اپنی قسم پوری کرنے کے لئے مدینہ پہنچے اور مدینے کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ کے پاس اُترے جسے 'بنت' کہا جاتا تھا۔انہوں نے اپنے ساتھیو میں سے ایک دو آدمیوں کو بھیجا اور ان کو کہا کہ وہ جا کر کھجور کے درختوں کو آگ لگادیں مدینے کی کھجوروں میں سے۔چنانچہ انہونے جا کر جہاں کھجوروں کے جھنڈ پائے جا کر آگ لگادی اور بھاگ گئے۔پھر ابوسفیان اور اس کے ساتھی فوراً مکہ کی طرف بھاگ گئے۔

ادہر سے رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کے ساتھ نکل پڑے ان لوگوں کو پکڑنے لے لئے یہاں تک کہ وہ مقام قرقرن الکدر تک پہنچ گئے جو مدینے سے آٹھ میل کے فاصلے پر تھا۔گویا آپ نے ان کو عاجز کردیا اور ان میں سے کوئی بھی ہاتھ نہ لگا سب بھاگ گئے تھے۔لہٰذا آپ ﷺ واپس لوٹ آئے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عمرو بن خالد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابن لھیعہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالاسود نے عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ابوسفیان بن حرب بن اُمیہ نے نذر مانی تھی اس کے بعد جب بقایا مشرکین بدر سے واپس مکہ لوٹ کر گئے تھے اور ان کے سردار بدر میں قتل ہوگئے تھے۔اس نے قسم کھائی تھی کہ وہ سر میں تیل لگائے گا نہ ہی اپنی بیوی کے پاس جائے گا، یہاں تک کہ وہ لڑ کر پہلے محمد سے اور مسلمانوں سے بدر کے مقتولین کا بدلہ لے گا۔ مگر اس کے کہنے پر خاطر خواہ فائدہ نہ ہوسکا وہ جیسے چاہتا تھا اس قدر لوگ اپنے ساتھ جمع نہ ہوسکے، ان لوگوں میں سے جن پر اللہ کی گرفت اور اللہ کا عذاب نازل ہوا تھا۔

چنانچہ ابوسفیان تیس سواروں کے ساتھ مدینہ روانہ ہوا اپنی قسم پوری کرنے کے لئے یہاں تک کہ وہ مدینہ کے قریب مقام بنت پر اُترے اس کے بعد وہ مقام عُریض کی طرف روانہ ہوئے اور اس کے اردگرد مقام کی طرف۔

ادھر رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ہوئی، رسول اللہ ﷺ اور مسلمان ان کے تعاقب کے لئے سوار ہو کر نکلے مگر ابوسفیان اور تمیں سوار ڈر کر ایسے بھاگے کہ اپنا سامان بھی نہ سنبھال سکے۔ اس واقعہ کا نام غزوۂ ابوسفیان لکھ دیا گیا۔ (غزوہ سویق)۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۴۲۲)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوالعباس نے محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو خبر دی یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ پھر ابوسفیان نے غزوہ کیا ذی الحجہ کے مہینے میں غزوۂ سویق۔

ابن اسحاق نے کہا مجھے حدیث بیان کی محمد بن جعفر بن زبیر نے اور یزید بن رومان نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی اس شخص نے جس کو میں جھوٹ کی تہمت نہیں لگا سکتا، اس نے عبیداللہ بن کعب بن مالک سے، انہوں نے کہا کہ جب ابوسفیان قافلہ لے کر مکے واپس آ گیا اور ادہر سے بدر میں لڑنے والے قریش بھی شکست کھا کر بدر سے واپس آ گئے تو ابوسفیان کو اس قدر صدمہ ہوا کہ اس نے قسم کھالی تھی کہ میں اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھوں گا جب تک اس کا بدلہ محمد سے نہ لے لوں۔ نہ میں سر میں تیل لگاؤں اور غسل جنابت بھی نہیں کروں گا جب تک کہ محمد سے نہ لڑ لوں۔

چنانچہ وہ قریش کے دوسو اُونٹ سواروں پر روانہ ہوا اپنی قسم سے عہدہ برا ہونے کی غرض سے۔ وہ مقام نجدیہ کے راستے روانہ ہوئے حتیٰ کہ وہ مقام صدور قنات میں جبل ثیب کے پاس اُترے۔ اس کے بعد رات کو وہ نکلے حتیٰ کہ قبیلہ بنونظر میں ان کے سردار حُیی بن اخطب یہودی کے پاس گئے اس کے ساتھ مل کر کاروائی کرنے کے لئے۔ مگر اس نے ملنے سے انکار کر دیا بلکہ دروازہ ہی بند کر لیا اور وہ ڈر گیا۔ لہٰذا وہاں سے سلاّم بن مِشکم کے پاس گئے۔ وہ اپنے زمانے میں بنونظر کا سردار تھا اور ان کے خزانے کا مالک تھا۔ اس سے انہوں نے ملاقات کی اجازت مانگی اس نے اجازت دے دی اور ان کی مہمان نوازی کی، خوب کھلایا پلایا اور اس کو خفیہ خبریں بھی دیں۔ پھر وہاں رات کے پچھلے حصے میں واپس لوٹ کر اپنے ساتھیوں کے پاس آئے اور اس نے کچھ جوانوں کو روانہ کیا قریش میں سے مدینے کی طرف وہ ایک کونے کی طرف گئے جسے اَلعُریض کہا جاتا تھا۔ وہ کھجوروں کے جھنڈ کی طرف گئے۔ وہاں کچھ انصار کے لوگ کام کر رہے تھے کھیت کے اندر، انہوں نے جا کر ان کو قتل کر دیا پھر بھاگ کر واپس اپنے پڑاؤ پر آ گئے۔

لہٰذا مدینہ کے لوگوں کو ان کے بارے میں معلوم ہو گیا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ ان کی تلاش میں روانہ ہوئے اور مقام قرقرن الکدر تک پہنچ گئے مگر ان کے آنے سے پہلے ابوسفیان اپنے ساتھیوں کو لے کر واپس مکے کی طرف بھاگ گئے تھے۔ جب وہ نہ ملے تو حضور صحابہ کو لے کر واپس لوٹ آئے۔ وہ لوگ ڈر کر ایسے بھاگے کہ اپنا سامان بھی نہ اُٹھا سکے اور وہیں چھوڑ کر بھاگ گئے۔

مسلمانوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم یہ اُمید رکھیں کہ یہ نکلنا ہمارے لئے غزوہ اور جہاد شمار ہوگا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بالکل ہوگا۔ اس کے بعد یہاں ابن اسحاق نے ابوسفیان کا شعر اور کعب بن مالک کی جواب ذکر کیا ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۴۲۲-۴۲۳)

(مصنف فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ صحابہ نے اس غزوہ کا نام غزوہ ابوسفیان، غزوہ سویق رکھا تھا اس لئے کہ جو سامان مشرکین چھوڑ کر بھاگے تھے اس میں ستو بھی کافی مقدار میں تھا سویق ستو کو کہتے ہیں۔ واللہ اعلم

☆☆☆

باب ۲۹

غزوۂ غطفان ۔ یہی غزوہ ذی اَمَرّ ہے
اس غزوہ میں بھی آثار نبوت کا ظہور ہوا

نوٹ : ذواَمَــرّ۔ زاویہ نخیل میں واقع ایک مقام کا نام ہے اسی کا نام بعض کتب سیرت میں غزوۂ غطفان ہے ۔ وجہ تسمیہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تھا کہ بعض قبائل غطفان مدینہ پر یورش کرنے کے لئے جمع ہو گئے ہیں، لہٰذا آپ ان کی سرکوبی کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوہ سویق سے واپس لوٹے تو ذی الحجہ کے بقیہ دن اور محرم کا مہینہ مدینہ میں مقیم رہے یا اس میں سے زیادہ وقت۔ اس کے بعد آپ نے نجد کا غزوہ کیا، مراد ہے غطفان کا یہی غزوۂ ذوامرّ ہے۔ آپ نے مقام نجد میں پورا صفر کا مہینہ قیام پذیر رہے یا اس کے قریب تر وقت گزارا، پھر آپ مدینہ واپس لوٹ آئے تھے مگر آپ کو جنگ کی ضرورت نہیں پڑی اور نہیں کی۔ پھر یہاں پر ربیع الاول کا مہینہ پورا رہے۔ (المغازی للواقدی ۱/۱۹۳)

اب تجھے کون بچائے گا مجھ سے؟............ (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن احمد اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی حسن بن جہم نے، ان کو خبر دی حسین بن فرج نے، ان کو خبر دی واقدی نے۔ اس نے کہا کہ غزوۂ غطفان ربیع الاول میں ہوا تھا پچیس دن پورے ہونے پر۔ حضور ﷺ جمعرات کے دن روانہ ہوئے تھے ربیع کے بارہ روز گزر چکے تھے۔ آپ گیارہ روز (سفر کی وجہ سے) غیر موجود رہے تھے۔

واقدی کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن زیاد بن ابوہندہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی زید بن ابوعتاب نے، کہ واقدی نے کہا ہے کہ ہمیں خبر دی ضحاک بن عثمان نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبدالرحمٰن بن احمد بن ابوبکر نے، اس سے عبداللہ ابوبکر نے، اور بعض نے کہا ہے کہ حضور کو خبر پہنچی تھی کہ ایک جماعت غطفان میں سے جو کہ بنوثعلبہ بن محارب میں سے ہیں مقام ذی امرّ میں وہ اکھٹے ہو گئے ہیں اور وہ رسول اللہ ﷺ کے اطراف میں محاصرہ کر کے نقصان پہچانا چاہتے ہیں۔ ان کے ساتھ ایک آدمی ہے ان میں سے اس کو دُعثور بن حارث بن محارب کہتے ہیں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کی سرکوبی کے لئے مسلمانوں کو بلایا اور آپ ﷺ ساڑھے چار سو آدمیوں کی جماعت کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ان کے ساتھ گھڑسوار بھی تھے۔

راوی نے حدیث ذکر کی ہے آپ کی روانگی کے بارے میں اور اس سے دیہاتی لوگ بھاگ گئے پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور رسول اللہ ﷺ مقام ذی امرّ میں اُترے اور لشکر بھی۔ اتفاق سے اس وقت شدید بارش ہوگئی۔ حضور اس موقع پر قضاء حاجت کے لئے نکلے تو بارش سے آپ کے کپڑے بھیگ گئے۔ آپ کی عادت تھی کہ آپ قضاء حاجت کے لئے دور چلے جاتے تھے، اس موقع پر بھی آپ نے ایسا ہی کیا۔ آپ نے وادی ذی امرّ کو اپنے اور اپنے اصحاب کے درمیان کر دیا تھا۔ آپ ﷺ نے کپڑوں کو اُتار کر نچوڑ لیا تاکہ سوکھ جائیں اور ان کو درخت پر ڈال دیا اور خود درخت کے نیچے لیٹ گئے جبکہ وہاں دیہاتی لوگ دیکھ رہے تھے جو کچھ رسول اللہ ﷺ کر رہے تھے۔

چنانچہ دعثور نام کے شخص نے ان دیہاتیوں سے کہا جو کہ ان کا سردار تھا اور ان میں زیادہ بہادر تھا، محمد تمہارے بس میں ہے اور تمہاری پہنچ میں ہے۔ اور اپنے اصحاب سے اکیلا بھی ہے۔ ایسی جگہ پر ہے کہ اگر وہ اپنی مدد کے لئے اپنے اصحاب کو پکارے گا بھی تو کوئی مدد کو نہیں پہنچے گا، اتنے میں تم اسے قتل کر چکے ہو گے۔ لہٰذا اس نے اپنی تلواروں میں سے ایک تیز دھار تلوار منتخب کی اور اس کو لٹکا کر روانہ ہوا اور آ کر حضور کے سرہانے کھڑا ہو گیا اور تلوار لہرا کر کہنے لگا، اے محمد! تمہیں کون بچائے گا مجھ سے آج؟ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ جبرائیل نے اس کے سینے میں دھکا دیا جس سے وہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے اُٹھایا اور آپ نے اس دیہاتی کے سر پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا بتایئے اب تجھے کون بچائے گا مجھ سے؟ اس نے کہا کہ کوئی بھی نہیں۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ میں آپ کے خلاف کبھی بھی جماعت اکٹھی نہیں کروں گا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس کی تلوار واپس دے دی۔ پھر وہ پیچھے ہٹا پھر آگے آیا اور کہنے لگا کہ اللہ کی قسم آپ مجھ سے زیادہ بہتر ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں زیادہ حق دار ہوں اس کے ساتھ تجھ سے۔

وہ شخص اپنی قوم کے پاس آیا، انہوں نے پوچھا کہ تجھے کیا ہو گیا تھا کہاں گیا تھا، تو تو کہتا تھا کہ ایسے کرو ویسے کرو۔ محمد نے تجھے موقع دیا تھا اور تلوار تیرے ہاتھ میں تھی۔ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم میرا بھی یہی خیال تھا مگر میں نے تو دیکھا کہ ایک سفید اور لمبا آدمی تھا وہاں پر اس نے مجھے سینے پر دھکا دیا جس سے میں پیٹھ کے بل گر گیا، ور میری تلوار بھی گر گئی۔ میں نے پہچان لیا کہ وہ فرشتہ تھا۔ لہٰذا میں نے شہادت دی ہے کہ محمد اللہ کا رسول ہے۔ اللہ کی قسم میں اس کے خلاف لوگوں کو جمع نہیں کروں گا اور اس نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دینا شروع کر دی، یہ آیت اس وقت نازل ہوئی :

یا یها الذین اٰمنوا اذکروا نعمة الله علیکم اذهم قوم ان یبسطوا الیکم ایدهم فکف ایدیهم عنکم ۔ الخ

(سورۃ المائدہ : آیت ۱۱)

اے ایمان والو! اپنے اُوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب ایک قوم نے یہ ارادہ کیا تھا کہ وہ تمہاری طرف دست درازی کریں تو اللہ نے ہی ان کے ہاتھوں کو تم سے روکا تھا۔

اس موقع پر رسول اللہ ﷺ مدینے سے گیارہ راتیں غیر موجود رہے تھے اور مدینے پر عثمان بن عفان کو اپنا نائب بنا گئے تھے۔

اسی طرح کہا ہے واقدی نے۔ (المغازی للواقدی ۱/۱۹۳۔۱۹۶)

اور تحقیق روایت کیا گیا ہے غزوہ ذات الرفاع کے بارے میں ایک دوسرا قصہ اعرابی کے بارے میں وہ جو رسول اللہ ﷺ کی تلوار لے کر اس وقت کھڑا ہوا تھا اور کہنے لگا تھا کہ کون تجھے مجھ سے بچائے گا؟ بے شک واقدی نے تحقیق یاد کیا تھا وہ جو اس نے ذکر کیا ہے اس غزوہ میں گویا وہ دونوں دو الگ الگ قصے ہیں۔ واللہ اعلم

باب ۳۰

غزوۂ ذِی قرد (یعنی سریہ)

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ بدر سے آنے کے بعد چھ ماہ مدینے میں ٹھہرے رہے۔ اس کے بعد آپ نے زید بن حارثہ کو مقام ذالقصہ کی طرف بھیجا، یہ لوگ صحابہ زید کی کمان میں گئے۔ یہ قریش کے قافلے سے جا ملے مقام ذی قرد پر۔ یہ نجد کے پانی کے مقامات میں سے ایک پانی کا مقام تھا۔ اس قافلے میں ابوسفیان بھی تھے۔

اس کی حدیث یا پس منظر کچھ اس طرح ہے کہ جنگ بدر میں قریش نقصان اُٹھانے کے بعد خوف زدہ تھے۔ وہ اس راستے پر سفر کرنے سے ڈرتے تھے جو شام کی طرف جاتا تھا۔ لہٰذا انہوں نے آئندہ کے لئے اپنے شام کے قافلوں کا راستہ عراق جانے کے لئے متبادل راستہ اختیار کیا ہوا تھا۔ وہ عراق کا راستہ تھا یعنی وہ شام براستہ عراق جاتے تھے۔ چنانچہ قریش کے کئی تاجر روانہ ہوئے، ان میں ابوسفیان بن حرب بھی تھے جو شام سے تجارت کر کے لا رہے تھے، ان کے پاس کافی مقدار میں چاندی تھی اور یہ اس وقت ان کی سب سے بڑی تجارت ہوتی تھی۔ انہوں نے راستہ دکھانے کے لئے ایک آدمی کرایہ پر اور اُجرت پر حاصل کیا تھا۔ یہ بکر بن وائل میں سے تھا نام اس کا فرات بن حیان تھا وہ قافلے والوں کو راستے کی راہنمائی کرتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ کو کچھ سوار دے کر روانہ کیا وہ اس قافلے والوں کو مذکورہ مقام پر جا ملے اور انہوں نے اس قافلے کو گھیر لیا اور ان کو مجبور کر کے رسول اللہ کے پاس لے آئے مال سمیت۔ اسی واقعے پر حسان بن ثابت نے شعر کہے تھے :

دعو فلجات الشام قد حال دونها — جلاد کافواه المنحاض الاوارك

بایدی رجال هاجووا نحو ربهم — وانصاره حقًا واید الملائك

(سیرۃ ابن ہشام ۲/۴۲۹-۴۳۰)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی الحسن بن جہم نے، ان کو خبر دی حسین بن فرج نے، ان کو خبر دی محمد بن عمر واقدی نے، وہ کہتے ہیں کہ سریہ القرد کا امیر زید بن حارثہ تھا یہ ماہ جمادی الآخر میں روانہ ہوئے تھے اٹھائیس ماہ کے آغاز پر۔ واقدی کہتے ہیں کہ القرد نجد کے پانی کا ایک مقام ہے۔

واقدی کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن حسن بن اسامہ بن زید نے اپنے گھر والوں سے۔ انہوں نے بتایا کہ قریش شام کے راستے سے احتیاط کرتے تھے یعنی اس پر چلنے اور سفر کرنے سے۔ پھر اس نے قصہ ذکر کیا ہے صفوان بن اُمیہ کا اور ان کے اصحاب کی مشاورت کا۔ کہ ان کو فرات بن حیان کے بارے میں بتایا گیا اور فرات نے اس سے کہا تھا کہ میں آپ کو عراق کے راستے سے لے چلوں گا۔

چنانچہ صفوان بن اُمیہ نے سامان سفر تیار کیا اس نے اس کے ساتھ قریش کے کئی آدمی روانہ کئے قیمتی سامان کے ساتھ، وہ نکلے ذات عرق پر۔

ادھر نعیم بن سعود اشجعی مدینہ پہنچا۔ وہ اپنی قوم کے دین پر تھا وہ وہاں پر اُترا کنانہ بن ابوالحقیق کے پاس بنونظر میں۔ اس نے اس کے ساتھ شراب وغیرہ پی اور اس کے ساتھ سلیط بن لقمان بھی تھا جو کہ مسلمان ہو چکا تھا۔ اس وقت شراب کی حرمت ابھی نازل نہیں ہوئی تھی۔ چنانچہ نعیم نے صفوان کے اپنے قافلے کے ساتھ نکلنے کا ذکر کیا اور اس مال کا بھی جو ان کے پاس تھا۔ لہٰذا سلیط اسی لمحے نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچا، اس نے جا کر آپ کو خبر دی۔ لہٰذا حضور ﷺ نے زید بن حارثہ کو ایک سو سوار دے کر بھیجا، وہ قافلے کے آگے پہنچے، انہوں نے قافلے کو گھیر لیا، انہوں نے قافلے کے سرکردہ لوگوں کو شکست دی اور ایک دو آدمیوں کو قید کر لیا اور قافلے کو گھیر کر مدینے میں حضور ﷺ کے پاس لے آئے۔

آپ ﷺ نے اس مال کا خمس لیا۔ اس وقت اس مال کا خمس پانچواں حصہ کی قیمت بیس ہزار درہم بنی تھی۔ باقی مال آپ نے اہل سریہ میں تقسیم کر دیا تھا۔ قید ہو کر آنے والوں میں فرات بن حیان ہی تھا، اسے لایا گیا تو اس سے کہا گیا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو تمہیں چھوڑ دیا جائے گا۔ لہٰذا وہ مسلمان ہو گیا تھا۔ لہٰذا اس کو قتل نہیں کیا گیا تھا۔ (المغازی للواقدی ۱/۱۹۷-۱۹۸)

☆☆☆

باب ۳۱

غزوہ قریش اور بنو سُلیم بحران میں

ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو خبر دی یعقوب بن سفیان نے، ان کو خبر دی عمار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی سلمہ ابوالفضل نے محمد بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے غزوہ کیا۔ آپ قریش اور بنو سُلیم کا ارادہ کرتے تھے حتیٰ کہ آپ بحران میں پہنچے۔ یہ حجاز میں معدان ہے فرع کے زاویے میں۔ آپ وہاں پر ربیع الآخر اور جمادی اولی میں ٹھہرے رہے۔ اس کے بعد مدینہ لوٹ آئے مگر جنگ نہیں کرنی پڑی اور اس دوران غزوات رسول میں سے بنی قینقاع کا معاملہ بھی تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۴۲۵۔۴۲۶)

(مصنف کہتے ہیں) میں کہتا ہوں اس میں ہے جو واقدی نے ذکر کیا ہے کہ اس غزوہ میں رسول اللہ مدینے میں تھے یعنی بحران میں دس راتیں مدینے میں غیر موجود رہے تھے انہوں نے اس مدت میں مدینے میں عبداللہ بن اُم مکتوم کو اپنا خلیفہ بنایا تھا۔ (مغازی الواقدی ۱/ ۱۹۷)

باب ۳۲

غزوۂ بنی قینقاع

تحقیق ہم نے ذکر کیا ہے ابن اسحاق سے روایت کرتے ہوئے کہ یہ غزوہ بھی تھا ان میں جس کا ہم نے تذکرہ کیا ہے غزوات میں سے۔ واقدی نے گمان کیا ہے کہ یہ غزوہ ہفتہ کے دن پندرہ شوال کو ہوا تھا، ہجرت سے بیس ماہ گزر جانے پر۔ آپ ﷺ نے ان کا محاصرہ کیا تھا ذیقعد کے چاند تک۔ واللہ اعلم

(سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۴۲۶۔ واقدی ۱/ ۱۷۶)

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو محمد بن ابو محمد مولیٰ زید بن ثابت نے سعید بن جبیر سے یا عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے۔ انہوں نے فرمایا جب رسول اللہ ﷺ نے بدر میں قریش کو شکست اور نقصان سے دوچار کیا اور مدینے میں پہنچے تو حضور ﷺ نے بنی قینقاع کے بازار میں یہود کو جمع کیا اور حضور ﷺ نے ان سے کہا کہ اے یہود کی جماعت تم مسلمان ہو جاؤ اس سے پہلے کہ تمہیں بھی مصیبت پہنچے اس کی مثل جیسے قریش کو پہنچی ہے۔

انہوں نے کہا، اے محمد! آپ نمرے میں ہوں اور دھوکے میں نہ رہیں اس بات پر کہ آپ نے قریش کے چند افراد کو قتل کر دیا ہے جو کہ ناتجربہ کار تھے۔ قتال کو نہیں جانتے تھے۔ آپ اگر ہم سے لڑیں گے اور قتال کریں گے تو آپ سمجھ لیں کہ ہم لوگ ایسے لوگ ہیں کہ آپ جیسوں سے ہرگز کبھی نہیں ملیں گے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :

قل للذین کفروا ستغلبون و تحشرون الی جھنم و بئس المھاد ۔ قد کان لکم اٰیۃ فی فئتین التقتا فئۃ تقاتل فی سبیل اللّٰہ ۔ (سورہ آل عمران : آیت ۱۲)

فرما دیجئے (اے محمد ﷺ) آپ کافروں سے کہ بہت جلد تم لوگ مغلوب کئے جاؤ گے اور تم جہنم کی طرف اکٹھے کئے جاؤ گے اور وہ بُرا ٹھکانہ ہے۔

تحقیق تمہارے لئے ان دو جماعتوں کے معاملے میں 'عبرت' کی نشانی ہے جو باہم ٹکرائی تھیں بدر میں ایک جماعت اللہ کے راستے میں لڑ رہی تھی (مراد ہیں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب) بدر میں۔

واخریٰ کافرۃ یرونھم مثلیھم رأی العین ۔ (سورہ آل عمران : آیت ۱۳)

اور دوسری جماعت کافر تھی (مشرکین قریش)۔ تم لوگ انہیں ان سے دو برابر دیکھتے تھے ظاہر آنکھوں سے بھی۔ اللہ تعالیٰ اپنی نصرت کے ساتھ جس کو چاہتا ہے تائید اور قوت دیتا ہے، بے شک اس واقعہ میں آنکھیں رکھنے والوں کے لئے عبرت ہے۔

اور محمد بن اسحاق سے ان کی سند کے ساتھ مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عاصم بن عمر بن قتادہ نے کہ بنی قینقاع پہلے یہودی تھے جنہوں نے اس عہد کو توڑ دیا تھا جو ان کے اور حضور ﷺ کے درمیان تھا اور انہوں نے جنگ کی تھی بدر میں بھی اور احد میں بھی۔ اس لئے رسول اللہ نے ان کو سبق سکھانے کے لئے ان کا محاصرہ کیا تھا۔ لہٰذا وہ لوگ آپ ﷺ کے حکم پر اُتر آئے تھے۔ لہٰذا عبداللہ بن ابی ابن سلول (رئیس المنافقین) کھڑا ہو گیا رسول اللہ کے پاس جب اللہ نے ان کو ان کے خلاف قدرت دے دی تھی۔

کہنے لگا، اے محمد! آپ نیکی اور احسان کیجئے میرے دوستوں پر اور میرے موالیوں پر، اس لئے کہ وہ لوگ قبیلہ خزرج کے حلیف تھے۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس پر ڈھیل دی اور تاخیر کی اور اس سے اعراض کیا۔ لہٰذا اس نے رسول اللہ ﷺ کی زرہ کے گریبان میں ہاتھ ڈال دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چھوڑیں مجھے اور آپ ناراض ہوئے، حتیٰ کہ رسول اللہ کے چہرے پر سایہ دیکھا گیا۔ حضور ﷺ نے پھر اس سے کہا کہ ہلاک ہو جائے چھوڑ دے مجھے۔ اس نے کہا، اللہ کی قسم میں تجھے نہیں چھوڑوں گا حتیٰ کہ تو میرے دوستوں اور موالیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

چار سو افراد بغیر ڈھال اور بغیر خود کے لڑنے والے ہیں اور تین سو بغیر زرہ کے لڑنے والے ہیں جو میری حفاظت کرتے ہیں۔ ہر سُرخ و سیاہ سے تم انہیں ایک ہی صبح میں کاٹ ڈالو گے؟ ہاں اللہ کی قسم بے شک میں ایسا مرد ہوں کہ جو مصائب اور ہلاکتوں سے اور شکست سے ڈرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا کہ ٹھیک ہے وہ تیرے ہی لئے ہوں گے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۴۲۷-۴۲۸)

(۲) اور ابن اسحاق سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے اسحاق بن یسار نے، اس سے عبادہ بن ولید بن صامت نے، وہ کہتے ہیں کہ جب قبیلہ بنو قینقاع نے رسول اللہ ﷺ سے جنگ کی تھی تو عبداللہ بن اُبی نے انہیں کے معاملے میں دلچسپی لی اور ان کے ساتھ جُڑ گیا اور انہیں کے پیچھے ہو گیا، عبادہ بن صامت نے یہ منظر دیکھا تو عبادہ بن صامت رسول اللہ ﷺ کے پاس چل کر آیا، وہ بنی عوف بن خزن میں سے ایک تھا، ان کے لئے بھی حلف اور دوستی بالکل اسی طرح جیسے عبداللہ بن ابی کی حلیف اور دوستی تھی، وہ ان سے علیحدہ ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا اور اللہ اور اس کے رسول کی طرف اظہار براءت و بیزاری کرنے لگا خزرج والوں کے حلیف اور دوستی سے۔ اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں اعلان بیزاری کرتا ہوں اللہ اور اس کے سول کی طرف ان لوگوں کا حلیف اور دوست بننے سے۔ میں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اہل ایمان سے دوستی اور محبت قائم کرتا ہوں اور میں بیزار ہوں کفار کا حلیف بننے سے اور ان کی دوستی سے۔

عبداللہ بن اُبی منافق کے بارے میں اور عبادہ بن صامت صحابی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی سورۃ مائدہ میں :

یا یھاالذین اٰمنوا لا تتخذواالیھود والنصاریٰ اولیآء ۔ بعضھم اولیآء بعض ومن یتولھم منکم فانہ منھم ان اللہ لایھد القوم الظالمین ...... تا ...... فتری الذین فی قلوبھم مرض ۔

اے اہل ایمان! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ، ان میں سے وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ تم میں سے جو ان کے ساتھ دوستی جوڑے گا وہ ان ہی میں سے ہوگا۔ اللہ ظالم کو ہدایت نہیں دیتا۔ (یعنی عبداللہ بن اُبی وغیرہ کو)

بوجہ اس کے اس قول کے کہ میں حوائر سے ڈرتا ہوں یہاں تک کہ پڑھتے پڑھتے یہاں تک پہنچ گیا۔

انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین اٰمنوا ۔

کہ حقیقت تو یہ ہے تمہارا دوست صرف اللہ ہے اور اس کا رسول ہے اور اہل ایمان ہیں۔

یہ فرمانا حضرت عبادہ کے قول کی وجہ سے کہ میں اللہ اور رسول سے دوستی کرتا ہوں اور اہل ایمان سے اور عبادہ کی بہتری اور بیزاری کی وجہ سے اس نے کی تھی قینقاع سے اور ان کے حلیف سے اور ان کے ساتھ دوستی کرنے سے۔

ومن یتول اللہ ورسولہ والذین اٰمنوا فان حزب اللہ ھم الغالبون ۔

جو شخص اللہ سے اور اس کے رسول سے اور ایمان والوں سے دوستی کرے گا وہ لوگ غالب ہوں گے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲۴/ ۴۲۸۔۴۲۹)

باب ۳۳

غزوۂ بنونضیر اور اس میں آثار نبوت کا ظہور

ابن شہاب زہری نے ذکر کیا عروہ سے کہ یہ غزوہ چھ ماہ کے آغاز میں ہوا تھا واقعہ بدر کے بعد یعنی غزوہ بدر کے بعد اور غزوۂ اُحد سے پہلے اور اس کو ان سے بیان کیا ہے محمد بن اسماعیل بخاری نے ترجمہ وعنوان میں۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو خبر دی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوصالح نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی لیث نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عقیل نے ابن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد واقعہ بنونضیر ہوا، وہ یہود کا ایک طائفہ تھا۔ یہ غزوہ غزوۂ بدر سے کوئی چھ ماہ بعد ہوا تھا اور ان کی منزل مدینے کے ایک کونے میں ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کا محاصرہ فرمایا تھا حتی کہ وہ اتر آئے جلاوطنی کی شرط پر۔ اور یہ بھی کہ وہ مال بھی انہی کا ہوگا جو کچھ مال ومتاع اونٹ اُٹھا سکیں گے سوائے اسلحہ کے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں شہر بدر کر دیا تھا وہ شام کی طرف چلے گئے تھے۔ انہی کے بارے میں اللہ نے آیت اُتاری تھی :

سبح للہ ما فی السمٰوٰت والارض ...... تا قولہ ...... ولیخزی الفاسقین ۔ (سورۃ الحشر: آیت ۱۔۵)

ان آیات میں لفظ لِینَۃٍ آیا ہے اس سے مراد نخلہ کھجور ہے۔ اللین پر نخلہ اور کھجور ہے سوائے عجوہ کے۔ دوسری شرط ان کے ساتھ یہ تھی کہ وہ اپنے ہاتھوں اپنے گھروں کو ویران کردیں بے شک وہ لوگ چھتوں سے جو کچھ اچھا لگا، لے گئے تھے۔ وہ سامان انہوں نے اونٹوں پر لاد لئے تھے اس لئے کہ ان کے ساتھ یہ شرط تھی کہ جو کچھ اُونٹ اٹھا سکے وہ اُنہی کے لئے ہوگا۔

اَوّلِ الحَشر سے مراد ان لوگوں کا شام کے ملک کی طرف چلنا ہے، آخرت والے حشر سے پہلے۔ نیز سورۃ میں لفظ الجلاءَ آیا ہے۔ یہ ہے کہ ان کے سامنے توراۃ کی آیت میں لکھا ہوا تھا، جلاوطن ہونا لکھا ہوا تھا۔ وہ لوگ سبط میں سے تھے کبھی جلاوطن ہونا نہیں پڑا تھا ان پر رسول اللہ ﷺ کے مسلط ہونے سے پہلے۔ اور عذاب سے مراد جس کو اللہ نے ذکر کیا ہے اس طرح پر ہے کہ اگر جلاوطن ہونا نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان پر دنیا میں عذاب نازل کردیتا اور قتل ہونا اور قید ہونا ایک ہوتا۔

پھر واقعۂ سعد، واقعۂ بنونضیر سے چھ ماہ کے بعد ہوا تھا اور واقعۂ بنونضیر واقعۂ بدر سے چھ ماہ کے بعد تھا۔ (فتح الباری ۷/۳۲۹)

اسی طرح اس روایت میں ہے ابن شہاب سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر محمد بن مؤمل بن حسن بن عیسٰی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی الفضل بن محمد شعرانی سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالرزاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے زہری سے اپنی حدیث میں، اس نے عروہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر واقعۂ اُحد ہوا تھا شوال میں چھ ماہ پورے ہونے پر، واقعۂ بنونضیر کے بعد۔

رسول اللہ ﷺ کا بنونضیر سے صلح کرنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن محمد بن علی صنعانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی زین بن مبارک صنعانی نے، ان کو خبر دی محمد بن ثور نے، اس نے معمر سے، اس نے زہری سے، اس نے عروہ سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔

وہ فرماتی ہیں کہ جب غزوۂ بنونضیر ہوا (وہ لوگ یہود کا ایک طائفہ تھے) یہ واقعہ بدر سے چھ ماہ کے بعد ہوا تھا۔ ان کی منزل اور ان کی مدینے کے ایک کونے کی جانب تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا محاصرہ کیا تھا حتیٰ کہ وہ دیس نکال دیئے جانے کی شرط پر نیچے اتر آئے تھے اور دوسرے اس شرط پر کہ وہ سامان اور مال بھی لے جائیں گے جو اونٹ اٹھا سکیں سوائے ہتھیاروں کے اور اسلحہ کے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

سبح للّٰہ مافی السمٰوٰت ومافی الارض ...... تاقولہ تعالیٰ ...... لِاَوَّلِ الحشر ماظننتم ان یخرجوا۔

(سورۃ الحشر: آیت ۱-۲)

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے بنونضیر کے ساتھ قتال جاری رکھا حتی کہ ان سے آپ نے صلح کرلی جلاوطنی کی شرط پر۔ لہٰذا آپ ﷺ نے ان کو ملک شام کی طرف نکال دیا اور وہ سبط میں سے تھے لہٰذا ان کو جلاوطنی نہ پہنچی۔ اور اللہ تعالیٰ تحقیق لکھ چکا تھا ان پر اگر یہ صورت پیدا نہ ہوتی (ان کے دیس نکالے کی) تو ضرور ان کو دنیا میں عذاب دیتا قتل ہونے اور قیدی ہونے کا۔

بہر حال اللہ تعالیٰ کا یہ قول لِاَوَّلِ الحشر پہلی بار جمع ہونا، تو ان کا یہ پہلی بار حشر یہی ان کا جلاوطن ہونا ہے مقام کی طرف دنیا میں ہی اول حشر تھا۔

اسی طرح کہا ہے جو کہ مروی ہے زہری سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ لیکن اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذکر غیر محفوظ بات ہے۔ واللہ اعلم

(۴) اور ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد اودباری نے، ان کو حدیث بیان کی ابوبکر بن درسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالرزاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی معمر نے زہری سے، اس نے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے، اس نے

اصحابِ رسول ﷺ کے ایک آدمی سے کہ کفار قریش نے خط لکھا تھا ابن اُبی کی طرف اور ان لوگوں نے بھی جو اس کے ساتھ بتوں کی پرستش کرتے تھے اوس وخزرج کے لوگ۔ اُس وقت حضور ﷺ مدینے میں تھے۔ یہ واقعۂ بدر سے پہلے کی بات ہے انہوں نے لکھا کہ تم لوگوں نے ہمارے مخالف (محمد ﷺ) کو اپنے ہاں رہنے کو ٹھکانہ دے رکھا ہے۔ اور ہم قسم کھاتے ہیں کہ ہم ضرور اس کے ساتھ قتال کریں گے ورنہ تم لوگ اس کو نکال دو ورنہ ہم سارے قریش جمع ہو کر وہاں لڑنے آئیں گے اور ہم تمہارے ساتھ بھی لڑیں گے۔ اور ہم تمہاری عورتوں کو حلال سمجھیں گے۔

یہ خط جب عبداللہ بن اُبی کو پہنچا اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ تھے دیگر بتوں کے پجاری تو وہ سارے رسول اللہ ﷺ سے قتال کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ حضور ﷺ کو جب اس بات کا علم ہوا تو آپ ان لوگوں سے ملے اور فرمایا کہ قریش کی تمہارے لئے دی جانے والی دھمکی جو انتہائی شدید اور زیادہ ہے، پہنچ گئی ہے۔ قریش تمہیں اتنی مشکل میں ڈال رہے ہیں جتنی کہ تم لوگ خود اپنے آپ کو مشکل میں ڈالنا چاہتے ہو۔ قریش یہ چاہتے ہیں کہ تم لوگ اپنے بیٹوں سے اور اپنے ہی بھائیوں سے قتل وغارت گری کرو۔ جب ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی تو وہ اس ارادے سے منتشر ہو گئے۔

یہ حقیقت جب کفار قریش تک پہنچی تو کفار قریش نے بدر کے وقوع کے بعد یہود کے پاس خط لکھا کہ تم لوگ صاحب اسلحہ ہو تمہارے پاس حفاظت کے لئے قلعے ہیں، تم لوگ محمد سے لڑ سکتے ہو، تم اس سے ضرور لڑو ورنہ ہم تمہارے ساتھ ایسا ایسا سلوک کریں گے (یعنی ہم لوگوں سے جنگ کریں گے)۔ پھر ہماری اور تمہاری عورتوں کے زیوروں تک پہنچنے میں کوئی شئی حائل نہیں ہوگی (یہ دھمکی تھی لوٹ اور غارت گری کی)۔
جب حضور ﷺ کے بارے میں ان کو خط پہنچا تو بنو نضیر غدر کرنے کے لئے اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے حضور ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ تیس آدمیوں کی جماعت اپنے اصحاب میں سے لے کر ہمارے پاس آجائیں اور ہمارے تیس عالم بھی ادھر سے نکلیں گے۔ ہم دونوں جماعتیں مقام منصف پر ایک دوسرے سے ملیں گے اور آپ سے بات چیت کریں گے۔ اگر انہوں نے آپ کو سچا مان لیا اور وہ آپ کے اوپر ایمان لے آئے تو ہم سب بھی آپ کے ساتھ ایمان لے آئیں گے۔ ان کی خبر پہنچ گئی۔
جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ صبح ہی صبح اپنا ایک مختصر سا لشکر لے کر پہنچ گئے (آپ ﷺ سمجھ گئے تھے کہ یہ محض ایک چال ہے یہ لوگ تصدیق کرنے اور مسلمان ہونے والے نہیں ہیں)۔ آپ ﷺ نے صبح ہی ان کا محاصرہ کر لیا۔ آپ نے ان سے کہا کہ تم لوگ میرے ہاں امان نہیں پا سکتے مگر کسی ایک عہد کے ساتھ جس پر تم مجھ سے معاہدہ کرو۔ انہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ کسی قسم کا بھی معاہدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ لہٰذا حضور ﷺ نے ان کے ساتھ قتال کرنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد آپ اگلی صبح لشکر لے کر بنو قریظہ پر پہنچے اور آپ نے بنو نضیر کو چھوڑ دیا۔ آپ نے ان کو جا کر معاہدہ کرنے کے لئے بلایا تو انہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ معاہدہ کر لیا۔ لہٰذا آپ ان سے ہٹ گئے پھر آپ بنو نضیر کی طرف لوٹ آئے اگلی صبح اپنے لشکر کے ساتھ۔ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ قتال کیا جس پر انہوں نے کہا کہ آپ ہمیں نہ ماریں ہم یہاں سے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں گویا وہ ترک وطن اور جلاوطنی کے لئے تیار ہو گئے۔ لہٰذا انہی کی مرضی کے مطابق وہ جلاوطن کر دیئے گئے یعنی بنو نضیر جلاوطن ہو گئے۔ اور وہ جتنے سامان اپنے ساتھ لے جا سکتے تھے، وہ لے گئے۔ ان کو منع نہیں کیا گیا۔ اپنے ساز وسامان اپنے گھروں کے دروازے اور چھتوں کی لکڑیاں تک لے گئے۔ لہٰذا صرف ان کے کھجوروں کے درخت ہی باقی رہے گئے تھے جو رسول اللہ ﷺ کے لئے مخصوص ہو گئے تھے خاص کر جو اللہ نے ان کو دیے اور انہی کے لئے مخصوص کر دیئے گئے۔ اللہ نے حکم فرمایا:

ما افاء اللّٰه علی رسوله منهم فما أوجفتم علیه من خیل ولا رکابٍ

(سورۃ الحشر: آیت ۶)

وہ مال جو اللہ نے اپنے رسول پر کر دیا یعنی مفت دے دیا ہے بغیر لڑائی کے۔ ان میں جس پر نہ تم نے گھوڑے دوڑائے نہ ہی اونٹ سوار دوڑائے ہیں۔

یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ بغیر قتال کے حاصل ہوا ہے۔ نبی کریم ﷺ سے اس میں سے بھی اکثر مہاجرین کو عطیہ کر دیا تھا اور انہی کے درمیان اسے تقسیم کر دیا تھا اور اس میں سے کچھ مال دو انصاریوں کو دیا تھا جو زیادہ حاجت مند تھے۔ ان دو کے علاوہ کسی اور انصاری کے لئے آپ ﷺ نے اس مال میں سے تقسیم نہیں فرمایا تھا اور اس میں سے باقی رہ گیا تھا صدقہ رسول اللہ جو اولاد فاطمہ کے ہاتھوں میں تھا۔

(ابوداؤد۔ کتاب الخراج والامارۃ والفئی۔ حدیث ص ۳۰۰۴)

موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحٰق بن یسار اور ان دونوں کے علاوہ دیگر اہلِ مغازی اس طرف گئے ہیں کہ غزوۂ بنونضیر غزوۂ اُحد کے بعد ہوا تھا اور اس کو اسی طرح روایت کیا ہے ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے۔

رسول اللہ کو یہود کے ارادے پر بذریعہ وحی اطلاع ہونا .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن عبداللہ بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابوعلاثہ محمد بن عمرو بن خالد نے، ان کو ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن لہیعہ نے، ان کو ابوالاسود نے عروہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن عتاب نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن اویس نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن ابراہیم بن عتبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے۔ (ابن عبدالبر فی الدرر ص ۱۶۴-۱۶۶)

وہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث رسول اس وقت کی ہے جب حضور ﷺ بنونضیر کی طرف نکلے تھے آپ کلابیین کے خون بہا کے معاملے میں ان سے مدد چاہتے تھے اور تعاون مانگ رہے تھے۔ اور وہ گمان کرتے تھے کہ تحقیق انہوں نے خفیہ سازش کی تھی قریش کے ساتھ جب وہ اُحد میں اترے تھے رسول اللہ ﷺ سے قتال کے لئے اور ان کو قتال پر ابھارا تھا اور ان کو کمزور بھی آگاہ کیا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے کلام کیا کلابیوں کے خون بہا کے بارے میں تو بنونضیر کے یہودیوں نے کہا اے ابوالقاسم بیٹھئے۔ حتیٰ کہ آپ کو کھانا کھلایا جائے اور آپ اپنی حاجت مقصد پورا کر کے جائیں اور ہم لوگ اٹھتے ہیں اور باہم مشورہ کر لیتے ہیں اس بات پر جس کے لئے آپ ہمارے پاس آئے ہیں۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب بیٹھ گئے دیوار کے سائے تلے۔ انتظار کرنے لگے اس بات کا کہ یہ لوگ اپنے معاملے میں صلاح مشورہ کر لیں۔

جب بنونضیر کے یہودی الگ ہو گئے تو شیطان ان کے ساتھ ہو لیا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے قتل کا مشورہ طے کر لیا اور کہنے لگے کہ آئندہ کبھی اتنے قریب ان کو لانے کا موقع ہاتھ نہیں آئے گا لہٰذا آج ہی اس سے کیوں نہ چھٹکارا پا لیا جائے۔ اور اس کے بعد اپنے گھروں میں چین سے رہا جائے اور اس طرح تم سے مصیبت اٹھ جائے گی۔ ایک آدمی نے ان سے کہا کہ اگر تم لوگ چاہو تو میں چھت پر چڑھ جاتا ہوں جس گھر کے نیچے حضور ﷺ بیٹھے ہیں۔ میں ان کے اُوپر پتھر لڑھکاتا ہوں اور اسے قتل کر دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی طرف وحی کر دی اور آپ کو باخبر کر دیا اس سے جو انہوں نے مشورہ طے کیا تھا۔ لہٰذا اللہ نے آپ کو بچا لیا۔ رسول اللہ وہاں سے اس طرح اُٹھ کر چلے گئے جیسے اپنی کسی حاجت پوری کرنے کیلئے چلے گئے ہیں۔ آپ اپنے اصحاب کو اپنے اپنے ٹھکانے پر اور مجلس پر چھوڑ گئے اور وہ اللہ کے دشمن حضور ﷺ کا انتظار ہی کرتے رہ گئے۔

جب کافی دیر ہو گئی تو ایک آدمی مدینے سے آیا انہوں اس سے پوچھا اس نے بتایا کہ میں حضور سے ملا ہوں وہ مدینے کی گلی میں داخل ہوئے تھے۔ ان لوگوں نے رسول اللہ کے اصحاب سے کہا کہ ابوالقاسم نے جلدی کی، چلے گئے ہمارے معاملے کو درست کرتے جس مقصد کے لئے آئے تھے۔ اس کے بعد اصحابِ رسول بھی اُٹھ کر واپس چلے گئے اور قرآن نازل ہوا۔ اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ اللہ کے دشمنوں نے ارادہ کیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

یا یھا الذین امنوا اذکروا نعمۃ اللّٰہ علیکم اذھم قوم ان یبسطوا الیکم ایدیھم فکف ایدیھم عنکم واتقوا اللّٰہ وعلی اللّٰہ فلیتوکل المؤمنون ۔ (سورۃ المائدہ آیت ۱۱)

اے اہلِ ایمان! تمہارے اوپر جو اللہ کا احسان اور نعمت ہے اس کو یاد کرو جب قوم نے ارادہ کیا تھا وہ تمہاری طرف دست درازی کریں سو اللہ نے ان کے ہاتھوں کو تمہارے تک پہنچنے سے روک لیا تھا۔ اللہ سے ڈرتے رہو اور اہلِ ایمان کو اللہ پر ہی بھروسہ کرنا چاہئے۔

جب اللہ تعالیٰ نے یہود کی خیانت پر اور ان کے ارادوں سے حضور کو مطلع کر دیا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ان کے جلاوطن کرنے کا حکم دے دیا اور ان کو ان کے گھروں سے نکال دینے کا۔ اور ان کو حکم دیا کہ وہ جہاں چاہیں چلے جائیں اور مدینے میں نفاق یعنی منافقت زیادہ ہو چکی تھی وہ لوگ کہنے لگے کہ آپ ہمیں کہاں نکالنا چاہتے ہیں؟ حضور نے فرمایا کہ میں تمہیں حبش کی طرف نکال دوں گا ادھر منافقین نے جب سنا کہ ان کے بھائیوں کے اور ان کے دوستوں کے بارے میں کیا سوچا جا رہا ہے اہلِ کتاب کے بارے میں تو انہوں نے ان کے پاس پیغام بھیجے کہ فکر نہ کرو ہم تمہارے ساتھ ہیں زندگی اور موت میں ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ فکر نہ کرنا اگر تم قتل بھی کر دیئے گئے تمہاری نصرت ہمارے ذمے لازم ہوگی اور اگر تم گھروں سے نکال دیئے گئے تو ہم بھی تم سے پیچھے نہیں رہیں گے اور یہود کا سردار ابوصفیہ حُیی بن اخطب تھا جب انہوں نے یقین کر لیا منافقین آرزو پر تو یہودیوں کا غرور اور بڑا ہو گیا اور شیطان نے ان کو امیدیں دلائیں کہ تم غالب ہو جاؤ گے۔ چنانچہ یہودیوں نے نبی کریم کو للکار دیا کہ آپ اور آپ کے اصحاب کو کہ اللہ کی قسم ہم لوگ یہاں سے نہیں نکلیں گے اور اگر آپ ہم سے لڑیں گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ ضرور لڑیں گے۔

لہٰذا نبی کریم اللہ ﷺ کے حکم پر ان کے بارے میں عمل پیرا ہو گئے۔ آپ نے اپنے اصحاب کو حکم دے دیا انہوں نے ہتھیار سنبھال لئے پھر ان کی طرف روانہ ہو گئے۔ لہٰذا یہود اپنے قلعوں اور گھروں کے اندر چلے گئے۔ حضور ﷺ جب ان کی گلیوں اور قلعوں کے پاس پہنچے تو آپ نے اس بات کو پسند نہیں کیا کہ ان کو اس بات کی مہلت دیں کہ وہ اپنے گھروں اور اپنے قلعوں میں رہ کر لڑیں۔ اللہ نے آپ کے معاملہ کی حفاظت فرمائی اور آپ کی کامیابی کا عزم فرما لیا۔ اللہ نے آپ کو حکم دیا کہ ان کے قریب پھر قریب گھروں کو گرا دیا جائے اور کھجور کے درختوں کو جلا دیا جائے اور انہیں کاٹ دیا جائے۔

ادھر اللہ نے یہودیوں اور منافقوں دونوں کے ہاتھوں کو روکے رکھا، منافق یہودیوں کی مدد نہ کر سکے۔ ادھر اللہ نے یہودیوں اور منافقوں کے دلوں میں خوف اور رعب ڈال دیا پھر یہودیوں کی یہ حالت ہوگئی کہ جونہی حضور ﷺ نے مدینے سے قریب تر کسی یہودی گھر کو گرا دینے کا حکم دیا ان کے دلوں میں اور خوف ڈال دیا۔ لہٰذا وہ مارے خوف کے خود بھی اپنے گھروں کو پیچھے سے گرانے لگ گئے جبکہ وہ خود اس کے اندر تھے۔ لہٰذا وہ نکل کر نبی کریم اور صحابی کی طرف نہ آ سکے۔ وہ گراتے گئے جس پر وہ آئے پہلے والا پھر اس کے بعد والا گھر۔ جب یہود گراتے گراتے آخری گھر تک پہنچ گئے اور وہ برابر منافقین کا انتظار بھی کر رہے تھے اور ان کی باتوں کو بھی یاد کر رہے تھے کو انہوں نے ان کو آرزوئیں دلائی تھیں، جب مایوس ہو گئے ان تمام چیزوں سے جو کچھ ان کے پاس تھا۔ اب انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے وہی مطالبہ کیا جو کچھ حضور ﷺ ان پر اس سے قبل پیش کر چکے تھے۔

ان رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ یہ فیصلہ کیا کہ آپ ان کو دیس سے نکال دیں گے اور وہ اپنا سامان اُٹھا کر لے جائیں جو کچھ اُونٹوں پر لے جا سکتے ہیں اس میں جو کچھ ان کے پاس ہے سوائے اسلحہ کے۔ چنانچہ وہ ہر طرف دوڑے، ہر راستے پر گئے اور بنو ابوالحقیق مل گئے ان کے پاس بہت سارے چاندی کے برتن تھے۔ نبی کریم ﷺ نے اور آپ کے اصحاب نے اور مسلمانوں نے دیکھے تھے جب انہوں نے نکالے تھے

اوران کے سردار حُیی بن اخطب نے قصدوارادہ کیا جب وہ مکے میں گیاان سے اس نے فریاد چاہی رسول اللہ کے خلاف اوران سے مدد مانگی تھی۔ ادھراللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لئے اہل نفاق کی بات بیان کردی تھی اور وہ ساری بات جوان کے اور یہود کے درمیان طے تھی اور یہودی مسلمانوں کوشرم اور عار دلانے لگے تھے وہ جب گھروں کوگرار ہے تھے اور کھجوروں کے درختوں کوکاٹ رہے تھے۔

یہودیوں نے کہا کہ ان بے چارے درختوں کا کیا گناہ ہے تم تو یہ دعویٰ کرتے ہو کہ تم اصلاح کرنے والے ہو؟ تو اللہ تعالیٰ نے سورہ حشر نازل فرمائی :

سبح للّٰہ ...... سے لے کر ...... و لیخزی الفاسقین ...... تک ۔ (سورۃ الحشر : آیت ۱-۵)

(اس کے اندر اللہ تعالیٰ نے فرمایا) کہ آپ لوگوں نے جو بھی درخت کاٹے یا باقی چھوڑے تو سب اللہ کے حکم سے کیا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بقایا مال یا درخت رسول اللہ کے لئے نفل کر دیا تھا اور کسی کے لئے اس میں سے حصہ نہیں مقرر کیا تھا۔

چنانچہ ارشاد فرمایا :

وما افاء اللّٰہ علیٰ رسولہ منھم فما او جفتم علیہ من خیل ولا رکاب ...... واللّٰہ علیٰ کل شئ قدیر ...... تک

(سورۃ الحشر : آیت ۶)

مطلب یہ کہ سب کچھ رسول اللہ کا ہے۔لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس مال کو جیسے اللہ نے آپ کو حکم دیا آپ نے اس کو مہاجرین اولین میں تقسیم کر دیا اور اس میں سے انصار کے صرف دو ہی آدمیوں کو دیا، ایک سماک بن اوس بن خبر شہ یعنی ابو دجانہ کو اور دوسرا شخص سہل بن حُنیف تھا۔ اور کچھ لوگ نے گمان کیا ہے کہ آپ نے سعد بن معاذ کو سیف بن ابوالحقیق کو دیا۔اور بنونضیر کو جلاوطن کیا ماہ محرم الحرام سنہ تین ہجری میں۔اور بنوقریظہ مدینے میں بیٹھے رہے تھے اپنے گھروں میں۔حضور کو حکم نہیں ملا تھا نہ ہی ان کے ساتھ قتال کرنے کے لئے اور نہ ہی ان کو نکالنے کے لئے۔ یہاں تک کہ اللہ نے ان کو رسوا کیا تھا بسبب حُیی بن اخطب کے اور بسبب جمع کرنے گروہوں اور جماعتوں کے۔

یہ الفاظ حدیث موسیٰ بن عقبہ سے اور حدیث ابن لہیعہ اسی مفہوم میں ہیں۔سعد بن معاذ کو دینے اور سبقر بن ابوالحقیق کے دینے تک۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو بن صماک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہیں خبر دی حنبل بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسحاق بن صالح جرمی نے ایک آدمی سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن اسحاق نے عاصم بن عمرو بن قتادہ نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے محاصرہ کیا تھا بنوقینقاع قبیلے کا اور وہ پہلے یہودی تھے جن کا حضور ﷺ نے محاصرہ کیا تھا مدینے میں۔لہٰذا وہ آپ کے حکم پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔مگر عبداللہ بن اُبی منافق حضور کے سامنے کھڑا ہو گیا تھا۔

راوی نے یہاں وہی قصہ ذکر کیا ہے جیسے یونس بن بکیر کی روایت میں گزر چکا ہے۔اس کے بعد کہتے ہیں کہ یہ واقعہ جنگ اُحد سے پہلے کا ہے۔ جب اُحد کا قضیہ گزر چکا تو رسول اللہ ﷺ نے اُحد کے چار ماہ بعد اصحاب بیر معونہ کو بھیجا وہ قتل کر دیئے گئے اس کے بعد بنونضیر کو جلاوطن کر دیا تھا اور اسی طرح اس کو کہا ہے محمد بن اسحاق نے سلمہ بن فضل کی روایت میں ان سے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۴/۳)

(۷) ہمیں خبر دی ابوطاہر محمد بن محمد بن محمش فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالازہر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن شرجیل نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابن جزنج نے، اس نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے نافع سے، اس نے ابن عمر سے یہ کہ یہود بنونظر اور قریظہ نے انہوں نے محاربہ کیا رسول اللہ ﷺ سے۔لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے بنونضیر کو جلاوطن کر دیا تھا اور بنوقریظہ کو برقرار رکھا اور آپ نے ان پر احسان کیا تھا، حتیٰ کہ اس کے بعد قریظہ نے بھی جنگ شروع کر دی۔لہٰذا آپ نے ان کے مردوں کو قتل کیا اور ان کی عورتوں کو اور ان کی اولادوں کو اور مالوں کو مسلمانوں کے درمیان تقسیم کر دیا تھا ہاں مگر ان میں سے بعض لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ

مل گئے تھے، وہ ایمان لے آئے اور مسلمان ہو گئے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے جلا وطن کر دیا تھا مدینہ کے یہودیوں کو بنو قینقاع میں سے اور وہ لوگ حضرت عبداللہ بن سلام کی قوم کے لوگ تھے اور یہود بن حارثہ کو ہر اس یہودی کو جو مدینے میں تھے۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوعمرو بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی قاسم بن زکریا سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی فیاض بن زہیر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی عبدالرزاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن جریج سے، اس نے ذکر کیا اسے اس کی اسناد کے ساتھ مذکور کی مثل، مگر اس نے کہا اس روایت میں کہ آپ نے ان کے مردوں کو قتل کیا اور ان کی عورتوں کو قیدی بنایا اور ان کی اولادوں کو بھی اور ان کے مال تقسیم کئے مسلمانوں کے درمیان۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے اسحاق بن نصر سے۔ (فتح الباری ۷/ ۳۲۹)

اور مسلم نے اس کو روایت کا کیا ہے محمد بن رافع سے اور اسحاق بن منصور سے ان کے سب نے عبدالرزاق سے حدیث فقیہ کے الفاظ کے مطابق۔ (کتاب الجہاد والسیر۔ باب اجداء الیہود من الحجاز۔ حدیث ص ۶۲)

بنو نضیر کے درختوں کا کاٹنا اور جلانا .... (۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس سیاری نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن علی غزال نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن حسین بن شقیق نے، ان کو خبر دی ابن مبارک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی موسیٰ بن عقبہ نے نافع سے، اس نے عبداللہ بن عمر سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو نضیر کے کھجوروں کے درخت کاٹ دیئے تھے اور جلا دیئے تھے اس حادثے کے میں۔

حسان بن ثابت کہتے ہیں :

وَهَانَ عَلٰی سَوَاةِ بَنِیْ لُؤَیٍّ ۔ حَرِیْقٌ بِا لْبُوَیْرَةِ مُسْتَطِیْرُ ۔

اور اسی واقع پر یہ ایک آیت نازل ہوئی تھی :

ما قطعتم من لينة او تركتموها قائمة على اصولها فباذن الله وليخزى الفاسقين ۔

(سورۃ الحشر : آیت ۵)

جو درخت بھی آپ لوگوں نے کاٹے ہیں یا اپنی جڑوں پر کھڑے چھوڑ دیئے ہیں تو یہ سب کچھ اللہ کے حکم سے ہوا ہے اس لئے تا کہ وہ نافرمانوں کو رسوا کر دے۔

(مسلم نے حدیث ابن مبارک سے نقل کیا ہے کتاب الجہاد والسیر۔ باب قطع الاشجار ص ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶)

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے حدیث موسیٰ بن عقبہ بن نافع سے۔ (فتح الباری ۶/ ۱۵۴)

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی عبدالرحمٰن بن حسن قاضی نے، ان کو خبر دی ابراہیم بن حسین نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی آدم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہیں خبر دی ورقاء نے ابن ابونجیح سے، اس نے مجاہد سے اللہ کے اس قول کے بارے میں :

ماقطعم من لينة ۔ یعنی تم نے جو بھی کھجور کاٹی ہیں

کہتے ہیں کہ بعض مہاجرین نے بعض کو کھجور کاٹنے سے منع کیا تھا اور یہ کہا کہ یہ مسلمانوں کی غنیمتوں میں سے (یعنی فتح ہو جانے پر بطور غنیمت مسلمانوں کے ہاتھوں میں آئے گی)۔ اور ان لوگوں نے کہا جنہوں نے کاٹی نہیں کہ یہ دشمن کو غیظ و غضب دلانے اور جلانے کے لئے ہم نے یہ کام کیا ہے۔ لہٰذا جنہوں نے کاٹنے سے منع کیا تھا ان کی تصدیق میں قرآن اُترا۔ اور جنہوں نے کاٹا تھا ان کے کاٹنے کی تحلیل اور عدم گناہ پر بھی قرآن اُترا۔ لہٰذا ارشاد فرمایا کہ سوائے اس کے کہ اس کا کاٹنا اور چھوڑ دینا بھی اللہ کے حکم اور اجازت سے ہوا ہے۔

بنونضیر کے مال کا بطور فئی حاصل ہونا.......... (۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن شیبان نے، ان کو خبر دی سفیان نے عمرو بن دینار سے، اس نے زہری سے، اس نے مالک بن اوس بن حدثان سے، اس نے عمر بن خطاب سے کہ انہوں نے کہا بے شک بنونضیر کے مال ان میں سے تھے جو اللہ نے اپنے رسول پر فے کئے تھے بلا جنگ لڑے عطا کئے تھے۔ ان میں سے تھے جس پر مسلمانوں نے گھوڑے نہیں دوڑائے تھے اور نہ ہی اُونٹوں پر سوار مجاہدین نے حملے کئے تھے۔ لہٰذا وہ مال رسول اللہ کے لئے مخصوص تھے۔ آپ اس میں سے اپنے اہل خانہ پر خرچ کرتے تھے، سال بھر کا خرچہ لے لیتے تھے باقی جو کچھ بچ جاتا تھا اس کو اللہ کی راہ میں جہاد کی تیاری پر خرچ کرتے تھے، اسلحہ وغیرہ جمع کرنے پر اور جہاد کے لئے جانور تیار کرنے پر۔

(بخاری۔ مسلم نے اسے سفیان بن عیینہ سے نقل کیا ہے۔ (فتح الباری ۸/ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ مسلم کتاب المغازی۔ باب حکم الفئی ص ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷)

باب ۳۴

کعب بن اشرف یہودی[۱] کا قتل ہونا اور اللہ تعالیٰ کا اپنے رسول اور مسلمانوں کو اس کے شر سے بچانا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے اور صالح بن ابوامامہ بن سہیل بن حُنیف نے، ان دونوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب بدر سے فارغ ہوئے آپ نے اہل مدینہ کے پاس دو خوشخبری دینے والے روانہ کئے، ایک زید بن حارثہ تھے ان کو مدینہ سافلہ کی طرف بھیجا اور دوسرے عبداللہ بن رواحہ تھے، ان کو اہل مدینہ عالیہ کے پاس بھیجا۔ وہ ان کو خوشخبری دیتے تھے کہ اللہ نے اپنے نبی کو فتح دی ہے۔ زید بن حارثہ کی ملاقات نبی سے پہلے اپنے بیٹے اسامہ سے ہوئی جس وقت رسول اللہ ﷺ کی بیٹی سیدہ رقیہ جو حضرت عثمان کے عقد میں تھی بیمار تھی اور حضور نے عثمان کو اس کی تیمارداری کے لئے چھوڑ گئے تھے وہ فوت ہوگئی تو اس کو دفن کر کے مٹی برابر کر رہے تھے۔ اسامہ کو کہا کہ تیرے والد زیدؓ گئے ہیں۔ اسامہ کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے پاس آیا اور وہ لوگوں کو یہ بتا رہے تھے کہ عقبہ بن ربیعہ قتل ہوگیا ہے اور شیبہ بن ربیعہ اور ابوجہل بن ہشام اور نبیہ اور منبیہ اور امیہ بن خلف قتل ہو چکے ہیں۔ اس طرح وہ بڑے بڑے قریش کی موت کی خبر دے رہے تھے۔

اسامہ کہتے ہیں میں نے از راہ تعجب پوچھا، اے ابا جان! کیا یہ سچ ہے؟ انہوں نے بتایا، جی ہاں سچ ہے اللہ کی قسم اے بیٹے۔ ادھر ان لوگوں کو موت کی خبر سُنائی عبداللہ بن رواحہ نے اہل عالیہ کو یہ خبر جب کعب بن اشرف یہودی کو پہنچی تو اس نے کہا ہلاک ہو جاؤ کیا یہ خبر سچ ہے؟ وہ لوگ عرب کے بادشاہ تھے لوگوں کے سردار تھے۔ ان جیسی مصیبت کسی بادشاہ کو کبھی نہیں پہنچی۔

چنانچہ کعب بن اشرف مکے روانہ ہوگیا مشرکین کی تعزیت کے لئے۔ وہاں پر وہ عاتکہ اُسید بن ابوالعیص کے ہاں جا کر ٹھہرا۔ وہ مطلب بن ابووداعہ کے عقد میں تھی اس نے جا کر وہاں رونا شروع کیا قریش کے مقتولین پر اور قریش کو رسول اللہ ﷺ کے خلاف اُبھارا اور اس نے رو کر

[۱] دیکھئے مغازی الواقدی ۱/۱۸۴۔ ابن سعد ۲/۳۱۔ تاریخ الطبری ۲/ ۳۸۷۔ سیرہ ابن ہشام ۲/ ۴۳۰۔ ابن حزم ص ۱۵۴۔ عیون الاثر ۱/ ۲۶۵۔ البدایۃ والنھایۃ ۴/ ۵)